ترجمہ

تاریخ وصاف

مترجمہ

جناب آغا محمد باقر صاحب ایم اے (آنرز) ایم او ایل بی ٹی

نبیرۂ حضرت آزاد مرحوم

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

نے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپوا کر شائع کیا۔

6543

ترجمہ

تاریخ وصّاف

مترجمہ

جناب آغا محمد باقر صاحب ایم اے (آنرز) ایم او ایل بی ٹی

نبیرۂ حضرت آزاد مرحوم

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر

طبع شد

Marfat.com

135831

Marfat.com

"عنونہ"

میں نے زمانۂ تعلیم میں تاریخ وصاف فخر
اساتذۂ کرام پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال اور حضرت
شادان بلگرامی سے پڑھی تھی۔ اِس لئے میں اس
زمانے کی خوشگوار صحبتوں کی یاد کو تازہ کرنے
کے لئے اِس کے ترجمہ کو انہی حضرات کے اسمائے
گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

محمد باقر

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُردو ترجمہ

تاریخ وصاف

ص۱ ایسی حمد و ثنا جس کے خلوص کے انوار عالم ظاہر اور عالم باطن کو صبح صادق کے آغاز کی طرح روشن کردے اور ایسا شکر و سپاس، جو موزونیت کے ساتھ "اگر تم شکر کروگے تو میں عطائے نعمت میں تمہارے لئے زیادتی کرونگا" کی خلعت ہستی کی گردن میں ڈالے اس پاک خداوند جہاں اور واجب الوجود کے لئے سزاوار ہے جس کے کمالاتِ ذاتی ادراکِ فہم و قیاس سے بالاتر ہیں اور جسکے صفات کی عظمت خیال کی رسائی سے بڑھ کے ہے۔ جس نے عقل اوّل کے جوہر بسیط کو "میں ایک خزانۂ مخفی تھا مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ میں پہچانا جاؤں" کے خزانہ سے باہر نکالا کہ سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا پھر عقل فیاض کی نورانی شاخ سے نفس کل کے پھول کو بے نیازی کے احسان کی بادِ صبا سے شگفتہ کیا اور ان دونو جواہر (عقل اوّل نفس کل) کے وسیلے سے جواہر مجردات (عقول عشرہ) اور نفوس مفارقات (نو نفس) نے امکان کے سلسلہ میں تعدد کی قدرت پائی اور افلاک اس کے انوارِ جمال سے بیدائے شوق میں اور اسرار کمال کے روشن جلووں کے مطالعہ میں گنبد کی طرح تقدیر کے چوگان کے خم میں پھرنے لگے۔

اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش میں تمام چیزیں پرکار کی طرح سرگرداں ہیں۔

ص۲ اور جب اس نے آسمان کا نیلے رنگ کا قبہ بلند کیا اور اسے ستاروں کے

موتیوں اور درخشندہ ستاروں سے آراستہ کیا۔ اس کی حرکاتِ شوقی کی تاثیروں سے عناصرِ اربعہ کے سلسلہ کو مزاحموں کے اختلاف۔ کیفیتوں کے انضاد اور مکانات کے بُعد کے ساتھ ایک دوسرے سے پیوست ہو گیا۔ اور اربعہ عناصر کی ترتیب و ترکیب سے موالیدِ ثلاثہ کا عالمِ دنیا میں ظہور ہوا (موالیدِ ثلاثہ میں سے) پہلی ترکیب معدنیات کی تھی جو طرح طرح کی خاصیتوں اور رنگوں کی صفات سے متصف ہو کر اس میں سے ہر ترکیب اس ایجاد کے موجد کا واضح اور روشن ثبوت ہوئے یاقوت آبدار و لعل رنگین۔ چمکنے والے جواہرات کے ٹکڑے "اور اللہ ہی کے لئے حکومت زمین اور آسمان کی ہے" نقشِ خاتم سے نقش پذیر ہوئے۔ خالص سونے کے ٹکڑے اور خالص چاندی کی ٹکیہ نے شمس زر گردِ آفتاب کی کٹھالی اور ایجاد کی ٹکسال میں "ہر شے اللہ کی نشانی ہے وہ اس بات پر دال ہے کہ خدا ایک ہے" کا نقش اپنے وجود کے چہرہ پر لگا دیا۔ اور دوسری ترکیب میں نباتی نفس عدم کے پوشیدہ پردہ سے وجود کے ظہور کے صحرا میں خراماں ہوا۔ اس میں معدنیات کی صفات نے جمع ہو کر مزے۔ خوشبوئیں۔ قوت جاذبہ اور قوت ماسکہ۔ بالیدگی و افزائش۔ اپنے جیسا پیدا کرنا اور اپنی قسم کی صورت پیدا کرنے سے مزید امتیاز پایا۔ اور اس میں کا ہر جزو صانع کی وحدت اور اس ہستی کی پر کہ جس کا وجود واجب اس کی ماہیت پر اضافہ ظاہر ہے لطفی تحفہ اور بلند دلیل بن گیا تر و تازہ پنکھڑیوں کے چہرے پر شگرفی تحریر سے لکھا "سبز رنگ کی شاخیں اور گلاب کی پنکھڑیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ خدا کا کوئی شریک نہیں ہے" درختوں کی تختیوں کے صفحات کو سرسبزی او سیرابی کے قلم سے کوئی پتہ ایسا نہیں گرتا جس کا علم اللہ کو نہ ہو کے معنی سے منقش کیا شمشاد اور سرو آزاد صنوبر کے قد نے صدقِ عبودیت کو ادا کرنے کے لئے "خدا لئے رنگ پیدا کرنیوالا اشیا کا ہے اور اکٹھا کرنے والا تاریکیوں اور نوروں کا ہے" کی اذان سے صبح و شام کے وقت رکوع کی حالتیں اختیار کریں ؎

سنگریزے پہاڑوں میں اور صبا پھول کی شاخ پر تیری حمد کی تسبیح اور تیری ثنا کی اشاعت کرتے ہیں۔

اور تیسری ترکیب کے طور میں نفس حیوانی نے عدم سے وجود کے دائرے میں قدم رکھا۔ پہلی ترکیب کے تمام خواص اس میں موجود بلکہ مزید بخشش کے ساتھ خواہش

Marfat.com

شہوت وغضب۔ احساس کی قدرت اور حرکتِ ارادی کی طاقت سے جو زندگی اور قیمے کا نتیجہ ہیں مخصوص ہُوا۔ پرندگاں کی مختلف اقسام آشیانوں کے گوشوں میں سرود اور چہچہوں کے نغموں سے اور وحشی جانوروں اور درندوں کے انواع نعاروں اور گھنے جنگلوں کی پوشیدگی میں منہناہٹ۔ چیخ وپکار اور کرخت آوازے اور مختلف حشرات الارض اور زہریلے جانور مٹی کے اجزا اور پتھروں کی آڑ میں ہلکی آواز سے "اللہ پیدا کرنے والا ہر چیز کا ہے اور وہی یکتا وغالب ہے" کہنے والے ہوگئے جب ترکیب کی نوبت درجہ چہارم پر پہنچی توانسانوں کے گروہ کو جو آخری نواع تھا۔ اباءِ فلکی اور امہاتِ عنصری کی تربیت سے ارادت کے رحم میں آفرینش اور پیدائش کے مراتب سے (خدا نے) "دن بدن اور حالے بحالے" گزارا۔ اور اس کے بعد جب "پیدا کیا ہم نے انسان کو بہتر بناوٹ میں" کے تقاضے میں اس کا جسمی ہیولیٰ "صورت عطا کی تم کو۔ پس حسین تر وخوب تر تمہاری صورت ہوئی" کی صورت کے قابل ہوگیا اسے "پھر پیدا کیا ہم نے انسان کو ایک اور خلقت کے ساتھ پس پاک اور برتر ہے اللہ جو بہترین خالق ہے" کے مقام میں موجودہ اطوار کے ماسوا ایک اور فضیلت بخشی۔ اور اسے ایسے مزاج کے حصول سے جو اعتدال کے قریب تھا اسے نفسِ ناطقہ کے چھپنے کی جگہ اور قیامگاہ بنایا اور قوتِ ادراک کی بزرگی سے "اور ہم نے اولادِ آدم کو مکرم ومعظم بنایا" کی خلعت عطا کی۔ یہانتک کہ استقلال کے نردبان اور ذاتی فضیلتوں کی تکمیل کے مدارج میں پیدا کرنے والے کی وحدانیت کی معرفت میں سے "فکر کرتے ہیں خلقتِ آسمان وزمین میں" کے درجہ تک "بیشک اختلاف شب وروز میں صاحبان عقل کے لئے نشانیاں ہیں" کے اشارے سے ترقی ڈھونڈھتا ہے۔ اور نفس کے آئینہ کو ذمائم سے خالی کرنے کے بعد نورِ الٰہی کے نقوش سے روشن کرکے زینت دیتا ہے تاکہ کہ موجودات کی معرفت کی شکلیں بیان کرے اور پاکیزہ فرشتوں عقولِ عشرہ و نفوسِ تسعہ کے سلسلہ میں شامل ہونے کے شرف سے مزین ہو اور اس قابل [illegible] ایسا عیش جو زوالی کی آمیزش سے دور رہا اور ایسی عمر جو اس زوال سے محفوظ ہو جو ہر حالی کولاحق ہوتا ہے ایسی شادمانی جسکو اختتام کا خوف نہ ہو اور ایسی لذت جس میں ختم ہو جانیکا رنج نہ ہو۔

اور اس بیحد حمد کی نظیر اور اس بے انتہا شکر کی مثال، دعاؤں کے پیغاموں کی شمالی ہوائیں۔ اور مہکنے والے سلاموں کی خوشبودار ہوائیں جس طرح انکی نسیم کے

Marfat.com

چلنے سے حُوران جنت کے گلے کے ہار" حرکت کی محبوب کے سینہ میں حمائل نے" کی صورت اختیار کرتے ہیں اور اس کی مدح سرائیوں کے درمیان دل کا میدان معشوقان گُل وسمن کے چہرے اور رُخسارے کی طرح سرسبز ہو جاتا ہے (ضلالت ہوا پر جو) "وہ کوئی بات خواہشات نفسانی سے نہیں کہتے ہیں" کے نغمہ کا طوطی ہے "ان کی بات نہیں ہے مگر یہ کہ بذریعہ وحی ان تک پہنچائی گئی ہے" کا معجز نما "قسم ہے رات کی جبکہ وہ اپنی تاریکی کے پردے ڈالے" کی مشکیں زلفوں والا "نبی کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی" کا چکلی چشم (حسین چشم) ایسے قرب کے دامن کا مالک کہ "خدا کے ساتھ میرے لئے ایک ایسا وقت ہوتا ہے" کی خلوت سرائے میں اس کی تمکنت کی بارگاہ کے نقیب لا نفی کے دوربا ش ہے "کہ اس وقت میرے ساتھ نہ کوئی فرشتہ مقرب بارگاہ الٰہی ہوتا ہے اور نہ کوئی نبی مُرسل ہوتا ہے" (اس آیت) کا روک تھام کا ہاتھ پیغمبروں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی پیشانی پر رکھتے تھے۔ ایک ایسی شریعت کا مالک ہے کہ مختلف ملتوں اور مذاہب کی تنسیخ اور دین ابراہیمی کے قواعد کی بنیاد رکھنے کے موقع پر "میرے دین کے پیرو علماء انبیائے بنی اسرائیل کی طرح ہیں" کے افتخار کا دعوےٰ کرتا تھا۔ ایسے اچھے خلق والا کہ "اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو اے محمدؐ مگر عالم والوں کے لئے ایصال نعم کے لئے" کی فضیلت رکھنے کے باوجود اُمت کے ضعیفوں کے ساتھ "میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے" کا دعویٰ کرتا تھا۔ ایسی اللہ سے تائید یافتہ ذات جس نے "میں عرب و عجم پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں" کے معرکہ میں "میں نبی تلوار کے ساتھ ہوں" کی دھمکی سے بدعت اور سرکشی کی گرد کو گمراہی کے فرقہ کے وجود کی تختی رول سے دھو دیا اور اسلام ہو خُلفائے راشدین۔ ائمہ دین۔ پیروان دین اور اراد نبی پر جو لوگ سابق فی الاسلام ہیں وہی فضیلت اور سبقت رکھنے والے ہیں" کے میدان کے شہسوار اور "وہی مقرب بارگاہ نبوی ہیں" کے باغ کے نونہال ہیں۔

حمد و نعت کے بعد اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے ان کے لئے درجے اور مرتبے ہیں قضا و قدر کے قول سے بے مثل ذات۔ وزیر نیک بخت جو فضائل اور رفعت کے میدان میں قداح المعلیٰ کا گھیرنے والا (یعنی کامل النصیب علاؤالدین بخشش کی ہمسری کے مالک یعنی مہر منشی ابن صاحب مغفور بہاؤالدین محمد بن محمد الجوینی کو "پاک کرے

اللہ ان کی رُوحوں کو راحت کی نسیموں سے اور متواتر لائے رحمت کی نعمتوں سے ان کے لئے کشائش، عقل کے تفوق۔ فطرت کی خوبی۔ فنون میں فراوانی۔ فضیلتوں کے اصولوں میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے جانے اور مالامال ہونے میں اور انواع واقسام کے علوم میں یکتا ہونے اور حقایق کی دریافت میں سبقت لے جانے کے زیور سے آراستہ کیا تھا اور باوجود سلطنت اور حکومت کے کمال اور ملک ملت کے نفع ونقصان کے اُمور میں مشغولیت کے، جادوگر قلم کی مشاطہ اور اسکی طبیعت کے نتائج یعنی مضامین نظم ونثر جن سے عجائبات کا ظہور ہو۔ عروس کلام کے گوش وگردن کیلئے ایسی نظم سے جو اپنی ندرت ترتیب سے سلک مروارید منظم کو بکھرا دے ایسی نثر سے جو اپنی خوش آئندگی کی شگفتگی سے شرمندگی کی لڑی کھلے ہوئے گلاب کیلئے پرودے " زیور بناتے تھے اور علوم کی خوشبوؤں کو سونگھنے والوں کے لئے۔ قوت فاکرہ کے۔ خوشبودار آتشدان پر فائدہ پہنچانے کی سلگانے والی خوشبودار ادویہ جلاتے تھے۔ لگاتار یہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس کا پُرخلوص دل بلاغت کے جواہر کے نگینوں سبقت وفضیلت کے نشانات کے اصول۔ مشہور خوبیوں کے ابواب کی تفصیل اور مایہ ناز کتب کے عنوانات یعنی تاریخ جہانکشائے جوینی (نہیں) بلکہ جام جہاں نمائے معانی کو بسط کی لڑی میں لایا۔ جو مغلوں کی سلطنت اور اردگرد کے دُوسرے بادشاہوں اور سلاطین کے حالات پر مشتمل ہے ص۶ جو مغلوں کی بادشاہت کے زمانے میں تھے۔ بادشاہ چنگیز خاں کے خروج کے آغاز سے لا مذہب لوگوں (فرقہ اسماعیلیہ کے علاقہ جات کی فتح تک ہلاکو خاں کی ستاروں کی طرح کی بیشمار فوج کی لشکر کشی سے راز مؤلف اس کی (عطا ملک محمد جوینی سخن پروری سے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ کس قدر عالی رائے ملک آراء اور معنی پرور ہے۔ جب یہ کتاب جو کہ معنی کو بننے والی ارباب کی کتب کی تنسیخ کا موجب تھی۔ اور جب اس کتاب نے حسین دوشیزہ کی طرح حروف کی زُلفوں کے شکنوں سے اپنا چہرہ حُوروں جیسا دکھایا۔ تو الفاظ ومعانی نے عالموں اور فاضلوں کی عقلوں کے حسین عورتوں کا انکھیوں سے دیکھنے کا عمل دلربائی کی خاطر شروع کیا ... میں سے ہر ایک لکھنے والے اور مصنف کی زبان سے آواز دیتے تھے کہ ۵ بیشک جب کلام کا ذکر ہوگا تو سخنوں کا جو ذکر ہوگا وہ میری سخن آرائی کا ہوگا در حقیقت اس انشا پردازی کی روانی، سخن طرازی کے طریق اختراع اور ایجاز کی خوبی۔ منثور ومنظوم تضمینوں، کلام در مضمون کے اشارات سے سحبان بن وائل کے کلام۔ لقمان کی حکیمانہ باتوں۔ اور

Marfat.com

قسی بن ساعدہ کے خطبات کی رونق کے بازار کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے اشباع (اطناب) و ایجاز (اختصار) حقیقت و مجاز کی رعایت۔ خالص وحی اور اعجاز نمایاں آغاز و انجام کی موزونیت۔ نازک تشبیہات۔ مرغوب امثال۔ چست اشارات اور اوصاف حمیدہ کی صورت میں لانے کی غیرت نے ابو محمد خازن کی روح کی شرمندگی کو بڑھا دیا۔ لوگوں کو چنگیز خاں کے مبارک آئین و قوانین۔ اس کی جہانگیری اور جہانداری۔ نظم و نسق اور سطوت کے کمال اور غلبہ اور فتح کی فراوانی اس کی لشکرکشی اور دشمن کشی کے طریقے اور ان کے موافقت اور مطابقت کے آئین حث اور دلیری اور بہادری کے طریق جو کسی عہد میں اس روش پر مقرر نہیں رہے اور کسی تاریخ میں اس طریق پر مطالعہ سے نہیں گزرے معلوم اور تحقیق ہو گئے اس احسان سے عطا ملک جوینی کے لئے بخشش و انعام کا مالک دانشمندوں کے نزدیک ہمیشہ ور دائم رہا اور وزیر اعظم اور وزارت و تصنیف کا حاوی ہو گیا۔ (پہلے وزیر تھا۔ اب مصنف بھی ہو گیا)

پس اپنی مبارک سلطنت کے عہد میں اور روز افزوں دولت کے زمانے میں اسلام کا بادشاہ۔ لوگوں کی گردنوں کا مالک، ایلخان (ہلاکو خاں) سکندر جیسی ہمت والا جس کا غلام خاقان چین ہو۔ اہل ایمان کے امن اور امان کا سائبان۔ شاہ شاہان جہاں غازان محمود بادشاہ ہمیشہ رکھے اللہ اس کی حکومت کو" جس کی مکمل معدلت گستری کے لوازمے ممالک عالم کے اطراف بہشت بریں کی طرح آراستہ ہو گئے اور موروثی سلطنت کی منزلیں نوے سال سے کچھ زائد کے کفر اور گمراہی کے خس و خاشاک سے پاک ہو گئیں جس نے آتش پرستوں اور بتوں کی عبادتگاہوں کو علم کی تعلیم گاہیں اور اسلام کی مسجدیں بنا دیا۔ اور اسلام کے جھنڈوں کو آسمان کی بلندی تک لہرا دیا۔ دین محمدی کا شہرہ سلطنت محمودی کے نقارے کی چوٹ سے بڑھ گیا اور مشرکوں کے سینوں کی گہرائیوں میں جو کفر اور گناہ کی گھاس کے اُگنے کی جگہ تھی توحید اور ایمان کے غنچے کھل گئے۔ دولتمند لوگوں نے دین ابراہیمی (اسلام) کی مجلسوں میں سچے اعتقاد سے قدم رکھے اور ایک قوم میں انزار کے کفار نیک بن گئے اور شہر بشہر ہر بوگ دانندۂ رموز معرفت ہو گئے۔

ان مقدمات کی موزونی میں سلطان محمود سبکتگین کے ان جہادوں اور جنگوں کے تمام قصے جو دین پروری اور داد گستری کے لئے تھے اور جن کے ذکر سے بڑے بڑے علما کی تصنیفات کے شکم بھرے پڑے ہیں۔ اپنی تحریر کامل کے مقابلہ میں بالکل بے معنی

کردیئے۔ اور جہانداری اور کامگاری کے شیوہ میں باوجود تازگیٔ شاخ عمر اور کم سن ہونے کے بڑے بڑے جہاندیدہ۔ تجربہ کار بادشاہوں سے فضیلت لے گیا اور اطراف واکناف میں شہر اور لوگ اس کے ادراک کی برکت اور نظم ونسق کی خوبی سے حد معمور اور مسرور ہوگئے ۵ جہان اس کے انصاف سے ایسا آباد اور شاد ہوگیا کہ سوائے معشوقوں کی آنکھ کے کہیں فتنہ نہ رہا اور سوائے ان کے وعدوں کے اور کہیں رخنہ باقی نہ رہا۔

سعادت کے الہام اور ہدایت کی تفہیم سے دولت خواہ، کمتر بندہ اللہ کے حضور میں قصوروار عبداللہ پسر فضل اللہ" خدا اس کے انجام کو آغاز سے بہتر کرے"، یعنی وصاف کے دل میں سوانح خاطر ظاہر ہوئے اور فکر کے جاذب خیالات حرکت میں آئے تاکہ بدائع کی اس نو عروس (تاریخ جہانکشائے) کو جو فضیلت کے زیوروں سے مزین ہے فوراً معظم امور کو مکمل کرنے کے لئے پازیب سے عاری نہ رکھے اور ان چنگی کے باشندوں فنقل نسب والوں (عبارت جہانکشا) کو جو معنی کے نازکے دامن کو فضل وہنر کے کرشمے کی وجہ سے غمزہ و ناز کے پاؤں میں کھینچتے ہیں (فخر وغرور کرتے ہیں) اور نازکی آستین کا پلہ متقدمین ومتاخرین کی تصانیف پر جھاڑتے ہیں (رد کرتے ہیں) اور تجدید ذکر کے دامن سے وابستہ بنائے اور اس کتاب میں تائید یافتہ ہمیشگی یافتہ اور دوامگی یافتہ بادشاہ کا نیک نام اور بعض حوادث وواقعات جو اس دور اور زمانے کے انقطاع سے گردش کرنے والے فلک شعبدہ باز اور آسمان کے بے مہر حریف نے ظاہر کر ڈالے اور معتبر اصحاب سے ان کی کیفیت دوبارہ معلوم کی گئی۔ میرے اس زمانے تک اور وہ شعبان ۶۹۹ھ کا آخر ہے میری باقی عمر تک اور میں اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ نقل وروایت اور دید وشنید کی صورت میں تفصیل کے ساتھ اور مختصراً۔ وقت اور حال کے تقاضے کے مطابق تحریر کے رشتے میں منسلک ہوں کہ اس حکایت کا سلسلہ اور اس روایت کا بیان جو کہ سالوں اور مہینوں کے نوادرات سے ہے۔ ٹوٹ نہ جائے کیونکہ عقلمند فاضل اور بااقبال عاقل علم تواریخ کے مطالعہ اور گذشتہ اُمتوں کے مقامات اور مقدمات اجرام فلکی (افلاک وسیارگان) کی تاثیر کے نمونے اور صرف دُنیا کے حادثات کے نشانات سے مطلع ہونے سے عقل کی اصلاح کرنے والا اور نفس کی جانچ پڑتال کرنے والا بن جاتا ہے اور خود حکمت الٰہی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذات سے باقی رہنا مشکل ہے۔ ان مقدمات کی ترتیب کی بنا پر علمی

فضیلت جس سے متقدمین کے احوال کا محل وقوع اور زمانہ آئندہ کے انجام کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ دریافت ہو سکتی ہے کہ مرتبہ کے کس درجہ پر ہے اور اس کے فائدوں میں تمام فرقے حاکموں یا محکوموں اہل فضل اور مفضول میں سے کس طرح شامل ہیں۔ یہ نیت مستقل اور ارادہ محکم ہو گیا ع میں نے کہا کہ گویا میرا دل اور طبیعت یہی ہے۔

جتنا کہ اس سے علاقہ پیدا کرنے اور اس کے ترتیب دینے میں کوشش کی گئی فکر و تامل جو طبع غریزی کے لوازمات میں سے ہے باوجود دل کی بہت سی پسینہ لانے والی کوشش اور اندرونی رازوں کے دفینوں کی تفریق کے اس کے لکھے جانے اور تحریر میں ساتھ نہ دیا اور ذکاوت کی تیزی جو ہمیشہ معانی کی گہرائیوں میں آنکھوں کو خیرہ کرنے والی برق کی طرح گذر جاتی تھی غم واندوہ کی گھٹاؤں کی کثرت میں چھپ گئی۔ دل دیوانہ بیہودہ گوئی سے رنج کے جال میں بند ہو گیا اور کاہلی کے تیروں سے زخمی ہو کر کہا ع "تیرے عشق کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں"۔ پس اس نے صبر کو ترک کر دیا اور بطور طعن یہ افسانہ پڑھا۔

جب تو نے گنج افراسیاب (رنج شائگان) میرے گھر کے گوشوں میں امانت نہیں رکھا ہے تو پھر بہترین چمکدار موتیوں کی طلب مجھ سے کیوں ہے میں درخشندہ سورج نہیں ہوں کہ انوار کا فیضان بغیر کوشش کے مجھ سے کیا جا سکتا ہے یہ روشنی اور نور کی ہر وقت کی خواہش کس بنا پر ہے صدا میں نے اکثر راتوں میں تخیل کے پردے کے پرے سے دماغ کے ایوان کے گوشے میں اچھوتے مضامین کو زیور تصویر پہنایا ہے اور معانی کی تخلیق اور مضامین کے پیدا کرنے میں ام خارجہ کے نکاح سے بھی زیادہ جلدی کرتے ہوئے سویرے سویرے کر دیئے اور وہ آج گمنامی اور بے قدری کے ہاتھوں خوار و ذلیل اور تنہائی کی وجہ سے پائمال ہوتا ہے۔ پھر دوسری دیوانگی شروع کر دی سے رباعی

(۱) اے دل تیرے غموں کی مشکل سے فریاد ہے۔ اے دل تیری تمام کوششیں برباد ہو گئیں (۲) اے دل تیری بے حاصل امید کی طلب میں آنکھوں سے سوائے خون جگر کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

جب اس کی گفتگو سے سوائے تکبر اور ناآشنائی کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تو ع میں نے قلم سے دلنوازی کے طور پر کہا۔

Marfat.com

اے ضمیر کی آیات کے مفسر اور طبیعتوں کے لغات کے ترجمان۔ اے معانی کے باغ کے مالی اور مانی کی صنعتگاہ کے مصوّر کچھ وقت کے لئے ربّانی لُطف سے مصیبت زدہ دل کی دستگیری کر اور استقلال کے پاؤں مضبوط رکھ اور غُصّے اور خفت کے خیال جو تیرے دماغ میں سمائے ہیں چھوڑ دے تاکہ دوست و دشمن سے مُلامت کی تلوار سے سزا نہ پائے۔

رباعی (۱) مینے قلم سے کہا اے میرے سخن پرداز فراق کے غم کی تصریح کر اور میرا راز بیان کر دے (۲) اس نے کہا میں قلم ہوں میں لوہا یا پتھر نہیں ہوں ممکن نہیں کہ میں آگ میں جلنے پر راضی ہوں۔

قلم چونکہ نے کا تھا اس نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی (افسوس کیا) اور حریر (قلم کی آواز) کی آواز کی زبان سے فریاد شروع کی ع

اب بیٹھ جا اور وہ قصّہ (داستان غم) بیان کر اور آنسو بہا

صلا اس نے جواب میں کہا کہ اس راستے میں کلام کرنا اور گامزن ہونا ۵ میرے جیسے سر کٹے دیوانے کا کام نہیں خصوصاً جب کہ سخن آرائی تیری سرشت میں ہے + مدت ہوئی کہ جب تیرے پریشان ضمیر کی میں نے ترجمانی کی ہے اور تیرے خوبصورت مضامین کے لئے مُشک اور عنبر کا تکیہ اور بستر بنایا ہے جس کا حاصل سوائے میری سیہ رُوئی اور تیری خُوش بختی کے کیا تھا آجکل کا زمانہ علم ادب کی کھنگی کا وقت ہے۔

ہروہ ادیب جو لُغت کی تحقیق اور بلاغت کے کمال کے بیان کے وقت اصمعی لغت دان کے منقولات کو سخن باطل سمجھتا ہے اور علامہ ہروی کی باتوں کو بالکل بکواس جانتا ہے اور جہاں علامہ جاحظ اپنی عقل سے کوئی مزا نہیں پاتا اور علامہ کسائی اپنے سخنہائے لہو آمیز پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور مُبرّی کی گردن میں کُتّے کی طرح تعلیم کا پٹہ باندھتا ہے یعنی متحان سے شاگرد بتاہے اور رؤبہ کو لومڑی کی مانند شرمساری کی تنگی و سختی میں ڈال دیتا ہے اور [illegible] مسائل کے اظہار کی [illegible] نہیں مُنہ بھر کے "میری طرف آؤ" کی آواز زمانے کے نحویوں کے پردہ گوش تک پہنچاتا ہے۔ اخفش چمگادڑ کی مانند چھپ جاتا ہے اور ماز نی کی وقعت نہیں رہتی۔ مبرد کی تعلیلات ضعیف دکھائی دیتی ہیں ابن الحاجب شرمندہ ہو جاتا ہے زمخشری کو ناکس خیال کرتا ہے اور فراکی پوستین اعتراض کی قینچی (مذمت) سے کاٹتا ہے اور

Marfat.com

ابن الاعرابی کو اعراب کی تعریف سکھاتا ہے لامحالہ اس کی بُرائیاں اور عیوب اختلافی الفاظ کی طرح تمام لوگوں کی زبان پر جاری ہوجاتی ہیں۔ اور محض جہالت کی بنا پر اس کے صحیح اقوال کو سقم سے نسبت دیتے ہیں۔ اور چشمِ زیاں کو اس کے چہرۂ فضائل پر فائق سمجھتے ہیں (یعنی اس کے فضائل سے صرف نظر کرکے اس کو نقصان پہنچانے کو بہتر جانتے ہیں) اس کے ذکر کو بدل انغلط کی طرح زبان پر لاتے ہیں (یعنی کوئی بھولے سے بھی اسے یاد نہیں کرتا) اس کا رُتبہ مبدل کی مانند خارج کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتا) اور کبھی کبھی تکلیفوں کے بار بار آنے اور پے در پے فتنوں سے گھبرا کر جلے دل اور آہِ سرد سے پکار اُٹھتا ہے ؎

ص۱۲ میری آہ بے تاثیر ہے۔ میری آنکھ مانند ابر برسات کے ہے (۲) میں نرگس ہوں کہ بغیر پانی کے آنکھ نہیں کھولتا اور بغیر ہوا (آہ) کے مُنہ نہیں کھولتا

اسی طرح ہر وہ صاحب رائے معنی آفریں (شاعر) جس کا ذہن خوب رسا ہو طبیعت پرکھنے والا کہ جب فی البدیہہ کہنے کی اُنگلیوں سے پاکیزہ ردیوں کے طُرّے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو میدان بلاغت کی شہسواری کے شیوہ میں امرءالقیس کی طبیعت زخمی ہوجاتی ہے اور مدح کے اسلوب میں زہیر کی طبع روشن ہر لُطف کلام سے کنارہ کشی ڈھونڈھتی ہے اور عذرات کی خوبی میں نابغہ ذبیانی کی نئے مضامین پیدا کرنے والی طبیعت دشواری کی گرہ اختیار کرلیتی ہے اور خُمر (شراب) کے اوصاف اور سرور کے بیان میں اعشیٰ بیہوش ہوجاتا ہے۔ اور الفاظ کی روانی معنی کی نفاست اور ترکیب کی تازگی کے بیان کرنے میں لبید کو کند ذہن اور جریر کو مکّار کہتا ہے اور فرزدق کو ذلت وخواری اور ملامت کی بلندی پر کھینچتا ہے اور سمرہ کے افسانوں پر سرزنش کا قلم پھیرتا ہے۔ بحرّی کو کسی چیز کے عوض بھی نہیں خریدتا۔ اور معرّی کو عربیت سے خالی جانتا ہے۔ اور معزّی کو اشعار کی موت پر تعزیت کیا ہُوا جانتا ہے۔ ابن اسماء کو معدوم خیال کرتا ہے اور کثیر کو غزل گوئی سے تقلیل وکثیر کے ساتھ خاموش کردیتا ہے۔ غرض وہ (صاحب رائے) زمانے کے عناد کی زیادتی اور عزیزوں کی مدد کی کمی کی وجہ سے عُمرِ عزیز کے حاصل کو ابن المقرب کے ابیات کی یاد میں مصروف کردیگا اور ناپائدار و بےوفا زمانے کے ظلم میں یہ شکایت زبان پر جاری رکھیگا ؎

(۱) میرا دل نوازشات کی بنیادوں کی طرح ویران ہے۔ یار کی آنکھ اور جوانمردی کے رخسار کی طرح بے رونق (۲) ایک پریشان دل۔ میں نے کیا کہا پھر یہ دل کیسا ہے۔ صلا ایسا دل اس مچھلی کی طرح جو گرم پتھر پر تکلیف میں ہو (۳) ایسا دل جو تکلیف میں صبر کرنے والا۔ مگر رنج و مشقت کو یاد کرنے والا۔ آرام سے بیزار اور مصیبتوں سے مانوس ہونے والا (۴) ایسا دل جو بے انتہا آسمانی آفات میں جکڑا ہوا ہے اور زمانے کی محرومی کی آگ پر کباب ہو رہا ہے (۵) ایسا دل جو نہ تو نیست ہے نہ ہست نہ ہشیار ہے نہ مست، نہ ہی عذاب سے تنگ ہے نہ ہی ثواب کا حقدار ہے (۶) ایسا دل کہ جب اسے مجلس کی خواہش ہو تو کبھی اپنے بالوں سے رباب اور اپنے اشکوں سے شراب بن جاتا ہے (۷) ایسا دل کہ جب اسے حسینوں کی یاد آتی ہے تو تل (خال) کی طرح پریشان اور زلف کے شکن کی طرح پیچ و تاب میں ہو جاتا ہے (۸) ایسا دل کہ جب وہ دوستوں کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کی آرزو کرتا ہے تو دشمن بھی اس کے حال پر رحم کرتے ہیں (۹) یہ سب غلط کہتا ہوں یہ دل نہیں ہے بلکہ یہ غم کا آسمان ہے جس کا محور بالکل رنج و اندوہ ہے اور اس کے قطب فکر و ملال ہیں

اور ہر وہ فاضل جو فضائل کے اطراف کو گھیرنے والا اور علوم کی شاخوں کی امانت گاہ ہے۔ جب اس کی زبان کا بلبل گفتار کی شاخ پر ترنم میں آتا ہے تو "سحبان" کے کلام کے گلشن میں مسرت کا غنچہ کھلا دیتا ہے۔ اور علم معانی و بیان میں علامہ جرجانی کو بجز گنہگار کے نہیں پکارتا اور کلام کی شیرینی میں الکفی الکفاۃ کو ہمسروں کے زمرہ میں خیال نہیں کرتا۔ اور صلا علم و عقل اور تحریر میں صابی اور ضبّی کو بچہ جانتا ہے اور تجنیس کو استوار کرنے لئے علامہ تبتی کو پستی کی طرف مائل کرتا ہے۔ سخنہائے خوش اور نادر کے وقت ابو سعید رستمی کو ساکت اور صامت بنا دیتا ہے (یعنی اس کی شہرت برباد کر دیتا ہے) اور ... پیش کرنے میں مہلبی کو جواب دینے کی فرصت نہیں دیتا۔ فکر کی تیزی سے ... سختی کا ملنے والا جاتا ہے۔ اور حذف کرنے کی قدرت سے واصل بن عطا کو الف وصل اور نون تنوین کی طرح گرا ہوا خیال کرتا ہے اور ہر وہ موزوں طبع (شاعر) جو کہ علم عروض کے زحافات کے بیان کے پیش کرنے کے وقت خلیل کا دل با وجود مہارت کامل اور پورے غور و فکر کے الفاظ کی توجیہ اور معانی کے اشباع کے رشک سے قابل اعتراض

Marfat.com

دکھائی دیتا ہے اور یوسف عروضی جو عروض دانوں کی صف میں صدر نشین ہے عجز کے مقام پر صدر کو درماندگی کی وجہ سے نہیں پہچانتا اور ارکان بحور کی تقطیع میں حیرت سے ایسا حواس باختہ ہو جاتا ہے کہ بحر رمل کے فاعلات اور بحر ہزج کے مفاعیل کے درمیان فرق نہیں کر سکتا وہ ہمیشہ روی (قافیہ کا آخری حرف) کی طرح زمانہ کے مصائب کی قید میں جکڑا جاتا ہے اور اس کے وجود کا "رکن" ہر ناکارہ و نابکار کے ظلم و ستم کی قربت سے آفت رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور ہر علم کلام کا جاننے والا علم کلام کے اصولوں کے ہاروں کے پرونے میں حاصل شدہ کے حاصل کرنے کو فعل عبث کی طرح مہمل جانتا ہے اور مذہب و دین کے راستے میں ابتدا کے وقت امام اعظم نعمان بن ثابت (امام ابوحنیفہ) اس کے خوان سے نوالہ لیتا ہے اور امام محمد بن ادریس شافعی سبق دینے کے حلقہ میں درس کی سطر پر قلم پھیر کر اسے باطل کر دیتا ہے۔ اور امام مالک اس کا غلام اور امام احمد بن حنبل اس کے عادات حمیدہ کی پیروی کرنے والا ہو جاتا ہے اس کے مشکل مسائل میں غور و خوض کرنے کے مقابلہ میں امام غزالی کی گفتار کی نقد مہمل گانا اور قفال پانی کے دو مشکوں سے بھی کمتر ناپاک نظر آتا ہے اور نحو کی آنکھوں میں آگاہی اور بیداری کا سرمہ لگاتا ہے اور حقایق کے سیدھے راستے کے ہادی یعنی اس کا جامع لفظ سے وجیز (نام کتاب) کے الفاظ معدوم ولاشئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور روئے زمین پر تمام عمدہ اسباب و مسائل متروک ہیں قسم بخدا کہ اس کی ناامیدی کے اسباب فقہی مباحات محققین کے اقوال علم نحو کی تاویلات اور اشعار کے زحافات کی مانند وسیع ہو جاتے ہیں اور مثال اس کی فرسودہ حالی۔ قلتِ مال مرتبہ کی کمی اور اس کی حرمت (حرام ہونا یا عزت) جائز اور ثواب سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا جان و مال برباد اور مباح ہو جاتا ہے۔

اور ہر وہ حکیم محقق جو اگر حکمت کے ڈبہ کا ڈھکنا اٹھائے۔ اور روشن رائے کے نہر سے حکمتوں کے موتیوں میں چھید ڈالنے لگے تو کمال غیرت سے بوعلی سینا کو رنجیدہ دل کر دے۔ اور قانون (کتاب بوعلی) کے کھوٹا کرنے کا حکم دے۔ اور رسالۃ الطیر (بوعلی) کو بریدہ باز و (بیکار) کر دے۔ بقراط کی دانائی کو ایک قیراط کے عوض بھی مول نہ لے اور ثابت قرہ (نام طبیب) کی زیرکی کی آنکھ کو لائق کوری بصر قرار دے۔ (آنکھیں پھوڑ دینے کے قابل) ابن کندی کی صفائی ذہن کو سستی کی طرف مائل کرے۔ قیاسات منطقی کو

Marfat.com

اللہ ان کی رُوحوں کو راحت کی نسیموں سے اور متواتر لائے رحمت کی غنیمتوں سے ان کے لئے
کشائش، عقل کے تفوق، فطرت کی خوبی۔ فنون میں فراوانی۔ فضیلتوں کے اصولوں میں اپنے ساتھیوں
سے سبقت لے جانے اور مالامال ہونے میں اور انواع و اقسام کے علوم میں یکتا ہونے اور حقایق کی واقفیت
میں سبقت لے جانے کے زیور سے آراستہ کیا تھا اور باوجود سلطنت اور حکومت کے کمال اور ملک
ملت کے نفع و نقصان کے اُمور میں مشغولیت کے، جادوگر قلم کی مشاطہ اور اعلیٰ طبیعت کے نتائج یعنی
مضامین نظم و نثر جن سے عجائبات کا ظہور ہو۔ عروس کلام کے گوش و گردن کیلئے ایسی نظم سے جو اپنی
نادرت ترتیب سے سلک مروارید منظم کو بکھرا دے ایسی نثر سے جو اپنی خوش آئندگی کی شگفتگی سے
شرمندگی کی لڑی کھلے ہوئے گلاب کیلئے پردہ دے" زیور بناتے تھے اور علوم کی خوشبوؤں کو سونگھنے
والوں کے لئے۔ قوت فاکرہ کے۔ خوشبودار آتشدان پر فائدہ پہنچانے کی سلگانے والی
خوشبودار ادویہ جلاتے تھے۔ لگاتار یہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اُس کا پُرخلوص دل بلاغت کے
جواہر کے نگینوں سبقت و فضیلت کے نشانات کے اصول مشہور خوبیوں کے ابواب
کی تفصیل اور مایہ ناز کتب کے عنوانات یعنی تاریخ جہانکشائے جوینی رہنیں، بلکہ
جام جہاں نمائے معانی کو بسط کی لڑی میں لایا۔ جو مغلوں کی سلطنت اور اردگرد کے
دوسرے بادشاہوں اور سلاطین کے حالات پر مشتمل ہے ص۶ جو مغلوں کی بادشاہت کے
زمانے میں تھے۔ بادشاہ چنگیز خاں کے خروج کے آغاز سے لا مذہب لوگوں (فرقہ اسماعیلیہ)
کے علاقہ جات کی فتح تک ہلاکو خاں کی ستاروں کی طرح کی بیشمار فوج کی لشکر کشی ... راز مونس

اس کی رعنا ملک محمد جوینی سخن پروری سے مجھے فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ کس قدر عالی رائے
ملک آراء اور معنی پرور ہے۔ جب یہ کتاب جو کہ معنی کو بننے والی رباب کی کتب کی تنسیخ کا موجب
تھی۔ اور جب اس کتاب نے حسین دوشیزہ کی طرح حروف کی زُلفوں کے شکنوں سے اپنا
چہرہ حُوروں جیسا دکھایا۔ تو الفاظ و معانی نے عالموں اور فاضلوں کی عقلوں ... کے ساتھ
حسین عورتوں کا کنکھیوں سے دیکھنے کا عمل دلربائی کی خاطر شروع کیا اور ...
ان سے ہر ایک لکھنے والے اور مصنف کی زبان سے آواز دیتے تھے کہ ... بیشک جب تک
نام کا ذکر ہوگا تو سخنوں کا جو ذکر ہوگا وہ میری سخن آرائی کا ہوگا در حقیقت اس انشاء پردازی
کی روانی۔ سخن طرازی کے طریق اختراع اور ایجاز کی خوبی۔ منثور و منظوم تضمینوں کلام
و مضمون کے اشارات سے سحبان بن وائل کے کلام۔ لقمان کی حکیمانہ باتوں ... اور

قسی بن ساعدہ کے خطبات کی رونق کے بازار کو ٹھنڈا کر دیا اور اس کے اشبلع (اطناب) و ایجاز (اختصار) حقیقت و مجاز کی رعایت۔ خالص وحی اور اعجاز نما بیان آغاز و انجام کی موزونیت۔ نازک تشبیہات۔ مرغوب امثال۔ چست اشارات اور اوصاف حمیدہ کی صورت میں لانے کی غیرت نے ابو محمد خازن کی روح کی شرمندگی کو بڑھا دیا۔ لوگوں کو چنگیز خاں کے مبارک آئین و قوانین۔ اس کی جہانگیری اور جہانداری۔ نظم و نسق اور سطوت کے کمال اور غلبہ اور فتح کی فراوانی اس کی لشکر کشی اور دشمن کشی کے طریقے اور ان کے موافقت و مطابقت کے آئین حث اور دلیری اور بہادری کے طریق جو کسی عہد میں اس روش پر مقرر نہیں رہے اور کسی تاریخ میں اس طریق پر مطالعہ سے نہیں گزرے معلوم اور تحقیق ہو گئے اس احسان سے عطا ملک جوینی کے لئے بخشش و انعام کا مالک دانشمندوں کے نزدیک ہمیشہ اور دائم اور وزیر اعظم اور وزارت و تصنیف کا حاوی ہو گیا۔ (پہلے وزیر تھا۔ اب مصنف بھی ہو گیا)

پس اپنی مبارک سلطنت کے عہد میں اور روز افزوں دولت کے زمانے میں اسلام کا بادشاہ۔ لوگوں کی گردنوں کا مالک، ایلخان (ہلاکو خاں) سکندر جیسی ہمت والا جس کا غلام خاقان چین ہو۔ اہل ایمان کے امن اور امان کا سائبان۔ شاہ شاہان جہاں غازان محمود بادشاہ "ہمیشہ رکھے اللہ اس کی حکومت کو" جس کی مکمل معدلت گستری کے انوار سے ممالک عالم کے اطراف بہشت بریں کی طرح آراستہ ہو گئے اور موروثی سلطنت کی منزلیں نوّے سال سے کچھ زائد کے کفر اور گمراہی کے خس و خاشاک سے پاک ہو گئیں جس نے آتش پرستوں اور بتوں کی عبادتگاہوں کو علم کی تعلیم گاہیں اور اسلام کی مسجدیں بنا دیا۔ اور اسلام کے جھنڈوں کو آسمان کی بلندی تک لہرا دیا۔ دین محمدی کا شہرہ سلطنت محمودی کے نقارے کی چوٹ سے بڑھ گیا اور مشرکوں کے سینوں کی گہرائیوں میں جو کفر اور گناہ کی گھاس کے اگنے کی جگہ تھی توحید اور ایمان کے غنچے کھل گئے دولتمند لوگوں نے دین ابراہیمی (اسلام) کی محبتوں میں سچے اعتقاد سے قدم رکھے اور ایک دم میں انزار کے کفار نیک بن گئے اور شہر ہر لوگ دانندۂ رموز معرفت ہو گئے۔

ان مقدمات کی موجودگی میں سلطان محمود سبکتگین کے ان جہادوں اور جنگوں تمام تھے جو دین پروری اور دادگستری کے لئے تھے اور جن کے ذکر سے بڑے بڑے علما کی تصنیفات کے شکم بھرے پڑے ہیں۔ اپنی تحریر کا ان کے مقابلہ میں بالکل بے معنی

کر دیئے۔ اور جہانداری اور کامگاری کے شیوہ میں باوجود تازگئ شاخ عمر اور کم سن ہونے کے لیے بڑے جہاندیدہ۔ تجربہ کار بادشاہوں سے فضیلت لے گیا اور اطراف واکناف میں شہر اور لوگ اس کے ادراک کی برکت اور نظم ونسق کی خوبی سے ملک معمور اور مسرور ہو گئے

ہ جہان اس کے انصاف سے ایسا آباد اور شاد ہو گیا کہ سوائے معشوقوں کی آنکھ کے کہیں فتنہ نہ رہا اور سوائے ان کے وعدوں کے اور کہیں رخنہ باقی نہ رہا۔

سعادت کے الہام اور ہدایت کی تفہیم سے دولت خواہ، کمتر بندہ اللہ کے حضور میں قصور وار عبداللہ پسر فضل اللہ" خدا اس کے انجام کو آغاز سے بہتر کرے"، یعنی وصاف کے دل میں سوانح خاطر ظاہر ہوئے اور فکر کے جاذب خیالات حرکت میں آئے تاکہ بدائع کی اس نو عروس تاریخ جہانکشائے، کو جو فضیلت کے زیوروں سے مزین ہے فوراً معظم امور کو مکمل کرنے کے لئے پازیب سے عاری نہ رکھے اور ان چگلی کے باشندوں کی نقل نسب والوں (عبارت جہانکشا) کی جو معنی کے ناز کے دامن کو فضل وہنر کے کرشمے کی وجہ سے غمزہ وناز کے پاؤں میں کھینچ کر فخر وغرور کرتے ہیں) اور نازکی آستین کا پلہ متقدمین ومتاخرین کی تصانیف پر جھاڑتے ہیں رد کرتے ہیں) اور تجدید ذکر کے دامن سے دامندار بنائے اور اس کتاب میں تائید یافتہ ہمیشگی یافتہ اور دوامگی یافتہ بادشاہ کا نیک نام اور بعض حوادث و واقعات جو اس دور در زمانے کے انقطاع سے گردش کرنے والے فلک شعبدہ باز اور آسمان کے بے مہر حریف نے ظاہر کر ڈالے اور معتبر اصحاب سے ان کی کیفیت دوبارہ معلوم کی گئی۔ میرے اس زمانے تک اور وہ شعبان ۶۹۹ھ کا آخر ہے میری باقی عمر تک اور میں اپنے معاملے کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ نقل و روایت اور دید و شنید کی صورت میں تفصیل کے ساتھ اور مختصراً۔ وقت اور حال کے تقاضے کے مطابق تحریر کے رشتے میں منسلک ہوں کہ اس حکایت کا سلسلہ اور اس روایت کا بیان جو کہ سالوں اور مہینوں کے نوادرات ہے۔ ٹوٹ نہ جائے کیونکہ عقلمند فاضل اور با اقبال عاقل علم تواریخ کے [illegible] گذشتہ امتوں کے مقامات اور مقدمات اجرام فلکی (افلاک و سیارگان) کی تاثیر کے ہونے اور صرف دنیا کے حادثات کے نشانات سے مطلع ہونے سے عقل کی اصلاح کرنے والا اور نفس کی جانچ پڑتال کرنے والا بن جاتا ہے اور خود حکمت الٰہی کا بھی یہی تقاضا ہے کسی شخص کا اپنی ذات سے باقی رہنا مشکل ہے۔ ان مقدمات کی ترتیب کی بنا پر علمی

فضیلت جس سے متعلق ہیں۔کے احوال کا محل وقوع اور زمانہ آئندہ کے انجام کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ دریافت ہو سکتی ہے کہ مرتبہ کے کس درجہ پر ہے اور اس کے فائدوں میں تمام فرقے حاکموں یا محکوموں اہل فضل اور مفضول میں سے کس طرح شامل ہیں۔ یہ نیت مستقل اور ارادہ محکم ہوگیا ع میں نے کہا کہ گویا میرا دل اور طبیعت یہی ہے۔

جتنا کہ اس سے علاقہ پیدا کرنے اور اس کے ترتیب دینے میں کوشش کی گئی فکر و تامل جو طبع غریزی کے لوازمات میں سے ہے با وجود دل کی بہت سی پسینہ لانے والی کوشش اور اندرونی رازوں کے دفینوں کی تفریق کے اس کے لکھے جانے اور تحریر میں ساتھ نہ دیا اور ذکاوت کی تیزی جو ہمیشہ معانی کی گہرائیوں میں آنکھوں کو خیرہ کرنے والی برق کی طرح گذر جاتی تھی غم و اندوہ کی گھٹاؤں کی کثرت میں چھپ گئی۔ دل دیوانہ بیہودہ گوئی سے رنج کے جال میں بند ہوگیا اور کاہلی کے تیروں سے زخمی ہو کر کہا ع "تیرے عشق کے سوا ہمارے پاس اور کچھ نہیں" پس اس نے صبر کو ترک کر دیا اور بطور طعن یہ افسانہ پڑھا۔

جب تو نے گنج افراسیاب (گنج شائگان) میرے گھر کے گوشوں میں امانت نہ رکھا ہے تو پھر بہترین چمکدار موتیوں کی طلب مجھ سے کیوں ہے میں درخشندہ سورج نہیں ہوں کہ انوار کا فیضان بغیر کوشش کے مجھ سے کیا جا سکتا ہے یہ روشنی اور کی ہر وقت کی خواہش کس بنا پر ہے حالانکہ میں نے اکثر راتوں میں تخیل کے پردے کے پردے دماغ کے ایوان کے گوشے میں اچھوتے مضامین کو زیور تصویر پہنایا ہے اور معانی تخلیق اور مضامین کے پیدا کرنے میں ام خارجہ کے نکاح سے بھی زیادہ جلدی کرتے ہوئے سویرے کر دیئے اور وہ آج گمنامی اور بے قدری کے ہاتھوں خوار و ذلیل اور تنہائی کی وجہ سے پائمال ہوتا ہے۔ پھر دوسری دیوانگی شروع کر دی ــ رباعی

(۱) اے دل تیرے غموں کی مشکل سے فریاد ہے۔ اے دل تیری تمام کوششیں بے ہو گئیں (۲) اے دل تیری بے حاصل امید کی طلب میں آنکھوں سے سوائے خون جگر اور کچھ نہیں نکلتا۔

جب اس کی گفتگو سے سوائے تکبر اور ناآشنائی کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تو میں نے قلم سے دلنوازی کے طور پر کہا۔

Marfat.com

اے ضمیر کی آیات کے مفسر اور طبیعتوں کے لغات کے ترجمان۔ اے معانی کے باغ کے مالی اور مانی کی صنعتگاہ کے مصوّر کچھ وقت کے لئے ربانی لُطف سے مصیبت زدہ دل کی دستگیری کر اور استقلال کے پاؤں مضبوط رکھ اور غُصّے اور خفت کے خیال جو تیرے دماغ میں سمائے ہیں چھوڑ دے تاکہ دوست و دشمن سے مُلامت کی تلوار سے سزا نہ پائے۔

رباعی (۱) مینے قلم سے کہا اے میرے سخن پرداز فراق کے غم کی تصریح کر اور میرا راز بیان کر دے (۲) اس نے کہا میں قلم ہوں میں لوہا یا پتھر نہیں ہوں ممکن نہیں کہ میں آگ میں جلنے پر راضی ہوں۔

قلم چونکہ نے کا تھا اس نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دبائی (افسوس کیا) اور صریر (قلم کی آواز) کی آواز کی زبان سے فریاد شروع کی ع

اب بیٹھ جا اور وہ قصّہ (داستان غم) بیان کر اور آنسو بہا

صلا اس نے جواب میں کہا کہ اس راستے میں کلام کرنا اور گامزن ہونا سے میرے جیسے سر کٹے دیوانے کا کام نہیں خصوصاً جب کہ سخن آرائی تیری سرشت میں ہے + مدت ہوئی کہ جب تیرے پریشان ضمیر کی میں نے ترجمانی کی ہے اور تیرے خوبصورت مضامین کے لئے مُشک اور عنبر کا تکیہ اور بستر بنایا ہے جس کا حاصل سوائے میری سیہ رُوئی اور تیری خُوش بختی کے کیا تھا آجکل کا زمانہ علم ادب کی کہنگی کا وقت ہے۔

ہروہ ادیب جو لُغت کی تحقیق اور بلاغت کے کمال کے بیان کے وقت اصمعی لغت کے ان کے منقولات کو سخن باطل سمجھتا ہے اور علامہ ہروی کی باتوں کو بالکل بکواس جانتا ہے اور جہاں علامہ جاحظ اپنی عقل سے کوئی مزا نہیں پاتا اور علامہ کسائی اپنے سخنہائے لہو آمیز پر پردہ ڈالتا ہے۔ اور مزی کی گردن میں کُتّے کی طرح تعلیم کا پٹہ باندھتا ہے یعنی تمغا سے شاگرد دیتا ہے اور روبہ کو لُومڑی کی مانند شرمساری کی تنگی و سختی میں ڈال دیتا ہے اور [illegible] کے اظہار کرتے ہیں "مُنہ بھر کے" "مُیری طرف آؤ" کی آواز زمانے کے نحویوں کے پردۂ گوش تک پہنچاتا ہے۔ اخفش چمگادڑ کی مانند چھپ جاتا ہے اور رازی کی وقعت نہیں رہتی۔ مبرد کی تعلیلات ضعیف دکھائی دیتی ہیں ابن الحاجب شرمندہ ہوجاتا ہے زمخشری کو ناکس خیال کرتا ہے اور فراکی پوستین اعتراض کی قینچی (مذمت) سے کاٹتا ہے اور

Marfat.com

ابن الاعرابی کو اعراب کی تعریف سکھاتا ہے لامحالہ اس کی بُرائیاں اور عیوب اختلافی الفاظ کی طرح تمام لوگوں کی زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔ اور محض جہالت کی بنا پر اس کے صحیح اقوال کو سقم سے نسبت دیتے ہیں۔ اور چشمِ زیاں کو اس کے چہرۂ فضائل پر فائق سمجھتے ہیں (یعنی اس کے فضائل سے صرف نظر کر کے اس کو نقصان پہنچانے کو بہتر جانتے ہیں) اس کے ذکر کو بدل انغلط کی طرح زبان پر لاتے ہیں (یعنی کوئی بھولے سے بھی اسے یاد نہیں کرتا) اس کا رُتبہ مبدل کی مانند خارج کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ (اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتا) اور کبھی کبھی تکلیفوں کے بار بار آنے اور پے در پے فتنوں سے گھبرا کر جلے دل اور آہِ سرد سے پکار اُٹھتا ہے ؎

(۱) میری آہ بے تاثیر ہے۔ میری آنکھ مانند ابر برسات کے ہے (۲) میں نرگس ہوں کہ بغیر پانی کے آنکھ نہیں کھولتا اور بغیر ہوا (آہ) کے مُنہ نہیں کھولتا

اسی طرح ہر وہ صاحب رائے، معنی آفریں (شاعر) جس کا ذہن خوب رسا ہو طبیعت پرکھنے والا کہ جب فی البدیہہ کہنے کی اُنگلیوں سے پاکیزہ رویوں کے طُرّے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے تو میدان بلاغت کی شہسواری کے شیوہ میں امرء القیس کی طبیعت زخمی ہو جاتی ہے اور مدح کے اسلوب میں زہیر کی طبع روشن ہر لطف کلام سے کنارہ کشی ڈھونڈھتی ہے اور عذرات کی خوبی میں نابغہ ذبیانی کی نئے مضامین پیدا کرنے والی طبیعت دشواری کی گرہ اختیار کر لیتی ہے اور خمر (شراب) کے اوصاف اور سرور کے بیان میں اعشیٰ بیہوش ہو جاتا ہے۔ اور الفاظ کی روانی معنی کی نفاست اور ترکیب کی تازگی کے بیان کرنے میں لبید کو کند ذہن اور جریر کو مکار کہتا ہے اور فرزدق کو ذلت و خواری اور ملامت کی بلندی پر کھینچتا ہے اور سمرہ کے افسانوں پر سرزنش کا قلم پھیرتا ہے۔ بحتری کو کسی چیز کے عوض بھی نہیں خریدتا۔ اور معری کو عربیت سے خالی جانتا ہے۔ اور معزی کو اشعار کی موت پر تعزیت کیا ہوا جانتا ہے۔ ابن اسماء کو معدوم خیال کرتا ہے اور کثیر کو غزل گوئی سے قلیل و کثیر کے ساتھ خاموش کر دیتا ہے۔ غرض وہ (صاحب رائے) زمانے کے عناد کی زیادتی اور عزیزوں کی مدد کی کمی کی وجہ سے عمر عزیز کے حاصل کو ابن المقرب کے ابیات کی یاد میں مصروف کر دیگا اور ناپائدار و بیوفا زمانے کے ظلم میں یہ شکایت زبان پر جاری رکھیگا ؎

Marfat.com

(۱) میرا دل نوازشات کی بنیادوں کی طرح ویران ہے۔ یار کی آنکھ اور جوانمردی کے رخسار کی طرح بے رونق (۲) ایک پریشان دل۔ میں نے کیا کہا پھر یہ دل کیسا ہے۔ صـ۱۳ ایسا دل اس مچھلی کی طرح جو گرم پتھر پر تکلیف میں ہو (۳) ایسا دل جو تکلیف میں صبر کرنے والا۔ مگر رنج و مشقت کو یاد کرنے والا۔ آرام سے بیزار اور مصیبتوں سے مانوس ہونے والا (۴) ایسا دل جو بے انتہا آسمانی آفات میں جکڑا ہوا ہے اور زمانے کی محرومی کی آگ پر کباب ہو رہا ہے (۵) ایسا دل جو نہ تو نیست ہے نہ ہست نہ ہشیار رہے نہ مست، نہ ہی عذاب سے تنگ ہے نہ ہی ثواب کا حقدار ہے (۶) ایسا دل کہ جب اسے مجلس کی خواہش ہو تو کبھی اپنے بالوں سے رباب اور اپنے اشکوں سے شراب بن جاتا ہے (۷) ایسا دل کہ جب اسے حسینوں کی یاد آتی ہے تو تل (خال) کی طرح پریشان اور زلف کے شکن کی طرح پیچ و تاب میں ہو جاتا ہے (۸) ایسا دل کہ جب وہ دوستوں کی صحبت سے لطف اندوز ہونے کی آرزو کرتا ہے تو دشمن بھی اس کے حال پر رحم کرتے ہیں (۹) یہ سب غلط کہتا ہوں یہ دل نہیں ہے بلکہ یہ غم کا آسمان ہے جس کا محور بالکل رنج و اندوہ ہے اور اس کے قطب فکر و ملال ہیں

اور ہر وہ فاضل جو فضائل کے اطراف کو گھیرنے والا اور علوم کی شاخوں کی امانت گاہ ہے۔ جب اس کی زبان کا بلبل گفتار کی شاخ پر ترنم میں آتا ہے تو "سحبان" کے کلام کے گلشن میں مسرت کا غنچہ کھلا دیتا ہے۔ اور علم معانی و بیان میں علامہ جرجانی کو بجز گونگا کے نہیں پکارتا اور کلام کی شیرینی میں الکفی الکفاۃ کو ہمسروں کے زمرہ میں خیال نہیں کرتا۔ اور صـ۱۴ علم و عقل اور تحریر میں صابی اور ضبی کو بچہ جانتا ہے اور تجنیس کو استوار کرنے لئے علامہ بستی کو پستی کی طرف مائل کرتا ہے۔ سخنہائے خوش اور نادر کے وقت ابوسعید رستمی کو ساکت اور صامت بنا دیتا ہے (یعنی اس کی شہرت برباد کر دیتا ہے) اور سوال پیش کرنے میں مھلبی کو جواب دینے کی فرصت نہیں دیتا۔ فکر کی تیزی سے قاآنی ... سختی کا ملنے والا جانتا ہے۔ اور حذف کرنے کی قدرت سے واصل بن عطا کو الف وصل اور نون تنوین کی طرح گرا ہوا خیال کرتا ہے اور ہر وہ موزوں طبع (شاعر) جو کہ علم عروض کے زحافات کے بیان کے پیش کرنے کے وقت خلیل کا دل باوجود مہارت کامل اور پورے غور و فکر کے الفاظ کی توجیہ اور معانی کے اشباع کے رشک سے قابل اعتراض

دکھائی دیتا ہے اور یوسف عروضی جو عروض دانوں کی صف میں صدرنشین ہے عجز کے مقام پر صدر کو درماندگی کی وجہ سے نہیں پہچانتا اور ارکان بحور کی تقطیع میں حیرت سے ایسا ہوش باختہ ہوجاتا ہے کہ بحر رمل کے فاعلات اور بحر ہزج کے مفاعیل کے درمیان فرق نہیں کرسکتا۔ وہ ہمیشہ روی (قافیہ کا آخری حرف) کی طرح زمانہ کے مصائب کی قید میں جکڑا جاتا ہے اور اس کے وجود کا "رکن" ہرناکارہ وناہنجار کے ظلم وستم کی قربت سے آفت رسیدہ ہوجاتا ہے۔ اور ہر علم کلام کا جاننے والا علم کلام کے اصولوں کے ہاروں کے پڑھنے میں حاصل شدہ کیے حاصل کرنے کو فعل عبث کی طرح مہمل جانتا ہے اور مذہب ودین کے راستے میں ابتدا کے وقت امام اعظم نعمان بن ثابت (امام ابوحنیفہ) اس کے خوان سے نوالہ لیتا ہے اور امام محمد بن ادریس شافعی سبق دینے کے حلقہ میں درس کی سطر پر قلم پھیر کر اسے باطل کردیتا ہے۔ اور امام مالک اس کا غلام اور امام احمد بن حنبل اس کے عادات حمیدہ کی پیروی کرنے والا ہوجاتا ہے اس کے مشکل مسائل میں غور وخوض کرنے کے مقابلہ میں امام غزالی کی گفتار کی فقہ مہمل گانا اور قفال پانی کے دو مشکوں سے بھی کمتر (ناپاک) نظر آتا ہے اور مکحول کی آنکھوں میں آگاہی اور بیداری کا سُرمہ لگاتا ہے اور حقایق کے سیدھے راستے کے ہادی یعنی اس کا جامع لفظ سے وجیز (نام کتاب) کے الفاظ معدوم ولاشے معلوم ہوتے ہیں۔ اور روئے زمین پر تمام عمدہ اسباب ومسائل متروک ہیں قسم بخدا کہ اس کی ناامیدی کے اسباب فقہی مباحات۔ محققین کے اقوال علم نحو کی تاویلات اور اشعار کے زحافات کی مانند وسیع ہوجاتے ہیں اور مثلاً اس کی فرسودہ حالی۔ قلت مال مرتبہ کی کمی اور اس کی حرمت (حرام ہونا یا عزت) جائز اور ثواب سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا جان ومال برباد اور مباح ہوجاتا ہے۔

اور ہر وہ حکیم محقق جو اگر حکمت کے ڈبہ کا ڈھکن اٹھائے۔ اور روشن رائے کے برمہ سے حکمتوں کے موتیوں میں چھید ڈالنے لگے تو کمال غیرت سے بوعلی سینا کو رنجیدہ دل کردے۔ اور قانون (کتاب بوعلی) کے کھوٹا کرنے کا حکم دے۔ اور رسالۃ الطیر (بوعلی) کو بریدہ بازو (بیکار) کردے۔ بقراط کی دانائی کو ایک قیراط کے عوض بھی مول نہ لے اور ثابت قرہ (نام طبیب) کی زیرکی کی آنکھ کو لائق کوری بصر قرار دے۔ (آنکھیں پھوڑ دینے کے قابل) ابن کندی کی صفائی ذہن کو سستی کی طرف مائل کرے۔ قیاسات منطقی کو

Marfat.com

ترکیب میں مت بول' کا کمربند منطقیوں کی قوتِ گویائی کی کمر پر باندھ دے۔ حقیقت میں اس کی راحت اور تن آسانی موجودات عالم میں ماورائے ممدوحیات کی طرح بالکل محال اور اس کی آرزوؤں کا حصول۔ مانند اس جزو کے جس کے اجزا ناقابلِ تقسیم ہوں ناممکن ہوتا ہے اور اس کا غم مانند جوہر وجودی (جسم) کے بذاتِ خود قائم اور اس کی خوشی عرض محمولی کی طرح غیر قائم ہوتی ہے۔ لوگ اس کے قصّے کو مہمل بات سمجھتے ہیں اور صغریٰ وکبریٰ میں اسے گنتی میں نہیں لاتے واقف و ناواقف اس کے مقاصد کے خلاف ہی تبلیغ کرتے ہیں اس کے دوست و دشمن اس کے نقیض مصالح کو جس طرح مستثنے منہ میں سے استثنا نتیجہ آور ہوتا ہے اس کے لئے منتج مرادات (نتیجہ دینے والا) جانتے ہیں آج کل فضیات فضول ہے۔ بدائع (نادرات) بدعت اور ہنر بالکل بے ہنری ہے ؎

اس ہنر دشمن زمانے اور نادانی کے ایام میں میں ہنر کو عیب کہتا ہوں کیونکہ میں ہنر کے عیب جانتا ہوں۔

بے شرمی کو جو عین رسوائی ہے فصاحت کہتے ہیں ص۱۶ اور اس زمانے کے لوگ چغلی میں توفیر کرنے والی طبیعت کی بیجروی کو منجملہ کفایت کامل سمجھتے ہیں (یعنی ان کے نزدیک کچھ ہے وہ چغلی ہی ہے) اور غمازی کو اعلےٰ کوشش تصور کرتے ہیں جس نے ترجع کی طرح چغلخوری کو اپنا پیشہ بنایا۔ آفتاب کی طرح زرنگار تاج اس کے سر پر دیا اور جو رات کی طرح خطاؤں پر پردہ ڈالنے والا تھا۔ ٹوٹنے والے ستارے کی طرح دل کے پار ہونے والا تیر اس کے جگر پر چلا دیا۔ اطمینان قلب اور حلم نے عاجزی اور خواری کی صورت اختیار کر لی۔ علم کا جھنڈا سرنگوں ہو گیا۔ فضیلت کا چقماق آگ نہیں دیتا۔ ادب کا نور تاریکی میں پنہاں ہو گیا ہے۔ ارباب نطق دیوانے شمار ہوتے ہیں۔ اور دنیا مسخروں اور شریروں کی فرمانبردار اور زمانہ ہر فرومایہ اور ذلیل انسان کا پرورش کرنے والا ہے۔

ایسا کون ثابت رائے فاضل ہے جو سوائے شفق جیسے خونی آنسو بہانے کے آسمان کی گردش سے صبح و شام کوئی دوسرا وظیفہ رکھتا ہے۔ ... نادان ہے جو صبح و مساکی مینوشی میں مراد مندی کا جام ... کی شراب سے بھرا ہوا نہیں رکھتا۔ قلم نے اس اندوہناک قصّہ کو نرمی کے لہجہ میں بیان کیا اور گریہ درد ناک زمین سے آسمان تک پہنچا دیا اور کہا "اگر آج کے دن کے بعد ... پھر تیرے

جانسوز فکر میں منہمک ہوں اور تالیف اور انشا پردازی کے راستہ میں کتاب کے سفید صفحے پر قدم رکھوں اور لکھنے میں تیری فرمانبرداری کروں ع "پس اسوقت میرے وصل سے میرا قطع اولیٰ اور انسب ہے۔"

دل شوریدہ حال نے پرانے دوستوں میں جو تکلیف اور راحت، خوف اور امید کے وقت میں اس کے غمخوار ہمنشیں۔ دلی دوست اور ہمراز و دمساز تھے۔ جب صفائی کی صورت اور وفا کی بو نہ دیکھی اور نہ سونگھی تو ان کی صحبت سے الگ ہو کر سینہ کے بیت الحزن میں خون کے آنسو آنکھوں سے بہاتا تھا اور زار زار رو کر گاتا تھا ؎

میں جس کے ساتھ گھلا ملا وہ مجھ سے الگ ہو گیا (قطع تعلق کر لیا) سوائے ایک غم کے کہ اس پر ہزار آفرین ہو۔

ص۲۱ ہر چند (دل نے) چاہا کہ دو زبانوں والے قلم کے ذکر پر نسیان کا قلم پھیر دے (بھول جائے) اور دل سے وسوسوں کو نکال ڈالے (مگر) برانگیختہ کرنے والے اسباب ع "یہ نفس ہی ہے کہ جب اس کو کسی بات کا عادی کرنا چاہو تو وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے" ہیجان میں آتے تھے اور صبر و تحمل کے خرمن کو برباد کرتے تھے اور پڑھتا تھا ؎

اے معشوق نفس کی خوشیاں تیرے مکان کے سائے میں ہیں۔ اگر کوئی امر مانع ہو تو مشتاق ان خوشیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔

آخر کار اس نے "اصرار و لجاج وسیلہ فیروزی و حاجت برآری ہے" کے دامن پر ہاتھ مارا (بہت اصرار کیا) اور جنتوں کی مرجع والی عقل کے حضور میں پناہ لی اور پہلے اس کلام سے اس کی تعریف کی ؎ اے وہ کہ حروف آفرینش میں تیرا کمال بمنزلہ الف کے ہے (چونکہ عقل اوّل مخلوق ہے) اور پھر سرمدی لاجورد سے تیرے چہرے پر لام ہے (دفع چشم زخم کے لئے چہرۂ اطفال پر لاجوردی رنگ سے صورت لام بنا دیتے ہیں) تجھ پر اور تیری عالم آرائے رائے کے پرتو پر مخفی نہ رہے کہ خالص نیکی کو جب کہ اس کا عمل بے غرض ہے ان کو کمینہ اغراض کی آمیزش سے ملوث نہیں کیا جا سکتا اور کسی دوسرے موضوع پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اگر بے ہنر لوگ ہنر کی قدر بالکل نہیں جانتے تو اے عقل مجھے ندامت نہیں کیونکہ آخر تجھے تو علم ہے۔ احباب کی باتیں جو ملال اور سرزنش کے تیروں کی موسلا دھار بارش کی طرح تمہیں سمع اشرف تک پہنچی ہونگی دل نے فطری سادگی کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور

"کاہلی شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے" کی چاشنی چکھ لی اور بیہودہ گو بے وقار قلم ع "مثل مُرغِ بوقلموں ہر رنگ اسی کا رنگ معلوم ہوتا ہے" صـ۱ باریک بینی سے درشتی کی زبان کھولی ہے اور تلوّن بازیوں سے زمین اور آسمان کی شکایت بیان کرتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ صاحبانِ فضل قلم کے فخر کو جرأت پر اور انہماک کو ملامت پر اور انتہا تک پہنچ جانے کو بے خودی پر اور بفحوائے ع "ابلہ کو جب کسی کام سے منع کیا جائے تو وہ اپنے آپ کو اس کام پر مامور سمجھتا ہے" کے محمول کریں ان (خاطر و قلم) سب کی تادیب و اصلاح آپ کی ہدایت اور رہنمائی کے سپرد کی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تقلید کے بیابان کے گمراہ اور کعبۂ مجاز کے گرد چکر لگانے والے (خاطر و قلم) اصرارِ باطل اور بیفائدہ انکار کو ترک کر دیں۔ ورنہ مختصر یہ کہ میں سینہ کی اس تنگ منزل سے قیام کا اسباب باہر لے جاؤں گا۔ اور صحبتِ خامہ و خاطر کو قطعی ترک کر دوں گا۔ ع۔ میں جاتا تو ہوں مگر بغیر تیرے (اے عقل) میرا ایک نفس خوش نہ رہے (نفس لوّامہ موجود تھا اس نے دل کی بڑی دلجوئی کی مگر) دل اسی طرح پرانی عادت کے مطابق ہیبت زدہ کی طرح قلق اور اضطراب میں تھا اور نیند اور خوراک سے عاری تھا۔ عقل نے جب نفس لوّامہ کا میلان دلجوئی اور دلنوازی کی طرف دیکھا۔ اور دردمند دل کی عجز اور بیچارگی اور اس کے رفیقوں کا متاثر اور المناک ہونا پورے طور پر قطع تعلّق کر لینے کے ارادے کو اچھی طرح جان لیا اور اس کی معقول بات سُنی تو بموجب "کسی مظلوم کی بات سُننا بھلائی میں سے ہے" ایسی دلداری جو امراء کی طرف سے غم زدہ لوگوں کے لئے کی جاتی ہو مبذول فرمائی اور نصیحت کے طور پر کہا کہ:-

ہمارے ساتھ یہ جھگڑا کیوں۔ فوراً "نفس" کو جسے اس کا مہربان بھائی سمجھتا تھا ایلچی گری کے لئے بھیجا۔ اور دل اور قلم کو بلوایا اور ان کو متفقہ طور پر عاقلانہ دلائل سے ایک دوسرے کے حلیف ہونے اور باہم اُلفت کرنے کی ترغیب دی۔ اور ایک دوسرے سے وحشت اور بیگانگی رکھنے کے عیب اور قدیم دوستی پر والیس آنے [illegible] مطالبہ کیا۔ دل کو کسی قدر تسکین ہوئی اور دل نے صفائی کی راہ اختیار کی اور پیمانِ وفا کا ارادہ کیا اور دل سے سرگرمی کی پرسش کی اور جان کی طرح اسے بغل میں لیا اور کہا صـ۱۹ ع میرا کام یہی ہے کہ میں اپنے یار کا غم رکھوں + آ اور لے آ جو کچھ تیرے پاس ہے۔ قلم نے بھی اتفاق سے ارادت کا سر ہلایا اور "میں تو میخ سے بھی زیادہ ذلیل ہوں" کے معنی میں

اس رباعی سے جوان سے کبھی سُنی تھی مثال دی (۱) مینے میخ کی طرح اس سے جس قدر چوٹیں کھائیں میری پیشانی کام میں زیادہ سخت ہوگئی ہے (۲) آخرکار جب سرکشی کی وجہ سے باوجود اتنی سرزنش کے زبردستی مجھے دربار سے ہٹا دیا گیا (قلم نے) اطاعت کی پگ ڈنڈی قدم رکھا اور دل کے املا کرانے سے اہل فضل کی چشم پوشی اور عفو کی امداد کے ساتھ (جنکا بلند میدان حادثات کے راہ پانے سے محفوظ اور فضیلتوں کا نصاب زوال کے حملوں سے بچا رہے) شروع ہوگیا۔ اور اس کو "تجربۃ الامصار و تزجیۃ الاعصار" (شہروں کی آزمائش تجربہ اور زمانے کی روانگی اور نفاذ) کے نام سے موسوم کیا ہے

اسی حال میں اسی مجلس میں۔ اسی قلم سے اور اسی کاغذ پر حکایات کے نقش کا خاکہ اور روایات کے طلسم کا عجیب افسوں اس طرح نقش پذیر ہوا۔

سلسلہ از تاریخ جوینی

جب منگو قاآن نے ۶۵۵ھ ملک منزی کی فتح کے لئے جو مشرقی علاقوں کے دور تر حدود میں سے ہے۔ لشکرکشی کی اور بھائی توبلدی کو ایک بہت بڑے لشکر، ساز و سامان اور مال کثیر کے ساتھ قرائن کی طرف جو ختائے کی حدود کے شامات اور اطراف میں سے ہے مقرر فرمایا۔ انہیں حالات کے دوران میں منگو قاآن کی حکومت کی نوبت خاتمہ تک پہنچ گئی اور جفا کار زمانے کی عادت کے اقتضا کے مطابق کہ "دیتا ہے اور پھر اپنا دیا ہوا واپس لیتا ہے" اس کی حکومت کا فرمان شاہی، موت کے ایلچی کے پیغام اور جب ان کی مدت آجاتی ہے تو ایک منٹ نہ دیر کرسکتے ہیں اور نہ تقدیم" کے پہنچ جانے سے مسترد ہوگیا اور اس پیغام کو) اتنی بڑی سلطنت کا رُعب۔ لشکر کا دبدبہ اور عذاب و سختی کی شان رکھنے والا اور دُور کرنے والا نہ ہوا۔ اور قانون (تعزیری) چنگیزی کے عوض ناامیدی رہ گئی۔ اور یہ اتفاقات زمانہ میں جو ہم لوگوں کے درمیان باری باری اُلٹ پھیر کیا کرتے ہیں" اور یہ واقعہ ۶۵۶ھ کے آخری مہینوں کا ہے اُس (منگو قاآن) کا بھائی آریغ بوکا قراقرم میں رہتا تھا جو حکومت کے دائرہ کا مرکز اور دولت کے ہراول کی چھاؤنی ہے۔ ایسی حالت کی اشاعت اس کے لئے غرور کا سرمایہ دینے والی اور بادشاہت کی خواہش کی باعث ہوگئی۔ اسی داستان کے ساتھ بالتو کی ماں قتقتائی نے جو منگو قاآن کی سب سے

بڑی بیوی تھی موافقت کی اور اُستائے کے بیٹوں میں سے وبرلتاشں اور زیرگی جغائی پسر چنگیز خاں کے بعض پوتوں اور کاکان کے بیٹے آرقدائی اغول نے اس رائے کی تائید کی اور اس (آریغ) کو بادشاہ تسلیم کر لیا ٥ ایک کو لے جاتا ہے دوسرے کو اس کی جگہ لے آتا ہے دنیا کو بغیر کدخدائے (شوہر) کے نہیں رہنے دیتے۔

دوسری طرف بادشاہ جہانکشائے چنگیز خاں کے بھائی اوتگین کے بیٹے اور دوسرے شاہزادوں اور اُمرائنے آپس میں مشورہ اور اتفاق کر کے ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہو گئے اور کہا "کہ حق حکومت قوبلا کا ہے" چھوٹا لڑکا بڑے لڑکے کی موجودگی میں کس طرح فوقیت کا خیال کر سکتا ہے۔ اس بات سے ہر طرف سے مختلف باتیں ہونے لگیں لے ایک چھوٹی سی بات جنگ عظیم کا باعث ہو جاتی ہے" چونکہ آریغ اصل دار السلطنت میں تھا اور گردو نواح کے لشکر اسی کے زیادہ نزدیک تھے ص۱۲ سلطنت کے کام کا عامل ہو گیا اور جوانی کی جلدی اور عیاشی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے بزرگوں کے طریق اور نیک آباؤ اجداد کی خصلت سے روگردانی کی اور یہ وہم اس کے دل پر چھا گیا کہ ایک نیا شہر تعمیر کرائے اور ایسا محل جو سلطنت کے تخت کی قرار گاہ ہو خالص سونے کا بنوائے اور زمانہ کا تب (مصنف) کی انشاء (تصنیف) سے یہ شعر پڑھتا تھا ٥

(۱) تو سنہری محل کیا بناتا ہے تیری رائے (سنہری) صائب ہونی چاہیئے۔ ملک کے لئے انصاف چاہیئے اگر تو یہ (ملک) چاہتا ہے تو ایسا (عدل) کر (۲) تو تخت اور تاج کا مالک ہے، خطاؤں کو اپنے چہرے سے اس طرح دور کر دے جس طرح قبائیں سے شکن دور کرتے ہیں اگر تجھے چین کی بادشاہت کی ضرورت ہے (۳) زمانے کی سختیوں کے ساتھ مہربانی سے موافقت کر اگر ملک کے تخت پر تجھے نرم تکیہ چاہیئے (۴) اگر تو بادشاہت کی دلہن کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو اپنی ذات کی محبت کو چھوڑ دینا اس کے لئے لازمی ہے (۵) منہ ڈھال کے سامنے کر اور آنکھ کو جھنڈے پر گاڑ اگر تو خوبصورت چہرہ اور پُر پیچ زلف کو دیکھنا چاہتا ہے۔

تو اس نے اطراف ممالک میں فرمان بھیجے کہ موجودہ خزانے۔ ان رقوم کے ساتھ جو واجب سالانہ کے علاوہ مالگذاری کے طور پر ہوتی ہیں۔ اور گھوڑوں گایوں، اور اُونٹوں کے گلے بھیڑ بکریاں اور مختلف مویشی جس قدر ممکن ہو سکیں اعلیٰ پایۂ تخت کی طرف

جس کے مقابلے میں آسمان کے لئے بلندی کا دعوے ممنوع دکھائی دیتا تھا روانہ کردیں اور تمام ترکوں کے قبائل کے بزرگ، ممتاز لوگ، علم ہندسہ کے جاننے والے معمار ص۲۲ اور مختلف پیشہ وروں کو اس شہر کی عمارت کی بنیاد اور تکمیل۔ شہریت رہائش اور اسکی آبادی کی کثرت کے لئے جس کا بانی خیال کے میدان میں وہم کا انجینئر تھا۔ متوجہ کریں۔

آلغو (دریا بارتیم) چغتائی کے پوتے نے اس کی خدمت میں پورا وقار اور قرب عظیم حاصل کیا تھا اور محل اعتقاد اور محرم اسرار ہوگیا تھا۔ اس کی صورت اس طرح تھی کہ منگو قاان کے ابتداء جلوس میں جب خواجہ اغول اور باتو نے جو اوکتا کے قاآن کے پوتے اور کیوک خاں کے بیٹے تھے۔ آپس میں اتفاق کرکے چند شہزادوں اور بزرگ امرا کے ساتھ ہم زبان ہوگئے کہ اچانک غدر مچادیں۔ چنانچہ تاریخ جہانکشائے ان احوال کی تفصیل سے شرح بیان کرتی ہے۔ منگو قاآن نے مخالفین کے خیالات کے ارادوں سے خبر پائی۔ ان سب کو مقید اور مقہور کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے اکثر بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ قبضۂ اقتدار میں قید اور سزا کی تلوار پیش کئے گئے (قتل کردئے گئے) اور اس صورت میں چغتائے کے پوتوں آلغو احمد بوری۔ نیک پے۔ اغول اور بغرجی کو بوجہ کمسنی اور تقدیری عمر کے چھپا دیا۔ اور قہر کی تلوار کے نیچے سے خلاصی پائی اور آریغ بوکا کی تربیت کے سایہ نے آلغو کے قد کے پودے کو سرو کی طرح پرورش کیا تھا۔ زمانے نے دونو کو توجہ اور مہربانی کے طریقے اور اخلاص اور فرمانبرداری کی صورت میں انگشت نما دیکھا۔ جب آریغ کو سلطنت ملی تو اس نے اس (آلغو) کو مقرر کیا کہ شہر "المالیغ" کے نواح میں خیمے قیام کے گاڑ دے۔ اور اُس علاقے کی حکومت کے لئے حفاظت کرے اور ملکوں کے وہ خزانے جن کے لئے ایلچی جدوجہد کر رہے ہیں وہاں لائیں اور آلغو ان کو قراقرم کی طرف بھیج دے کیونکہ المالیغ ایک ایسی سرحد ہے بلکہ مرکز کا درجہ رکھتا ہے اور دوسرے بڑے بڑے شہر اور شہزادوں کی ص۲۳ مقررہ مکان قطر کی جگہ ہیں جو کہ محیط سے مرکز کو جاتے ہیں۔

جیسا کہ معتبر سفر کرنے والے روایت کرتے ہیں کہ:۔ المالیغ سے بیش بالیغ تک دو ہفتہ سفر کی راہ ہے اور بیش بالیغ سے خان بالیغ تک، جنوبی طرف سے بیابان کے راستہ جس کو خولۂ بغرچی اولی کہتے ہیں چالیس دن کا رستہ ہے اور وہاں سے قیچو تک جو ننگ سن کی ولایت ہے اور جس کے مشرق میں "ختائے" کی حد ہے اور جانب شمال سے

Marfat.com

قراقرم تک بھی، چالیس روز کی مسافت ہے - اور پھر قراقرم سے خان بالیغ تک اور پھر وہاں سے قیچو تک بھی اسی قدر فاصلہ کا پتہ دیتے ہیں - ان وجوہات سے آلغو کو روانہ کیا- اور وہ مکمل دلیری، پوری لیاقت، مذکورہ رعب اور کثیر شوکت رکھتا تھا- اسکی صورت پھول کی طرح مجسم خوبصورتی اور اس کی سیرت شراب کی مانند سراسر نور تھی۔ المالیغ سے کنجک اور تلاش و کاشغر اور دریائے جیحوں کے کنارے تک اپنے قبضہ میں لے آیا۔ اور چغتائی کے لشکر کو جمع کیا اور تھوڑی مدت میں شوکت، غلبہ، اور قدرت اور دولت حاصل کرلی- وہ خزانے - جو آریغ بوکا کے لئے اس کے سامنے پیش کئے اس نے خود لے لئے اور زمانہ کا یار ہوگیا اور دشمنی ظاہر کی - پس چاہتا تھا کہ اطراف سے فارغ اور محفوظ نہ ہوجائے اور امور سلطنت کے چلانے اور طاقتور دشمن کے مقابلہ پر قدرت حاصل کرے چنگیز خاں کی طرح ابتدائے جنگ میں ہر طرف ایک بڑے امیر کو طاقتور اور بڑے لشکر کے ساتھ بھیجتا تھا- تاکہ جس جگہ لوگ اطاعت اور تابعداری کی رسّی میں آجائیں اُنکی رعایت کریں اور جہاں کہ بغاوت اور سرکشی کا اظہار کریں وہاں سے انتقام لیں اور خود اُنہیں حکم دیا کہ چاروں لڑکے ہر ایک لڑکے سردار کو ہزارہ [illegible] طانفان، علی آباد، کاونگ اور بامہان کے علاقے میں [illegible] کا ہزارہ نوئین- توشی کا ہزارہ ایلچکدائے - چغتائی کا ہزارہ نیمردن [illegible] اور اوکتائی قاآن کا ہزارہ ملک بوغا تھا- جس سن میں کہ منگوقاآن تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اسکی جہانگیر سلطنت کا سورج اطراف واکناف کے کندھوں پر چمکا- اس نے "سالی بہادر" کو ایک ہزارہ کے ساتھ وہاں (المالیغ) بھیجا تھا اور اس تمام لشکر پر اس [illegible] مطلق بنا دیا اور [illegible] اس (سالی) کے جبرو تحکم- زشت خوئی اور اس کے نفس کی سرکشی سے بہت شاکی تھے۔ آلغو نے اس صورت میں نیک بے اغول اور سادای ایلچی کو دریائے جیحون کے ساحل [illegible] اور حکم دیا کہ نیک بے اغول بخارا اور سمرقند کی حکومت اور اُن حدود کی حفاظت [illegible] ہو- اور سادای ایلچی ہندوستان کی سرحد کو جائے اور امرائے [illegible] لشکر [illegible] جو اُن کی حمایت کے جھنڈے کے نیچے کہ اطاعت کے رہنما کو ہاتھ دیئے ہوئے ہیں اپنی طرف مائل کرکے تابعداری اور اطاعت کی طرف بلائے اور "سالی بہادر" کو گرفتار کرکے آلغو کی خدمت میں بھیجدے- انہوں نے حکم کے بموجب مہم کے چلانے [illegible] امور [illegible]

Marfat.com

سامنے رکھا۔ نیک بے اغول علاقہ ماوراء النہر میں سلطنت کی گیند مراد کے چوگان کی زد میں لایا اور وہاں لشکر کی حفاظت اور علاقہ اور ملک کی حمایت کے لئے قیام کیا۔ اور اوکتا قاآن کے زمانہ سے سمرقند اور بخارا کی حفاظت کا بار چونکہ ان طائفوا ور بوقا بوشا کے سپرد تھا۔ اور اسی قاعدہ پر اب بھی اُن کو قائم اور برقرار رکھا۔ اور ساداے ایلچی نے مرغادل۔ قتلغ تیمور۔ تیمور بوقا اور دیگر تمام امراء اور لشکر کو اپنی طرف مائل کر کے مطیع اور فرمانبردار کر لیا وہ سوار جو سرداروں کے باہمی دشمنی ہونے کی وجہ سے فخر کی ڈینگیں ۲۵ مارتے تھے۔ پُرخطر گھاٹیوں کی شکیوں اور جان لینے والے معرکوں کی چڑھائیوں سے لگاتار اپنی تلواروں کی مانند سرخ رُو ہو کر بکے پس شالی کو جو مرض غرور اور دشمنی سے بُوڑھا تھا قید کر لیا اور اس تمام لشکر کو اپنا دوست بنا لیا اور سمرقند اور بخارا کی لُوٹ مار کی طرف اُن کو چلا دیا جب سمرقند پہنچے تو اس لشکر کو ساداے ایلچی نے لُوٹ مار سے روک دیا لیکن ادھر سے آریغ بوکا جب آلغو کی بغاوت اور جنگ سے مطلع ہوا اور حالات کے آغاز و انجام کو سامنے رکھا تو جان لیا کہ اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں ۲۵ (از مؤلف)

اگر میں نے اپنے ساتھ بُرا کیا ہے تو بُرا کیا ہے میں کس کی فریاد کروں

جو کچھ گناہ میں نے خود کیا ہے۔

داناؤں نے کہا ہے کہ:۔ دو کام ہیں جن کے کرنے والے رائے کی درستی اور سعادت کی برکت سے محروم رہتے ہیں (۱) بیفائدہ غم کرنا (۲) اور دشمن پر بھروسہ کرنا۔ کیونکہ اوّل سے عقل کی آبرو باقی رہتی ہے اور دوسرے کی مثال جیب میں سانپ پالنا ہے۔ اور جہان میں (زہریلی گھاس) اور اندرائن (حنظل) سے کس نے شکر اور شہد کی امید رکھی ہے جس دانا نے کہ اپنے وقت میں عمدہ زمین کے اندر پھل لانے والا بیج نہیں بویا۔ یقیناً پکنے کے وقت غلہ کی ہوس اور نفع کی آرزو کی اس کی مثال۔ پیچیدہ تحریر کی مانند۔ جو پانی کی سطح پر لکھی گئی ہے۔ ہوگی۔

تو علاج یہ دیکھا کہ وہ غبار جو ان (آریغ اور آلغو) کے درمیان اُٹھا ہے اُسے تلوار کے دانش چشمہ کے پانی سے بٹھائے۔ اور بغاوت کی سزا جو اس نے شکر نعمت اور ادائے خدمت کی توقع کے بجائے کی ہے۔ اُسے دے۔ القصہ جب وحشت اور جھگڑے کے اسباب اور جنگ اور دشمنی کے ذرائع۔ جیسا کہ مذکور ہوا کا اتفاق ہوا تھا۔ ۲۶ دونوں طرف

Marfat.com

آمادہ اور تیار ہو کر ایک دوسرے کو مارنے کے لئے ۔ (از مؤلف)

دو خسرو، دو رستم، دو جنگ آزمودہ پہلوان۔ دو لشکر اور فولاد اور پتھر کے دو دریا حرکت میں آگئے۔ ایسے سامان اور تیاری کے ساتھ کہ فضائے عالم اس کے فتنہ سے تنگ ہو رہی تھی۔ اور پہاڑوں کے۔ اس سنگدلی کے ساتھ بادپا گھوڑوں کے سموں کے نیچے سے چشموں کی آنکھ سے آنسو بہتے تھے۔ مقابلہ اور لڑائی کے میدان میں سخت جان افراد اور بہادر تلوار مارنے والوں نے تلوار زنی، جنگ کرنے اور تیر زنی کے بعد آسمان اور زمین کی طرح ہو جاتیں سے

آدمیوں کے پتھر ہیں خون کی زمین پہ۔ اور تلوار کے ستارے غبار کے آسمان پر۔

اختیار کیں۔ تو آلغو کے لشکر پریشان خلق کے زلفوں کے شکن کی طرح شکست پڑی اور کثیر فوج ایک دم میں کمان کے ابرو کی غمزہ زنی سے کاٹے جادو گر آنکھوں کی جادوگریوں کے طلسموں سے مقتول ہو گئی۔

جس وقت آسیغ کی تلوار کے خوف سے (آلغو کے) (مخدوم) لشکر کی طرح درمیان میں [illegible] باوجود اس کے [illegible] راستے میں مصیبتوں کے [illegible] اٹھائے۔ اوصاف فروشی کب تک (آخر) اس کا باقی لشکر متفرق ہو گیا اور دولت کی امداد اُن کی رہنما ہو گئی۔ آلغو نے اپنے خیمہ گاہ کی طرف باگ موڑی اور متفرق لشکر جمع کرنے

ص۲۷ اور لڑائی کے اسباب کی تیاری میں [illegible] مشغول ہو گیا۔ [illegible] گرد [illegible] ایلچی امراء [illegible] کے ساتھ [illegible] اس کی خدمت میں پہنچے [illegible] جانے کو [illegible] نوازا اور شاہانہ لباس [illegible] اور خلعت [illegible] کی مدد مل گئی تو لڑائی کی صف آراستہ کی [illegible] حملہ کیا لڑائی کے جنگل کے شیروں کی جولانی۔ جوش و خروش [illegible] میدان کے [illegible] جنگ کی منزل کے [illegible] میں [illegible]

آئے۔ (کے بعد) آلغو نے خطی دراز نیزے کے نصب کرنے کی حرکت سے دوستی کے عمل کرنے والے کو کام سے بیکار کر دیا اور بذات خود حملہ کیا۔ آریغ زمانہ کے ٹیڑھے پن اور کامیاب دشمن کے غلبہ سے پریشان ہو گیا۔ اس نے قسمت کا ستارہ لوٹنے والا اور آرزو کا بُرج ٹیڑھا طلوع ہونے والا اور بخت کا مزاج غیر مستقیم پایا۔ اُس کے لشکر نے جب قیام کی صورت نہ دیکھی تو شکست کی پُشت دکھائی اور اُس کی سلطنت نے جب موافقت کی مدد نہ پائی تو منہ پھیر لیا۔ اور اس حال کے منادی نے یہ آواز اس کی جان کے کانوں تک پہنچائی۔ ؎ (مؤلف)

(۱) تیرے بخت نے دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے اور چلا گیا۔ تیرے ملک اور جوانی پر رویا اور چلا گیا (۲) جب دیکھا کہ آسمان کا ارادہ وفا کا نہیں تو تیرے اقبال نے بھی پیٹھ کھجائی (شرمندہ ہوا) اور چلا گیا۔

ثابت قدمی اور قرار مغلوب اور خوف اور ڈر غالب ہو گئے۔ ابن ابی طالب (حضرت علی) اللہ تعالیٰ ان کے منہ کو عزت والا بنائے۔ نے فرمایا کہ ہر قضا کا کوئی باعث اور ہر دودھ کا کوئی دوہنے والا ہوتا ہے۔ آخر کار آریغ عاجزی اور ؎ فروتنی کی طرف مائل ہو گیا اختیار کی باگ ہاتھ سے اور قدرت کا تیر شست سے نکل گیا تھا ناچار بھاگنے کی رکاب بھار کی (بھاگ گیا)۔ انہی دنوں "قوبلائے" نے بھی ایک لشکر جو حوادث زمانہ کی طرح بیحد شمار وانہ فرمایا تھا تاکہ اُسے پانی کی طرح کی تلوار کے زور سے سرکشی اور تکبر کا جواب، اور یکتا ہونے اور لالچی بننے کی سزا دے۔ ریا اُسے الگ ہو جانے اور جمعیت حاصل کرنے کی سزا دے وہ سوائے قوبلائی کی سلطنت کی جائے پناہ کے اور کوئی قبلہ گناہ کو مان لینے کا نہ جانتا تھا۔ اُس کی خدمت میں جانے کا ارادہ کیا۔ تاکہ بھائی کی مخالفت اور دشمن کی موافقت کے اسباب کے بارے میں کہ اس نے ان دونوں قضیوں میں مخالفت کی طرف اختیار کی تھی کوئی عذر کرے۔ پہلے سے ایلچی بھیجا۔ گذشتہ سے ندامت کے حاصل ہونے اور پہنچنے اور تقدیر کے جاری ہونے کی کیفیت سے خبر دینے والا جب لشکر گاہ میں پہنچا تو حکم ہوا یہاں تک کہ اُس (آریغ) کو بائیں طرف سے آئے ؎ (از مؤلف)

اگر تو سچ پوچھے تو بغیر مصیبتوں کے کسی نے آسمان سے کبھی (اللہ کی قسم) راحت نہیں دیکھی حضوری (زمکشمشی) کا شرف حاصل کر کے یعنے گردوں مثال کے دربار میں کھڑا ہو کر جرائم کے ارتکاب کا، جس کا موجب ارباب اغراض کا برانگیختہ کرنا تھا۔ اعتراف کیا (قوبلائے)

Marfat.com

طبعی عدل کی کثرت اور انصاف اصلی کی موجودگی مانع ہوئی کہ بھائی (آریغ) کو سلطنت کے بقاء کی خاطر دُکھ پہنچائے۔اس پر رحم کیا اور جان بخشی کی۔کیونکہ ؎

آدم علیہ السلام کے زمانہ کے شروع سے بادشاہ (قوبلای) کے زمانے تک

بزرگوں کی طرف سے معافی ہوتی رہی ہے اور ماتحتوں سے گُناہ

اس کے رہنے کے لیئے گرم سیر اور سرد سیر مقامات۔ جو اُن کی لغت میں ییلاق اور قشلاق کہلاتے ہیں۔ مقرر کیئے اور اس کو ایک خاتون اور چند آدمیوں کے ساتھ۔ جو اس کی [illegible] خدمات کی کفالت کرتے۔اس مقام پر بھیج دیا۔ تخت سلطنت کی تکیہ گاہ سے سفر اور تکالیف کے مقام میں پڑا ہُوا تسلی کے چہرہ کو نقصان کے ناخن سے نوچتا تھا اور اپنے کیئے پر پشیمان ہوتا تھا۔چونکہ غرور کی شراب سے بدمست ہوگیا تھا اس لیئے ناگاہ ملال کے خمار میں رہ گیا۔ آخر نشہ توڑنے والی کو یعنے "شراب کے نشہ کی دوا شراب کے پینے سے ہے" شراب کو پیمانہ کی طرح اپنے اندر بھر لیا یہانتک کہ شراب کی صراحی کی طرح پُر ہوگیا اور اس کے جسم کا پیالہ زمانہ کی جفا کے پتھر پر آپڑا۔ اور اس کی رُوح کی شراب۔ جو جہان کے فتنہ اور شر کا جوہر تھی وہ کوچ کی زمین پر گر گئی (یعنے وہ مرگیا) اور یہ واقعہ ۶۵۵ھ کے مہینوں میں ہُوا۔ اس کی سلطنت کی مدت ڈھائی سال تھی۔اس سے ایک فرزند "آرو" نام باقی رہا ؎ اگر تجھ کو بارہ سو سال بھی ہو جائیں سوائے تاریک قبر کے تیرے لیئے کوئی جگہ نہیں اسی معنی کے قریب ایک بیت ہے جس کا کبھی اتفاق ہُوا تھا۔(عربی) ؎

تیری عمر لامحالہ زائل ہوگی + اگر ایک دن ہے خواہ ہزار دن

ملک "المالیغ" میں "آلغو" کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کا تتمہ ۶۵۹ھ کے مہینوں میں

جب "آریغ" بھاگ گیا "مسعود بیگ"۔ جو اس کی خدمت میں منگو قاآن [illegible] کے نام سے مشہور تھا اور بلند مراتب کے میدان میں بزرگیوں اور پسندیدہ [illegible] خیالات کے مقامات پر تقسیم کیئے گئے تھے "آلغو" کی خدمت میں دوڑا گیا اور شرف باریابی حاصل کیا اور ملازم خدمت مقرر ہُوا۔ آلغو فتح مند اور کامیاب ؎

زمانہ تابع آسمان غلام، جہان مطلب کے موافق۔ دولت مطیع بخت موافق اور زمانہ یار

۶۵۹ھ کے آخری مہینوں میں المالیغ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور [illegible]

Marfat.com

سنہری چبوترے سے آگے گذار دیا۔ اور مبارک شاہ کی ماں "ہرغنہ" کو جو "چغتائی" کے پوتے قراغول کی بیگم تھی۔ زبردستی نکاح کی قید میں لے آیا اور وہ اُسے بہت عزیز رکھتا تھا۔

"ہرغنہ" کی دو بہنیں تھیں ایک اولجائی خاتون" جس کو ہلاکو خاں نے بیگم بنانے کیلئے قبول کیا اور دوسری "بیگی" جو صائن خان باتو" کی خاتون تھی۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ ایجاد کے مصور نے اختراع کے قلم کی نوک سے مغلوں کے اندر ایسی تین صورتیں حسن اور لیاقت کے کمال، لطافت، اور شائستگی کی زینت سے نہیں بنائیں ہیں جو ہرغنہ اگرچہ خود پرست معشوق تھی لیکن مذہب اسلام کے ساتھ صلہ پوری پوری رغبت رکھتی تھی اور ہمیشہ مسلمانوں کی حمایت کرتی لیکن زمانہ اتنا تھا سے

"تو مسلمانوں کے ساتھ اپنی زلفوں کی وجہ صلیب کی مانند ہے۔ وہ کونسی
کافری ہے جو تو نے نہیں کی یہ کیسی عجیب مسلمانی ہے۔

اور شیخ الشیوخ سیف الدین الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ۔ جو زمانے کا پیشوا وقت کا قطب علم طریقت کا شہباز اور عالم حقیقت کا پاک باز تھا۔ یاد خدا کی روش میں وعظ اپنی ہمت بلند رکھتا تھا اور ذات کی توحید اور صفات کی عظمت میں گفتگو کا طریق وحدت کی طرح بے معنی نادر اور بزرگ تھے ہوتے تھے جو فصاحت میں سورج کو شرمندہ کرتے تھے اور نقطہ عمدہ میٹھے کہ کاتب (مصنف) کا قطرہ پانی کی صفت میں اس کی شرم سے اس ردیف آب کی پانی ہو گیا۔ سے ابیات

اے وہ کہ تیرے میٹھے الفاظ کی لطافت کے سامنے۔ خجالت کی زردی اُٹھاتی ہے پانی کی طرح (۴) موتی قطرہ کی مانند تھا جب اس نے تیرے لفظوں کو یاد کیا اور شرم کے مارے غوطہ لگایا اور پانی میں چھپ گیا۔

آلغو کے عہد میں رجوع کر اور واپس ہو جا کی ندا پر اس ناپائدار سرائے سے نیکوں کے دار القرار میں چلا گیا (یعنی مر گیا) سے

اے جان مسافر خانہ میں کوئی دیر تک نہیں رہتا۔ تو واپس آ کیونکہ مسافری میں تیری قدر کوئی نہیں کر سکتا۔

اور یہ واقعہ وفات شیخ سیف الدین ۶۶۱ھ ہجری میں ہوا۔

اسی طرح آلغو نے پوری رونق اور حصول مراد کے ساتھ سلطنت میں امن سے

Marfat.com

گذارتا تھا اور جدھر ۳۲ باگ اُٹھائی (موڑی) وہاں مددپائی اور بامُراد ہُوا، شادمانی، مسرّت، کامیابی اور راحت کے ساتھ واپس ہُوا۔ یہانتک کہ ناگاہ زمانہ [illegible] آئی اور نحوست کے علامات اور شکستگی کی نشانیاں ظاہر ہوئیں۔ ہرغنہ نے وقتِ حمل کے وقت جسم کے بلورین ساغر کو رُوح کی خالص شراب سے خالی چھوڑ دیا، اور تقدیر نے قلم سے آنے والوں کے حال کے روزنامچہ کے لئے اس مرثیہ کا نسخہ لکھا۔ ے (از مؤلف)

(۱) چودھویں کا چاند بادل میں چھپ گیا، افسوس ہے۔ اس سرو کا قد مٹی میں دفن ہوگیا، افسوس ہے (۲) اس کی وہ پیچ در پیچ اور خم در خم زُلفیں۔ باد اجل کے صدموں سے پریشان ہوگئیں، افسوس ہے (۳) وہ سرو جس کا جسم پھُول کی پتّیوں سے تکلیف پاتا تھا۔ فریاد کہ وہ قبر کی مٹّی میں سوگیا، افسوس ہے۔

آلغو اس کے تِل کی مانند غمگین اور سیہ پوش ہُوا اور اس کے رُخسارہ کے لالۂ نعمان کے غم میں موسمِ خزاں کے لالہ کی طرح بے جان ہوگیا۔ اور اس کی یاد میں یہ بیت نالہ و فریاد کے ساتھ پڑھتا تھا۔ ے

(۱) تیری خوشبو ابھی تک باغوں میں ہے۔ تیرا رنگ ابھی چنبیلیوں میں ہے

(۲) تیرا دیدار قیامت پر جا پڑا ہے۔ یہ اچھا ہے لیکن اس میں بہت سی باتیں ہیں یعنے وہاں امید ملاقات کم معلوم ہے۔

غضبی قوّت اور وہمی غلبہ کا ردّی ہوتا اس وجہ سے کہ پہنچ گیا [illegible] اور بخارا کو لُوٹ لیں۔ اور مسلمانوں کو۔ جن کی طرف ہرغنہ مائل اور بہت رغبت [illegible] تلوار کے گھاٹ اُتار دیں۔" یعنے ہرغنہ کا اس طائفہ کو عزیز رکھنا اس کے [illegible] مسعود بیگ مانع ہُوا اور بُری تقدیر کا نیموں کی دُعا کی مانند واقع ہوا [illegible] نے کہا ہے ے

اے سیفی تیرا زمانہ گذر گیا۔ برابر ہے کہ تو غضبناک ہو یا رضامند

(۱) تُو بیٹا اپنے دل پر جہان کا بوجھ کیوں رکھتا ہے [illegible] جب تک دُنیا کا کاروبار رہتا رہیگا بغیر [illegible] سر چلا [illegible] کس نے چکھی ہے؟ پہلے تاسف کا زخم ہے پھر اس کے بعد جہان [illegible] تھوڑی مدت میں آلغو نے بھی اس (بیت) کے مطابق ے

ہر وہ زندگی جو تیرے بغیر ہو۔ زندگانی کے نام سے موت ہے۔

ہر غنہ کی پیروی کی اور اسی راہ سے ۶۶۳ھ کے ابتدائی مہینوں میں چل دیا۔ ع دوست دوست کے پاس چلا گیا اور یار یار کے پاس + سُبحان اللہ۔ اس کے آفتاب جیسے چتر کا نشان جس کو وہ ہلال کی مانند مصیبت کے گہن سے محفوظ جانتا تھا۔ آخر کار بدبختی کی تاریک راتوں کے عُقدے اور ہلاکت کی ظُلمت کے پردے میں دُوسری صبح کی طرح کم عُمر اور سایہ کی طرح۔ زوال کے وقت بے حقیقت ہو گیا۔ اس کے رعب اور دبدبے کا عنقا۔ جو کبریائی کے کوہ قاف کی چوٹی پر نسرین (آسمانی ذوتکلیں۔ طائر واقع) کی مصاحبت سے نفرت کرتا تھا۔ وہ کبھی حادثہ کی خونریزی کے کونے سے عدم کے ویرانے کا اُلّو بن گیا۔ اس کی بے عیب شجاعت کا شیر جو جان لینے والے مگرمچھ اور ہاتھی کو گرانے والے چیتے کو گیدڑ[۲۴] کے کاموں میں مشغول ہونے کا حکم دیتا تھا آخر کار وہ عجوز (کفتار) کے فریب والے آسمان کی روبہ بازی (مکّاری) سے ہمیشہ کے لئے خواب خرگوش میں رہ گیا۔ اس کا گردوں مرتبہ تخت۔ جس کے پاؤں کے لئے جوزا کے کندھے اور شعریٰ جیسے بلند اور روشن ستارے کی چوٹی جگہ تھی اور اس کی بساط کا رخت (مسند) جو حسینوں کے شکر خند پستے (دہن) اور پُر پیچ طُرّہ اور نقاب سے شکر ریز اور عنبر ریز تھا تاریکی کے گڑھے میں اس طرح تابوت کے تختے سے بدل گیا کہ یہ بیت اس کے مناسب حال تھا۔ (از مؤلف)

نہیں نہیں خطا کیا جاتا وصال ہوا۔ ہوا بہ فرقت ہو گیا ہے۔ اور نہیں دی جاتی شادی جو ماتم ہو گئی ہے۔

اور اس کی سلطنت کا زمانہ چار سال تھا۔ پس اُمرا نے اتفاق کیا مبارک شاہ تخت سلطنت پر بٹھا گیا اور زمانہ سے شور اُٹھا۔ رباعی

(۱) اے آسمان کی گردش تو کتنی لالچی ہے اور کتنے تو بے جالی ہے۔ تو وفائے عہد سے بالکل آزاد ہے (۲) کسی بادشاہ کے قد پر جب تو قبا سیتی ہے۔ پھر اس کے ماتم کے لئے سینکڑوں کپڑے پھاڑتی ہے۔

ایک سال نہ گذرا تھا کہ براق نے اس پر چڑھائی کی اور اس کے بخت کا ستارہ عروج کی بلندی کی چوٹی پر سے گر گیا۔ اس کے قصہ کی شرح اپنی جگہ بیان کی جائیگی۔ اس کے احسان و بخشش اور فضل کی درازی ہے۔

Marfat.com

ذکر جلوس قوبلائی قاآن

جب سلطنت کا دشمن ص۳۵ (آریغ بوکا) ہلاکت کی قید میں گرفتار ہوگیا اور سلطنت کا باغ بیگانے اور دشمنوں کے کانٹوں سے صاف ہوگیا تو سب شاہزادوں، سرداروں (نوئینوں) اور امراء دولت نے سچے دل اور قول صحیح سے عہد دیا کہ قلم کی طرح سلطانی اوامر و نواہی سے سرنہیں پھیریں گے اور ظاہر و باطن میں صبح و شام اس کے غضب اور رحمت کے احکام کے دل سے فرمانبردار رہیں گے۔ اوائل سال ۶۵۸ھ میں علاقہ "ختای" کے شہر کیپافو میں انہوں نے ایک بڑا جشن منعقد کیا۔ جب کہ برج طلوع آفتاب نقصانات سے پاک اور جنم پتری کے چاروں اوتاد (رکن) نحس نظروں سے دور تھے۔ سورج بلندی کے نقطہ (شرف عروج) انیسواں درجہ سے وصال پایا۔ زمین کے تین سانسوں (حرارتوں) کے ساقط ہونے سے نشو و نما کی ادھ گئی ہوئی ہمت آگئی اور پرندے اپنے پیارے دوستوں کے ساتھ زمزمے اور جوش میں آگئے۔ اور ہواؤں نے حاملہ درختوں کی شاخوں کو بوس و کنار کے ارادے سے صبح و شام جھکا دیا۔ نباتاتی قوی شخصی اور نوعی کاموں کے خواص عمل میں لائے اور غذا دینے والی دایہ نے نباتات کے بچوں کی تربیت کے لئے عناصر اربعہ کی آمیزش اور ہم دوستی نئے سرے سے شروع کی۔ نامیہ کے ہم نے جسم کے طول۔ عرض۔ عمق (اقطار) کی تکمیل کے لئے تناسب طبعی کی شکل میں کارگزاری کا ہاتھ کھول دیا۔ پیدا کرنے والی قوت کے کدخدا نے ہم جنس کے پیدا کرنے کے اسباب طبیعت کے موافق مہیا کر دئے۔ صورت گر نقاش نے آزری صفت والے قلم کو بیرنگ تصویر (خاکہ) کے لئے اٹھایا اور روئے زمین کو عجیب و غریب نقشوں (تصویروں) اور چیزوں نا کہ نگوں سے منقش کر دیا۔

ص۳۶ قاآن خورشید صدرت اور زحل مرتبہ۔ آسمان پر سایہ کرنے والے اور [illegible] پاؤں والے تخت پر سورج کی مانند جلوہ گر ہوا۔ اور سلطنت کی دلھن کے [illegible] سے دست بدست پہنچی تھی۔ انہوں نے فائدہ اٹھانے کے حقوق۔ اشتیاق کی صداقت کا حق مہر، قضا و قدر کی شہادت، اور "وہ بہتر مددگار اور ذمہ دار ہے" کی وکالت کے حکم سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکاح کی گرہ باندھی۔ قدرت نے چاند کے نقرئی تھال میں ستاروں کے لڈے اور مبارک موتی بھر کر نچھاور کئے۔ مشتری نے ہفت پایہ منبر (آسمان ہفتم) پر چڑھ کر

Marfat.com

طیلسان ڈال کر انہی فصیح زبان کی بھوک کو روشن القاب سے مشرف کیا۔ زحل نے حلقہ بگوش غلام کی طرح اس کے قصرِ دولت کی پاسبانی کے لئے چاند کے نعل کو کانوں میں ڈالا۔ بہرام نے خاص ہتھیار بند سپاہیوں کی طرح خاص قسم کا پٹکا کمر پر باندھا اور روشن زہرہ نے خوشی کی بساط پر بربط کی گردن اور کانوں کو مروڑا اور گانا گایا سہ (از مؤلف) رباعی

(۱) اے بادشاہ آسمان تیرا ادنیٰ غلام ہو۔ تیری بادشاہت تیرے نصیبے کی طرح سعید ہے (۲) اگر کوئی شخص تیرے ساتھ صبح صادق کی طرح (صاف) نہ ہو۔ تو وہ شفق کی مانند خون میں غرق رہے۔

عطارد کے منشی نے "وہ اللہ بہتر نگہبان ہے" کا تعویذ قرآن کے نام کے ساتھ لوحِ محفوظ پر لکھ دیا۔ تمام شاہزادوں نے پٹکے کو۔ جو کمر کے حلقہ کی زینت تھا۔ گردن کا ہار بنا لیا (کمر بند کھول کر گلے میں ڈال لیا) اور لشکرگاہ کے باہر سیاروں کے بادشاہ کے سامنے اور بارگاہ کے اندر تعظیماً فلک مرتبہ تخت کے سامنے سات دفعہ۔ لوگ دو زانو مؤدب بیٹھے۔ قطعہ

(۱) نعمتوں کی دولت نے نئی دلہن کی طرح صبح کرتے ہوئے سانوں سنگار کرکے اس کے دل پر آٹھ بہشتیں کھول دیں (۲) اس مرغ نے جو صبح سعادت کا خط لانے والا ہے جب خط کو دیکھا چونچ سے اس کو کھول دیا۔

اور زبان حال (صورت حال) ان دو بیتوں کے معنی کو کہتی تھی سہ

(۱) آسمان اس کے بلند تخت کے سایہ کا غبار ہے سورج اس کے گوشۂ کلاہ کے گوہر کا عکس ہے (۲) فلک کے ستاروں کی سیر برجوں میں نہیں (ستارے برجوں میں سیر نہیں کرتے) بلکہ اس کی بارگاہ کے کنگروں کے گوشوں پر ہے۔

یاقوت جیسے سرخ لبوں والے ساقی۔ سنہری اور روپہلی قدحوں اور پیالوں سے (از مؤلف) (عربی) شراب جو ہمیشہ آدمیوں کو پچھاڑ دیا کرتی ہے۔ اور آزادوں کو ہمیشگی اور پہلوؤں کو راحت بخشتی ہے۔

ناچتے تھے۔ زہرہ کے مشابہ چہرے والی خواتین پسندیدہ خصائل، مرصع کلاہ ہونے کے ساتھ گویا شامی ستارہ (شعری)، کہکشاں کی طرف سے روشن ہوا یا ثریا کا گچھا روشن چاند کی قربت سے شادمان ہوگیا وہ پھولوں سے لدے ہوئے گلاب سے زیادہ تر و تازہ۔ اور یاقوت آبدار سے

زیادہ لطیف تھا۔ ے

(۱) سب طوق اور گوشوارے پہنے ہُوئے تھے اور ہاتھ میں گوہر نگار جام تھے (۲) تمام چہرے چینی ریشم کی طرح رنگین تھے۔ عود بجاتی اور چنگ کو شور میں لاتی تھیں۔

(۳) زربفت دیبا اور چینی پیشوازیں سب کی سب شہنشاہ کے دربار میں پاؤں تلے کھڑی تھیں اور لالہ کے سے گالوں والے غلاموں نے سرو آزاد کی مانند۔ جو خاص مُشک اور تازہ پھُولوں کا ہار لایا تھا۔[۳۸] ے (از مؤلف)

(۱) جن کے سُرخ لبوں کے سامنے پیچ در پیچ سنبل فریاد دے گیا ہے کہ زُلف نسرین پرست کا کل چاند سے بے گنہ لڑ پڑا (۲) اس غلام نے غم کو دل سے دُور کر دیا۔ جب شراب پلانے کے لئے اُٹھا۔ جہان سے ایک فتنہ اُٹھا جب وہ مجلس کے کنارے بیٹھ گیا۔

وہ اس بہشت آئین مجلس میں صراحی کی مانند گھُٹنے ٹیک دیتی تھیں اور ساغر کی طرح دست بوسی کی شرائط بجالاتی تھیں۔ ایک ہفتہ تک اسی طرح جشن اور محفل رہی اور خیمہ اور بارگاہ کے اندر جب گُل رُخ اور سُنبل زُلف معشوقوں میں سے۔ جو رنگ اور خُوشبو سے پُر تھے عیش و طرب اور لُطف و خوشی کے کام سے فارغ ہوئے تو بادشاہ عادل نے حکم دیا کہ سونے چاندی کے بوجھ (بالش) کے چھکڑے اور سنہری اور منقش لباس اور جامہ ہائے نازک کے اقسام کے ڈھیر جو مختلف شہروں اور علاقوں سے لائے تھے۔ رشتہ داروں، بیگمات اور اُمراء کو ان کے مقدور کے مطابق اور انکے حق کے موافق کامل حصہ اور پورا بہرہ عطا کیا اور احکام کی تجدید اور چنگیز خانی یاسا نامہ (تحریرات) کی بنیاد کی پختہ کرنے کی تاکید کے ساتھ جو جہانگیری اور جہانبانی کے مراسم پر مشتمل تھا۔ آسمان کو فرمانبردار کرنے والا حکم چاند کی طرح چمکنے والے الغچیوں کے ساتھ مشرق و مغرب کے اطراف اور جنوب و شمال کے علاقوں میں بھیجا دیا۔ اور عدل اور انصاف کامل کا جھنڈا۔ فلک الافلاک کے بلند قبہ پر بلند کر دیا اور بخشش روشن ستارہ کے قلم سے سُورج کے چہرہ کے ورق پر لکھ دی۔ ے

(۱) تیرا عدل مُلک کے لئے بہت ہی نیک بخت بیٹے کی طرح ہے[۳۹] تیرا مُلک عدل کے لئے بہت ہی مہربان باپ کی طرح ہے (۲) تیرے ہاتھ سے سوائے تیری تلوار کے کسی نے مصیبت نہیں دیکھی۔ تیرے کام میں کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچا

Marfat.com

مگر تیرے خزانہ کو۔

اس کے کامل عدل کی تاثیر سے بھیڑیا رات دن گڈریئے کی طرح بھیڑوں کے گلّے کی نگہبانی کرتا تھا۔ اور باز اُلفت رکھنے والے دوست کی طرح تیہو کے سینہ کو پیار سے کھجاتا تھا۔ اس کے انصاف کی شہرت سے ظلم اور زیادتی عدم کے شہرستان سے تو منزل پرے آوارہ ہوگئی۔ اُس کا عفو۔ جو بندگان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا تھا دُور اور نزدیک، ترک اور تاجیک کے جرائم کے آگے آجاتا تھا ایک ہی توجہ سے اُس کی شکل کا خوف صورت کو ہیولی سے جدا کر دیتا تھا۔ اور اس کی رائے کا ایک ہی دیدار غلط رائے کے خلل کو عوام کے کاموں کے بیچ میں سے زائل کر دیتا تھا۔ اور مُلک کی نئی دُلہن کو زیور اور لباس فاخرہ پہناتا تھا اس کی سیاست کا خوف لوگوں کے خصائل کے حوادث کو دفع کرنے والا اور زمانے کے ظلم کے اسباب کو روکنے والا ہوگیا۔ اور متحرک ہوا نے جہان کی آزاری (بہار کا موسم) پتّیوں پر آزار کا غبار نہ جھاڑا اور اس کے عہد سلطنت میں ؎

کوئی زمانے کے زخم سے زخمی نہ ہوا — خواہ شریف تھا اور خواہ کمینہ

لامحالہ کرۂ زمین کے اطراف سے کہ جنہوں نے اس کے مبارک نام کو نقدی کے سکّے کے چہرے کے سوا نہ دیکھا تھا۔ اس کے عدل سے [illegible] کی شکر کو شیرینی کے بیان کے طور پر دل اور جان کا ساتھی بنایا ہے اور اوقات کی انگیٹھی کو روز افزوں سلطنت کی دُعا اور ثنا کی دھونی (بخور) سے خوشبودار کر دیا ہے۔ بہادر اور بُزدل کا دل اس کے پادشاہانہ عنایات کی ہوا سے ایسا ہوگیا کہ بہشت اس کی طراوت کی یاد میں آب کوثر کو منہ میں لائی اور اقبال کا پودا "جس کی جڑیں مضبوط اور محکم ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں" نشوونما کی جوئبار سے اس حد تک سایہ گستر ہوا کہ طوبیٰ (بہشتی درخت) کے حال کے چہرہ پر چمن بہشت ہیں۔ "خوشی ہے اس کے لئے جس کو اُس کے سایہ میں آرام ملا" کی حسرت کا سایہ پڑ گیا، چین و ماچین کے اطراف سے ہر وقت و ہر آن مصر اور شام کے حدود تک اور انتہائے مغرب تک تمام لوگ آباد مُلک کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور اس کے عدل اور بخشش کے فیض سے مالا مال ہوتے تھے ؎

(۱) شہباز اس کے عدل سے کلنگ کا جوڑا ہوگیا۔ اس کے امن سے کالا شیر گیدڑ کا دوست ہوگیا (۲) نہ یہ (باز) اُس (کلنگ) کے ساتھ ہوا میں جھپٹتا ہے۔ اور نہ وہ (شیر) زمین پر اُس (گیدڑ) پر پنجے دراز کرتا ہے۔

Marfat.com

اگرچہ اس علاقہ کے اطراف سے پادشاہ عادل اور سخی قاآن کے پائدار اقبال کی سرسبز منزل اور فلک مدار سلطنت کے مرکز تک ایک سال کی مسافت کا راستہ ہے (تاہم) اس کے فضائل انتظام سلطنت، عدل، انصاف، زیرکی، دانائی، درست اندیشی اور ملک آرائی کا ذکر اس علاقہ کے معتبر لوگوں، مشہور تاجروں اور معروف سیاحوں کے ہلال نما دہن (چاند کی مانند) سے اس حد تک سننے میں آیا ہے کہ اُن قابل فخر خوبیوں میں سے ایک سطر اور ان فضائل کا ایک جزو، جو قیصرانِ روم، شاہانِ عجم، چین کے خاقانوں، عرب کے سرداروں، یمن کے بادشاہوں، ہندوستان کے مہاراجوں، ساسان کے بادشاہوں و آل بویہ اور سلجوق کے سلاطین کے آثار کو مٹا سکتا ہے اور اُن فضائل کا بیان جو طوالت کا باعث ہے، ان اوراق کے بھر دینے کا موجب ہوا لیکن قلیل دلالت کرتا ہے کثیر پر۔ کے بموجب اس کی عادت کے بعض نشانات اور اس کی ذات کے بعض خصائل کو اجمال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اُس کی دلیری کے کمال اور اقبال کی کثرت پر دلیل لیں۔ اس کی زیرکی اور تجربے کے آثار میں سے ایک ۔۔۔ یہ بات تھی کہ وہ اہل فضل اور حکما اور عقلمندوں سے بہت اُنس رکھتا اور اُن کی تعظیم و تکریم کرنے اور قرب عطا کرنے میں مبالغہ کرتا۔ اور آغور خانی خط کے خلاف نئی اصطلاحات (علامات خط مراد ہے) مقرر کر کے نئے خط (رسم الخط) کا استنباط کیا جس کی صورت دلپسند معشوقوں کے خط۔ آنکھوں کے لطف اور ضمیر کے نور کی طرح تھی۔ اسی خط سے اطراف ممالک میں شاہی فرمان بھیجے اور اس کو اپنے عہد کی شہرت کی طرح مشہور کر دیا۔

اور چونکہ قانون عدالت کے استعمال اور طریق سیاست کے کمال پر طبعاً عادی تھا (اس لئے) اگرچہ اس کا انعام، فیاضی اور عطا کی امداد ۔۔۔ "نہ وہ منقطع ہیں اور نہ رکتی ہیں" کا نقش رکھتی تھی وہ اسراف اور فضول خرچی پر معقول اعتراض کرتا اور سلطنت کے اعیان اور دربار کے ارکان کے سامنے تقریر کرتا کہ کسی طریق عقل کے مطابق یا سخاوت کے قبیل سے ۔۔۔ ہزار بالش (سونا یا چاندی کی مقدار) عطا کرنا اور دوسروں کو ۔۔۔ پیٹنے کے لئے دینا۔ کیونکہ وہ شخص جو ضرورت سے زیادہ بے جا خرچ کرتا ہے لامحالہ خرچ کرنے کے موقع پر ضروری اور جائز خرچ سے رک جاتا ہے" اور گویا اس حکم سے مقصود تنبیہ تھی اوکتائے قاآن کی حالت اور اس کے بے سوچے سمجھے جود و احسان میں خرچ کرنے پر۔ پھر اس بیان سے اس قاعدہ کی مضبوطی کی یوں تائید کرتے کہ بادشاہوں کا عام عدل اور کامل سیاست ہی نظام عالم کی

حاصل کرنے والی نظامِ بنی آدم کا باعث ہے۔ عقل اور نقل کی رُو سے پسندیدہ۔ ضروری اور موزون ہے مانند نور کے آنکھ کی سیاہی میں۔ اور اگر روشن رائے عقلمند اس مطلب کی پیروی کرے تو فوراً عقل کو معلوم ہو جائے کہ محض مالی اسباب سے (صرف) چند اشخاص کی رضاجوئی ممکن ہو سکتی ہے اور اگر کسی کو خزانہ قارون، بادشاہت سلیمانؑ اور عمر نوحؑ حاصل ہو تو اتنی مدت تک اس اختیار کے مقابلے میں لوگوں کے گروہوں میں سے حاجتمند اور امیدوار لوگ حلے[؟] اس قدر ایک دوسرے کے پیچھے اور لگاتار ظاہر ہونگے کہ اُن میں سے اکثر نہ تسلّی حاصل کرنے والے بلکہ شاکی ہونگے۔ اور فرض محال کے طور پر اگر انعام کا فیضان اور احسان کی کثرت پوری ہو جائے تو پھر بھی انسانی خواہشات کی تکمیل ہر حال میں محال ہوگی اور دلوں کی رضامندی کا حصول مشکل ہوگا اور خلق کے رزق کی تقسیم میں نظر کرنی چاہیئے کہ اگرچہ بہت پہلے حصے مقرر ہو گئے اور مصلحت کے مطابق اہلیت اور لیاقت کے موافق مقرر ہوئے۔ (مگر) خوشحال و دولتمند ابھی تک "وہ انسان اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ناشکرا ہے" کا حلقہ بنا تا ہے تاریک دل نادار "اور قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے" کا پابند ہو جاتا ہے البتہ عدل کے عام کرنے سے جو ملک اور دین کے منافع کا جامع اور حال اور انجام کے مصالح پر مشتمل ہے ایک لحظہ میں ایک کلمہ سے جہان لئے "اور عدل سے قائم ہیں آسمان اور زمین" کی نشانی۔ عرض کے میدان میں جلوہ گر ہو سکتی ہے اور پھر اچھا ذکر زمانہ والوں کے زمانہ اور آنے والوں کے عہد تک لا بدالآباد تک لوگوں میں باقی اور ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

پھر اس کے ذکر جمیل کی کہانی اور اس کے بے شمار مہربانیوں کے عام کرنے کی عجیب بات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ کسی وقت اس کا ایک عزیز فرزند شکار کرتے اور گھوڑا دوڑاتے ہوئے لشکر کے چند افراد کے ساتھ جدا رہ گیا ؎

جب گھوڑا اور جسم دوڑتے دوڑتے تھک گئے۔ تو اُتر پڑنے اور منزل کرنے کی رائے طلب کی۔

ان کا گذر پیش بالیغ کے مضافات میں سے ایک گاؤں پر ہوا۔ شتر سواریوں کے آرام اور کوتل گھوڑوں کی آسودگی کی خاطر ایک لحظہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور وحشیوں کے پیچھے تگ و دو گھوڑا دوڑانے اور تعاقب کرنے کی وجہ سے بموجب "وہ اور نہیں بنایا ہم نے اُن کو ایسے جسم کہ نہ کھائیں طعام" کھانے کی بھوک کی۔ آگ [۴۳] معدہ کے تنور میں بھڑک اُٹھی تھی۔ حکم دیا

Marfat.com

بطور مہمانی کے کھانے کے لئے ایک بکرا اور پینے کے لئے ایک مٹکا گمنی (شراب کا) وہاں کے باشندوں سے انہوں نے سے طلب کیا اور دیگر کسی چیز سے اس سے کم یا زیادہ کے ساتھ مطلب نہ رکھا۔ اتفاق سے دوسرے سال دو تین آدمی اسی گروہ کے جو شاہزادہ کی خدمت میں ہمراہ تھے پھر اسی جگہ سے۔ جو حقیقت میں مسافروں کی گذرگاہ تھی۔ گذرے اور گوسفند اور (شراب) تازہ بگنی کی التماس کی تو وہاں کے باشندے قاآن عادل کے دربار میں چلے جاتے ہیں اور پہلی مرتبہ نازل ہونے اور مہمانی طلب کرنے اور دوسری دفعہ اُسی طائفہ کی واپسی اور غیر مقررہ رسم تازہ کرنے کی مفصّل شرح بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یعنی اندیشہ یہ ہے کہ زمانے پر ہمارے اوپر یہی رسم ہمیشہ رہیگی اور دوسرے اسی طریق پر حکم چلا جائیگا۔

روشن دل قاآن نے بیٹے کو طلب کیا اور سخن کا بل (تیموری) روشنی کے سوزن کے ماتھے پر ڈالا اور روشنی کی زبان سے جواب طلبی کی۔ فرمایا کہ اس ناپسندیدہ قاعدہ کا بانی پہلے سے تو ہوا ہے اور ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم اور اس کی پیروی کرنے والا زیادہ سلامتی والا ہوتا ہے اگر بادشاہی کی نوبت تجھ تک پہنچے اور سلطنت کے کام تقدیر الٰہی سے تجھ سے متعلق ہوں تو ملک داری اور رعیت پروری کو اس طریق پر نگاہ رکھے گا؟ اب جب تو نے حکومت کے قوانین کو بدل ڈالا ہے اور زیردستوں پر جو خدا تعالےٰ کی امانت ہیں مقررہ طریقہ کے خلاف تو نے بوجھ ڈالا ہے۔ جبتک تو اپنے چہرے کو تین دفعہ صداقت کی راہ سے کسی نافرمان (باغی) کے میدان جنگ کے مقابل نہ لے آئے اور صیقل کردہ تلوار کی چمک سے دل کے آئینہ کو اخلاق کے زنگ سے صیقل نہ کرے۔ تب تک ہمارے چہرے کی طرف۔ کہ آئینہ سکندر اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ نظر نہ ڈالنا اور ہماری طرف نہ دیکھنا۔ شہزادہ نے طلب معافی کے مقام میں اپنے پر لازم کرلیا کہ باغی کی لڑائی کے ارادہ سے اقامت کے خیمے کو جلدی اکھیڑ ڈالے۔ قاآن عالی ہمت، عادل طبیعت نے فرمایا کہ مظلوموں کو انعام دیں اور اُن کو خوش حال کرنے [illegible] تکلیف (باج) کو تخفیف کرنے اور دل کی تسلی کے لئے ایک خط دیا۔ تو اُن لوگوں [illegible] دربار کے کنارے کی زمین کو۔ جو کہ ہر خوش قسمت کی بوسہ گاہ بلند بخت اور اقبال کی آرام گاہ تھی۔ آنکھوں کا سُرمہ بنایا۔ اور بادشاہ عدل پرور کی سلطنت کے ہمیشہ رہنے کے ساتھ زبان کھولکر (دُعا کی) واپس چلے گئے۔ اس خاطرداری اور مہربانی کے اظہار سے اگر جہان کے اندر حاتم طائی کے ذکر کا صحیفہ لپیٹ کر رکھدیا جائے تو کیا نقصان ہے۔ اور اس انصاف اور دادرسی کے ساتھ

اگر نوشیروان کی شمشیر میں روح شرمندگی کے غرقاب میں غرق ہو جائے تو کیا فائدہ ہے (الف) ازغو
[illegible] تلوار کے خوف سے۔ سوسن۔ منافقت یا زبان درازی نہیں
کر سکتی (۲) اس کے عہد سلطنت میں سوائے پیمانۂ شراب کے ہرگز دل گرانی
نہیں پائی جاتی (۳) اس کے انصاف کی مدد سے باز اور شاہین کے ساتھ کبک دری
بھی رہتی سہتی ہے (۴) عجب نہیں کہ اس کے دیوانِ عدل سے۔ بھیڑیا گڈریوں
کی رسم اختیار کرلے۔

اس طریق اور روش سے اطرافِ ممالک کو حفاظت اور انتظام سے رکھا۔ اور نیک نامی کا درخت دنیا کے باغ میں بالندہ چھوڑا اور چنگیز خاں بادشاہ کی طرح مُلکِ چین کے بعض علاقے اس نے فتح کئے تھے اور جو کچھ دارالخلافے کے اصول تھے ابھی تک زائل نہ ہوئے تھے۔ بادشاہانہ ہمت اس تمام علاقہ کو فتح حاصل کرنے پر مرتکز ہوئی۔ ۶۷۱ھ میں ڈیڑھ لاکھ جان کو شکار کرنے والا لشکر روانہ فرمایا اور اُن کے ساتھ اجون بگلمش۔ ہوکتا نوئین کا بیٹا بایان اور علی بانوی [illegible] کو بھیجا اور نہایت عجیب بات یہ تھی کہ جب (بادشاہ نے) بایان کو مقرر فرمایا تو [illegible] کیا کہ اس حالت میں بھی آخر کار چین بایان کے ہاتھ پر فتح ہو جائیگا۔ جب وہ سپاہی ملک [illegible] پہنچے تو خیمہ کے ساتھ خیمہ نصب کر دیا اور ٹیلے اور نشیب۔ میدان اور پشتے لشکر کی کثرت سے زمین میں چیونٹیوں اور ٹڈی دل کی طرح موجزن ہو گئے۔ اتفاق سے سمندر کی طرف سے چند کشتیاں (جہاز) جو آسمان کے کینوں سے فارغ اور دہر بوقلموں کی گردشوں سے بے پرواہ تھیں۔ غلہ کو دارالخلافہ میں پہنچانے کے لئے پہنچ گئیں (۱) اور نہیں ہے سلطنت مگر اتفاقات سے" بایان نے فرمایا اور جتنا ممکن تھا لشکری کشتیوں میں چلے گئے اور انہوں نے شہر کی راہ لی اور بایان خود لشکر کے ساتھ خشک راستہ سے اس جگہ چلا گیا۔

سمندری بادلوں کی کشتیاں جن کی لگام بادبان ہے شمال اور جنوب کے شہروں پر اور بایان کا نہ رکنے والا لشکر آتش حرکت گھوڑوں کے پاؤں سے درمیانی فاصلہ یعنی پانی کا محدب (گول) سمندر اور زمین کی چوڑائی کو طے کر کے مقصد تک پہنچ گئے۔ جس وقت آسمان کا سبزہ زار کھلنے لگا اور بادِ صبا چلنے لگی تو حبش (رات) کے سیاہ لشکر نے رُوم کی فوج کی جنگ سے ہاتھ اُٹھا لیا اور دن کے یلغاریوں نے سیاہ چہرہ رات کی رسدگاہ کو لُوٹ لیا۔ اُس وقت لشکر کے ساتھ شہر خنسائی (چین کا بہت بڑا شہر تھا) میں داخل ہو گیا۔ چین کے فغفور کا نام۔ جو قون تا

تھا۔ درباری سرداروں اور ارکان سلطنت کے ساتھ ششدر اور حیران رہ گئے اور اُس لشکر کے ہجوم سے۔ جو قضائے بد کی طرح بغیر ہراول اور محافظ دستہ کے دونوں طرف [illegible] پریشان اور آزردہ ہو گئے۔ سوائے تسلیم اور مطیع کے کوئی جائے گریز نہیں [illegible] اطاعت کی جائے امن کی برکتوں سے امان حاصل کرنا اور دوستی کی [illegible] ڈھونڈنا اُن کو اپنی نجات اور گریز گاہ سے قریب تر معلوم ہُوا اور [illegible] اور تابعدار ہو گئے اور اس کی فرمانبرداری کے شمار میں منسلک ہو گئے۔ پایان ایک عقلمند زیرک اور دلیر آدمی تھا اس نے اُن کو امن و امان کی خوشخبری دی۔ اور لوگوں کے مال و جان کو لُوٹنے اور برباد کرنے سے حفاظت اور حفظ امان میں رکھا اور اس علاقہ کے لوگوں کے سینے میں تابعداری اور فرمانبرداری کا بیج بو دیا۔ یہاں تک کہ تمام دل پوری اطاعت تابعداری اخلاص اور حُسن اعتقاد پر قائم ہو گئے۔ پھر اس علاقہ کا قلعہ جس کو سینافو کہتے ہیں۔ جو [illegible] تکلیف اور پناہ گاہ ہونے کی مضبوطی کی وجہ سے مشہور۔ یکتا مردوں اور سخت جان بہادروں سے بھرپور اور بے شمار خزائن اور ذخیروں سے معمور تھا اور پہاڑوں کی مضبوط چوٹیاں [illegible] کی شرم سے دل پر پتھر رکھے ہوئے تھے اور اُس کے کنگرے ستارہ قرن [illegible] کھاتے تھے اور رہنے والوں کے ہاتھ سبز باغ (آسمان) سے پروین کے خوشے چُنتے تھے اس طرح کہ ؎

اس کی بلندی میں احاطۂ آسمان کے خوف سے پاسبان کنگروں پر [illegible]
چلتا ہے۔

وہ کبھی فتح نہ ہُوا تھا۔ لشکر کو اس کے فتح کرنے کا اشارہ کیا۔ اس بلند قلعہ کے [illegible] جب چین کے دارالسلطنت کے فتح ہونے اور پایان کی لشکرکشی سے اطلاع پائی [illegible] جو جہاں دیدہ بُوڑھا تھا۔ حادثات کی شیرینی اور تلخی چکھے ہوئے تھا اور [illegible] گرم و سرد سہے ہوئے تھا۔ پیغام بھیجا کہ بچپن کے زمانے میں جب [illegible] جوانی کی جوئبار کے کنارے پر نزاکت اور لوچ رکھتا تھا اور خوشی [illegible] والے تازہ خصائل (رکھتا تھا) "امردنہی" کی محکومیت سے اُسے فراغت حاصل [illegible] بے غمی کے سبزہ زار میں اُسے فراخی عام تھی وہ عہد عورتوں سے میٹھی باتیں کرنے اور دل بہلانے والی باتوں کا تھا نہ کہ گوشہ نشینی اور رنج کشی کا زمانہ "میں نے اپنے باپ سے سُنا [illegible]

Marfat.com

فتح باباں نامی شخص کے ہاتھوں حاصل ہوگی۔ اور روک تھام مقابلہ، کشتی گیری (لڑائی) اور تیغ زنی مفید اور نافع نہ ہوگی۔ اب لشکر کشی کی زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم رعیت ہیں اور بہت مطیع۔ اور قلعہ اور جو کچھ اس میں ہے بغیر مقابلہ مٹ[۴۲] اور شمشیر زنی کی تکلیف کے آپ کا ملک الیمین (مقبوضہ دست راست) ہے۔ پیچھے سے انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور قلعہ سے نشیب میں آگئے تمام خزانے اور دفینے اُن کے سپرد کر دئے۔

اس جگہ اُن ممالک کے وسیع میدانوں، آبادی کی کثرت اور طرح طرح کی نعمتوں کی تھوڑی سی شرح۔ جس کو روایت کرنے والے سوداگر ہیں اور معتبر مسافروں نے بیان کیا ہے ذکر کیا گیا:۔

خنزائی ممالک چین کا بڑا شہر ہے جو مثل جنت کے جس کا عرض کل آسمان ہیں ہے اس کی طولانی وضع اس طرح ہے کہ اس کے احاطے کی پیمائش بیس فرسنگ کے قریب ہوگی اس کی سطح زمین پر پکی اینٹوں اور پتھر کے فرش ہیں اور مکانات اور مسکن لکڑی کے بنے ہوئے ہیں اور آرائش خوبصورت نقش و نگار سے ہوگئی ہے۔ ابتداء شہر سے لے کر آخر تک (رسہ منزلہ) مکانات بنے ہیں۔ اس کے بڑے بازاروں کا طول تین فرسنگ بیان کرتے ہیں جو ہمشکل عمارت و اسے مناسب ارکان والے چونسٹھ[۶۴] چوکوں پر مشتمل ہے۔ اور نمک کی آمدنی محصول روزانہ سات سو بالش جاتا ہے۔ اور ارباب حرفت کی اس قدر کثرت ہے کہ رنگریزی کی صنعت کے کاریگر تیئیس ہزار شمار میں آئے ہیں۔ باقی کی اسی پر قیاس رہنمائی کرتا ہے۔ اور ستر تومان (سات لاکھ) لشکر اور ستر تومان رعیت کی تعداد کاغذات مردم شماری اور دفتروں کے اوراق میں درج ہوئی۔ اس کے علاوہ سات سو گرجا قلعوں کی مانند ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک (لا مذہب پادریوں اور بے دین راہبوں (گوشہ نشینوں) سے موجیں مارتا ہے۔ اور دیگر کارکن سردار خادم اور تبت کے پجاری ان گروہوں اور قوموں کے ساتھ جو شمار اور حساب میں داخل نہیں ہیں۔ بیگار اور ٹیکس سے بری ہیں۔ اور لشکر میں سے چالیس ہزار نگہبان اور کوتوال (پولیس) ہیں۔ کہ جب سورج مغرب کی تاریکی کے قید خانہ (یعنی ایک شہر ہے) کے پیچھے منہ چھپاتا ہے۔ اور رات سیاہ چادر سر پر ڈال لیتی ہے (یعنی تاریک ہو جاتی ہے) معشوق کے خیال کی طرح شب روی شروع کرتے ہیں اور ڈاکو معشوق کے طرہ کے مانند کمند کو بل دے کر تیار رہتے[۴۷] کرتے ہیں گروہ کے گروہ ناکوں، محلوں کے راستوں گذرگاہوں اور کونوں میں اپنے اپنے مقررہ مقاموں پر پوری احتیاط سے بیٹھ جاتے ہیں اور

ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت بنایا ہے" کا دامن آنکھ کی پُتلی پر جو ہند و پتے ہیں اور اس کو آنکھ کی چادریں نہیں پیٹتے ہیں (یعنے بیدار رہتے ہیں) اور شہر کے اندر تین سو ساٹھ دریاؤں پر پُل بنائے ہیں۔ دجلہ کی نہروں میں پانی بکثرت ہے جو دریائے چین سے نکلتی اور گرتی ہیں اور قسم قسم کی کشتیوں اور دریا پر سے گذرنے والی چیزیں لوگوں کی حاجت کے مطابق اس قدر پانی پر چلتی ہیں جن کی تعداد فکر کے حساب کی گنتی میں نہیں سماتی تو پھر عقد انامل (انگلیوں کی گرہوں کی گنتی) روزنامچوں اور محاسبوں کے حساب میں کیونکر آئیں اور مختلف گروہوں کے سیاحوں (مسافروں) کی بھیڑ چہار جہات عالم کے اطراف سے۔ جو سوداگری اور پیش آنے والی ضروریات کے لئے ایسے مُلک میں آکر اور جمع ہو کر عقل کی بداہت اور اپنے نفس کے ملکہ سے معلوم ہوتی ہیں یہ دار الملک کے اصل حالات کے مقدمات ہیں۔

لیکن چار سو مشہور شہر وسیع میدانوں اور فراخ مکانات والے اس کے متعلقات اور مضافات میں سے ہیں۔ اس کا ایک مختصر ترین شہر بغداد اور شیراز کی آبادی سے زیادہ بڑا ہوگا ان تمام میں سے لنکین فیروز تیون اور چین کلاں کو خنزائی شنک کی طرح کہتے ہیں۔ یعنے بڑا شہر بمنزلۂ دیوان اعلے (محل) اور تعجب کی بات یہ ہے جو دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ باوجود مقدار طول وعرض کے "اور عدل زمین کا معمار ہے" مطابق اُن تمام ممالک میں چوتھائی فرسنگ زمین بھی نہیں ملتی جو عمارت اور کاشت کے قابل ہو اور زراعت کے زیور سے بیکار پڑی ہو۔ بلکہ تمام کی تمام کاشت شُدہ اور آباد ہو اور خوشحالی، اطمینان اور راحتوں کی امداد اُن علاقوں میں تائید آسمانی اور سلطنت قاآنی سے وارد رہتی۔ ایسا عریض اور بسیط مُلک کہ دُنیا کے بادشاہوں نے آدم علیہ السلام کے زمانے کی ابتدا سے لے کر وقت کے انتہا تک جس علاقہ کی یاد اور جس مُلک کے تحفوں سے خُوش ہوتے تھے۔ لڑائی کا بوجھ برداشت کرنے کے بغیر ممالک قاآنی سے ملحق ہوگیا۔ اور بے خطا ارادہ سے چین کی بادشاہت کو فتح کر لیا اور جہان کے فتنہ کی مضبوط گرہ حسینوں کے زُلفوں کی شکن کی مانند ڈال دی۔

کمان کے ابرو کے ایک ہی شکن سے فتح کر لیا۔ ...

جب اس سلطنت کی قبا میں شکن (چین یعنے شکن ہے جو قبا میں خوبصورت معلوم ہوتا ہے) بڑھ گیا (یعنے ملک چین کا اضافہ ہوا) اور فغفور (شاہ چین) نے سلطنت کی ...

۵؎ ملتحمہ۔ آنکھ کا ایک پردہ۔ قماط۔ وہ چادر جس میں بچے کو پیدا ہونے کے بعد لپیٹتے ہیں۔

ترک کر دیا اور دُنیا جہان کے خزانے اس کے قبضۂ تصرف میں آ گئے تو حکم ہوا کہ چاؤ (چینی نوٹ جس کے ذریعہ سے مُلک چین کے معاملات کے دروازے کُھلتے تھے یعنے جو ملک چین میں رائج تھا) لے آئیں اور اُن کے بدلے خزانے سے سونا، جواہرات اور ملبوسات دیتا تھا اور شہر میں منادی نے ڈھنڈورا پیٹا کہ سلطنت قاآن کی ملکیت ہے اور چاؤ فغفور کا۔ کچھ مدت کے بعد فرمایا کہ چاؤ (نوٹ) جو ممالک میں اس کے عدل اور سخاوت کی مانند جاری اور رائج تھا۔ باہر نکال دیں (خارج کر دیں) اور پھر منادی کر دی کہ بادشاہت قاآن کی ہے (اور چاؤ بھی) قاآن کا ہے۔ بالضرورت چاؤ قاآنی کو قبول اور فرمان شاہی کی تعمیل فرمانبرداری کے مقام پر کرنی چاہیئے۔ اور ان کی اصطلاح میں بالشی چاؤ پچاس سیر ہے جس کی قیمت دس دینار ہوتی ہے۔ مگر بالش زر و نقرہ پانچسو مثقال کے ہیں۔ بالشِ زر دوسو بالش چاؤ کے برابر ہیں جو دو ہزار دینار سے تعبیر کئے گئے ہیں اور بالشِ نقرہ بیس بالش چاؤ کے برابر ہیں جو دوسو دینار سے تعبیر کئے گئے ہیں اسی تدریج اور ترتیب سے وہ علاقے تابع اور احکام سلطنت مقرر اور مخالفین کو ہلاک کر دیا۔

فتح جزیرہ مول جاوہ

جو فتوحات اس کے عہد سلطنت میں حاصل ہوئیں اُن میں سے جزیرہ مول جاوہ کی فتح تھی۔ جو ہندوستان کے بلاد میں سے ہے۔ ۶۹۱ھ میں۔ ع۔ ایک بہادر اور جنگجو لشکر مقرر کر کے نیزوں اور بلند مراتبوں کے سامان اور شان و شوکت کے ساتھ روانہ فرمایا۔ مسلسل اور متواتر چلنے سے جب ساحل مقصود کو کشتیوں کی سواریوں متعلق بنایا تو تلوار کی دہشت سے۔ نہ اُن کے مکر و حیلہ سے۔ ایسا جزیرہ جس کا طول دوسو فرسنگ تھا۔ قبضۂ ملکیت کی قید میں لے آئے۔ اور وہاں کے حاکم "سری رام" نے نادر اشیاء اور پیشکشوں اور ڈالیوں کے ساتھ دربار کی غلامی (یعنی حاضری دربار قاآن) کا ارادہ کیا۔ راستہ میں موت نے اس علاقہ سے گذرنے کے اختیار کی طاقت نہ دی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اُس بلند پایۂ تخت سے جا ملا اور بے رنج مہربانی اور خاص عنایت کے سرمایہ سے بہت ساحصہ پایا۔ اور وہ باج خراج جو اس نے زر اور جواہرات کی قسم سے مقرر فرمایا اس علاقہ کو اُسی کے تصرف میں بحال رکھا۔ حقیقتاً وہ جگہ (جزیرہ مول جاوہ) ایک ساحل ہے سمندر کے کناروں پر ہے۔ قیمتی اور ہدیہ نادر اشیاء سے پُر اور

Marfat.com

اجناس کے خزانوں، قابلِ فخر جواہر، عمدہ سامان اور بلند قدر متاع ہیں سے برگزیدہ اموال کی کثرت سے بے مثال کاریگر کی قدرت کو دکھاتے ہیں۔ اس علاقہ کے اطراف وجوانب عودِ قرنفل کی خوشبو سے مہکتے ہیں اور گرد ونواح کے علاقے طوطیوں کی زبان سے چہکتے ہیں۔ پہلے دوسرے بادشاہوں کے زمانہ میں سلطنت کا دارالخلافہ "خان بالیغ" تھا۔ جب قوبلائی قاآن نے سلطنت میں زیادہ اقتدار حاصل کیا تو اس کو صاف باطل کر دیا۔ اُسوقت جب کہ سُورج نقطۂ شرف (انیسواں درجہ بُرج حمل کا) سے ملا ہُوا تھا ایک شہر مربع تعمیر کرایا (جس کا رقبہ) سولہ مربع فرسنگ (تھا) گویا یہ اعداد اس کی بلند ہمت کے موافق نظر آتے تھے اور اس کا نام "طائدو" رکھا۔ اور ہر قسم کے اہلِ حرفت اور کاریگر وہاں منتقل کرائے۔ اور تھوڑی سی مدت میں ہی لوگوں کی بھیڑ اور کثرت سے وہ ایک جامع شہر ہوگیا اور زیب وزینت کی کثرت سے ایک چمکدار نُور بن گیا۔ اور اس شہر کے ایک کنارے پر "قرشی" ان کی زبان میں اس کے معنی شاہی محل اور دربارِ سلطنت کے ہیں۔ وہ بھی چار سَو قدم لمبا اور چار سَو قدم چوڑا لکڑیوں اور تختوں سے بنوایا۔ اور اس بہشت میں گنبد اور جھروکے جو کہ بیت المعمور (کعبہ وملائک بر چرخِ چہارم) کے جھروکوں اور بلند چھت (آسمان) کے لئے باعثِ رشک تھا بلند کئے۔ مضبوط ستونوں اور محکم چار دیواریوں نے اطراف اور کناروں سے۔ آرائش کی اقسام اور نمائش اور نزاکت کی انواع سے زینت پائی زمین کے صحن ہلکے سبز پتھروں سے بنے اور صنعت کی باریکی اور عمل کی مہارت سے مصوّر تماثیل (اشکال) اور پچیکاری کے نقوش اُن پر ثابت اور نقش ہوئے۔ اور رَاشِندس (نام حکیم) کی روح اقلیدس کی عجیب اور نازک شکلوں سے حیران اور مدہوش ہوگئی۔ جالیوں کے سونے چاندی سے جالی دار ہونے اور اس کے محل کے کنگروں کے کنارے قمر کی طرفہ (جبھہ اور زبرہ (منزل نہم۔ دہم اور یازدہم) منازل کی طرح خلدِ بریں کو رشک دلانے والی سرزمین کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور اِرم۔ ایسے ستون والی عمارت ہے جس کا مثل شہروں میں نہیں پیدا ہوا نمونہ نظر آتا تھا۔ جس شخص نے اس مکان کے میدان کی وسعت اور اس عمارت کو دیکھا۔

اس طریق پر امورِ سلطنت اور اسباب برخورداری منتظم ہوئے اور خاص وعام کی رائیں اور خواہشیں تابعداری اور فرمانبرداری کے مطابق رہیں۔ اور جب اس کی عمر کی مدت ۵۲ کے شمار کے والے عشرہ (وہ دس سال جو پچاس اور ساٹھ کے درمیان ہوتے ہیں) سے گذر گئی۔ بلکہ ستر کا

گلا گھونٹ دیا (یعنے ستر برس کا ہو گیا) تو اس نے چاہا کہ بڑے بیٹے جمکین نام کو اپنی زندگی میں نیابت کے منصب کا متصدّی (عامل) اور سلطنت کا ولیعہد بنا دے۔ اس بارے میں اُمرا سے مشورہ کیا تاکہ اس کو ممالک کی حکومت میں حصّہ دے۔ اور وہ سلطنت کے تخت پر قدم رکھے۔ ارکانِ دربار اور پیشکارانِ سلطنت نے عرض کیا کہ پادشاہ کشورکشا چنگیز خاں کے قانون اور عادت میں سے یہ قاعدہ ہرگز ہرگز مقرر نہیں تھا کہ باپ کے ہوتے بیٹا امورِ سلطنت کا ذمّہ وار ہو۔ ہم غلام ضمانت دیتے ہیں کہ ہم جمکین کے پادشاہ بننے پر قاآن کے بعد ع۔ جب تک کہ قضا و قدر عمر ۔ باطل ہونے کا خط نہ کھینچ دیں یعنی جب تک مر نہ جائیں متفق رہینگے اور اس کے احکام کے اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ موافق۔

لیکن تا درِ مطلق کی اندازہ کی ہوئی تقدیر اس طرح تھی کہ ولیعہد۔ ولیعہد بنانے والے سے پہلے گذر گیا۔ اور تاج و تخت کی ہوس اور ناز و بخت کے سبزہ زاروں میں ٹہلنے کے عوض قبر کی گہرائی پائی۔ مددگاروں نے تیمور پسر جمکین پر تازہ اتفاق کیا۔ جب قاآن کا رحلت کا وقت آیا اور اس دارِ فنا سے اُس عالم میں کہ وہ دارِ بقا ہے ملنا چاہا تو اہل دربار کو طلب کیا اور کہا کہ وہ نفسانی قوتیں گر گئیں اور سن کی درازی کا ضعف بیماریوں اور دیگر عارضوں سے متفق ہو کر طاقتور ہو گئے ہیں۔ اور عالم آخرت کے کوچ کا وقت قوانین الٰہی کی رو سے بہت قریب آ گیا ہے۔ ضمیر کے بیج مانے ہوئے خیال اور دل کی پوشیدہ باتوں کو کھولنا چاہئے اور رازِ دل کا خلاصہ جو دل کی تہوں میں لپٹا ہوا ہے باہر نکال پھینکنا چاہئے۔ اگر تیمور کے بادشاہ بننے پر افراد کا اجماع درست ہے اور اس کی پیروی کی لڑی میں اکٹھا ہونا تحقیق ہے تو یہی مراد ہے۔ اور اگر فرمانبرداری کے عہدوں کی گرہیں ۵۳ عدم اہلیت کے باعث کھل جائینگی تو اطراف ممالک کے مصالح کی بنا پر اس طرح زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی اس کی کیفیت ایک دوسرے کے سامنے بیان کر دیں تاکہ ہمارا شاہانہ دبدبہ اُسے خالص شاہی املاک اور خاص جائداد سے باہمی رضامندی کی تلاش کرے اور وہ اس عہدہ (سلطنت) کا ہار گلے میں ڈالنے سے۔ جو بہت بڑا اور پُرخطر کام ہے انکاری ہو جائے ایسا نہ ہو کہ آج کے بعد تیمور سلطنت کے طمع کی دیوانگی میں سرکشی اور بغاوت شروع کر دے اور لشکر تابعداری کی رسی اور مبا فتنہ کی نزدیکی سے کنارہ کش ہو جائیں اور اس حالت میں امورِ سلطنت پریشان ہو جائیں اور ان حالات کا تدارک ان پر مشکل ہو جائے۔ تمام

شاہزادوں اور اُمراء نے غلامی کے مقام پر کھڑے ہو کر متفق ہو کر کہا کہ تیمور امور سلطنت سے گلے ملنے کا اہل ہے اور قاآن کے بعد گردنوں کا مالک اور قائمقام ہے اور اس نیّت کی سچائی پر واقف ہے" وہ ذات جس کو علم الکتاب ہے" ؎

اس بات کی تقریر کو جو یہ غلام کہتا ہے۔ خداوند تعالیٰ جانتا ہے بلکہ بادشاہ

رقوبلا پہچانتا ہے۔

ان حالات کے شروع میں موت نے ایکدم کمینگاہ کھولدی اور قدر کا تیر۔ قضا کی شست سے پھینکا۔ اور تمام لشکر میں وہ ڈھال جو اس کو روکتی خدا کی قسم۔ نہ ملی۔ ع۔ جب قضا کا تیر پہنچ جائے تو سپریں ہیچ ہیں۔ اور ۶۶۹ھ میں عادل قاآن مرگیا اور اس کا نیک نام اور افسانہ آنے والوں کے لئے ایک ہمیشہ رہنے والا دستور باقی چھوڑ گیا ؎

(۱) آ اور بتا کہ پرویز نے زمانہ سے کیا پایا (نفع اُٹھایا) ؎ جا اور پوچھ کہ کسریٰ دُنیا سے کیا لے گیا (۲) اگر اس نے خزانہ رکھا تو دوسروں کے لئے چھوڑ گیا۔ اور اگر اس نے ممالک فتح کئے تو دوسروں کے سپرد کر گیا (۳) یہ نہیں کہ جس کے پاس مال نہ تھا وہ عافیت سے نہیں جیا۔ اور نہ یہ کہ جو دُنیا جہان کا مال رکھتا تھا آخر کار نہ مرا۔

ذکر جلوس تیمور قاآن

ہرچند اس ذکر کا لانا نسبت حال اور مرتبۂ مقام کی حیثیت سے بائدو خاں کے عہد کی تاریخ میں مناسب معلوم ہوتا تھا لیکن چونکہ قوبلائی کے ایام کا خاتمہ اس کی سلطنت کے صبح کے آغاز سے قربت رکھتا تھا۔ چاہا کہ اس بات کا تعلّق منقطع ہو جائے اور اس گرد کی لڑی بغیر بڑے موتی کے بُری معلوم ہو گی۔ کیونکہ جڑ اور شاخوں کا ایک دوسرے سے ملا ہُوا زیادہ موزوں ہے اور جوہر کا اپنے مقام پر حل ہونا بہت اچھا ہے۔ ع۔ تا[illegible] میں اور موتی ڈبیا میں (اچھے ہوتے ہیں)

اس کے بعد کہ قاآن نے حق کی آواز کو قبول کیا اور چمکین سے تین بیٹے باقی رہے کُبلہ۔ ترمہ۔ اور تامور۔ (کبلہ) ہکلا یعنی زبان میں لکنت رکھتا تھا۔ ترمہ۔ بیمار تھا۔ ادگان خورد وکلاں نے اوامر قاآنی کے التزام کے بموجب تامور (تیمور) کو سلطنت کے لئے اُٹھایا اور

۶۹۴ھ کے آخری مہینوں میں جو گروہ رائے زنی کے چقماق سے آگ نکال رہا تھا اس کو عیش کے پیالوں کے پانی کے کنارے تک پہنچا دیا۔ اسوقت جو جوانی کے عہد کی طرح فرحت افزا۔ اور اس زمانہ کی طرح جو آرایش سے مستغنی معشوق کی شب وصل کی طرح غم کو دُور کرنے والا تھا ۶۹۵ھ سلطنت کے تخت کو اپنے روشن اور چمکدار چہرہ سے حال آفتاب کا ہم سر کر دیا۔ بارگاہ کا احاطہ سمندر کی طرح عیش اور نشاط کے وفدوں کا مرکز بنا دیا۔ شاہزادوں نے باری باری زانوئے خدمت کو زمین پر ٹیکا اور بزرگوں اور حکیموں نے مختلف زبانوں اور متفق دلوں سے روزافزوں سلطنت کے لئے دعا کی۔ جب زمانہ فصل بہار کی تاثیر سے شاداب اور خوش نما اور شراب دلوں کی طرح آمیزش سے پاک تھی۔ پیالہ جب اس بہشت آئین بزم کے انتظار میں دل میں خون رکھتا تھا دلجوئی کی صراحی کو سرگوشی کے طریق پر اس کے ہونٹ پر ہونٹ رکھتا تھا۔ اور (ساغر و صراحی) نَے کی مانند مجلسوں کے انتظار میں آنکھیں کھولے ہوئے تھے اور بربط پر چوری سے سُننے کے لئے کان رکھے ہوئے تھے۔ تو حاضرین کو معلوم ہوتا تھا کہ اُن کے راز یہ خوش آئینہ رباعی تھی۔ رباعی

(۱) جب صبا نے گُل کی بات بُلبل سے بیان کی۔ تو بلبل نے خوشی سے نعرہ لگایا اور شور مچایا (۲) مغنی نے جب ترانہ لگایا سراحی نے فوراً۔ اُس کے اعادے (دوبارہ کہنے) کے لئے ندائے قُل قُل دی (یعنی پھر کہہ پھر کہہ)

جب عیش کی رغبت ختم ہوگئی اور بیہودگی (مسخراپن) کے جھنڈے کا گوشہ (نغمہ) چھپ گیا۔ تو تیمور قاآن نے مہمات مملکت کی تیاری کی طرف رُخ کیا اور قاآن عادل کی رسومات کو تازہ کرنے کا۔ جو سراسر کامل عدل۔ رفاہ عام، اور شہروں کی بہبودی اور قدیم وجدید کی حاجت براری پر مشتمل تھیں کا حکم شاہی جاری کیا۔ اور شاہزادوں، سرداروں اور امیروں کو۔ جس طرح کہ ہر ایک ملکوں کی کسی طرف اور علیحدہ مقام پر مقرر تھا۔ قاعدے کے مطابق معین اور بحال رکھا اور ہر ایک کو حسب مرتبہ اور رُتبہ کے مطابق احکام، فرمان اور خلعت عطا فرمائی اور وہ سب شاہی لشکر کے مرکز سے۔ جو بلندیوں پر محیط تھا۔ اپنے اپنے مقام اور منزلوں کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اس کی درگاہ کے درباری امرا اوبجائی جنگ سانگ، ترخان جنگ سانگ۔ پایان بنجان علوی۔ عبداللہ بنجان سمرقندی یا شمسی بنجان الیغور اور میر خواجہ سجین تھے۔ اور اب جبکہ ۶۹۸ھ ہے باپ دادا کے طریقوں پر چلنا اور برگزیدہ اسلاف کے رسوم کو زندہ رکھنے کی خوشی کے قاعدے کو جو بادشاہوں اور صاحب اقبال اولاد کے لئے بلند ذریعہ اور اچھا طریقہ ہو سکتا تھا۔ اختیار

کر کے اور ممالک کو عدل اور انصاف سے پُر اور رعایا اور لشکر کو سخاوت اور رعایتوں سے مطیع اور خوش رکھا۔ اور یہ نصیحت کتاب لکھنے کے وقت زبان حال نے لکھوائی ؎ (از مؤلف)

رباعی (۱) تیرے باپوں نے ظلم سے انکار کیا۔ تیرے داداؤں نے جہان کی زمینوں کو
روندا یا تابع کیا (۲) آج جب کہ انہوں نے اپنی جگہ تجھے دیدی۔ تجھے چاہئے
کہ تو ایسا ہو جائے جیسے وہ تھے۔

واقعۂ بغداد

احوال روزگار کے جریدوں کا مطالعہ کرنے والے اور اخبار کی کتابوں کے مضامین جاننے والے عجیب انچھوتے حادثات کا نیا چہرہ کھینچنے والے اور برسوں اور مہینوں کی گردشوں کو دکھانے والے۔ اللہ تعالےٰ اپنی وسیع رحمت کے ساتھ ان کا دوست ہو۔ اس طرح بیان کیا ہے کہ مدینۃ السلام (بغداد) خلفاء بنی عبّاس کے عہد سلطنت میں ہمیشہ آسمان کی سختی اور شدت سے امن و اماں کی چار دیواری میں رہا۔ اور جہان کے تمام بادشاہوں کے لئے قابل رشک اور اس کے قصر اور محلات بلند آسمان کے ساتھ ہمراز تھے۔ اور اس کے اطراف و نواح، روضۂ رضوان کے ساتھ پاکیزگی اور تازگی میں شریک تھے۔ اس کی صحت فضا میں امن اور سلامتی کا پرندہ پرواز میں تھا۔ اور گوناگوں نعمتوں، راحتوں، نزاکت کی چیزوں کے اقسام اور بے تعداد آسائشوں سے عقل حیرانی کے ساتھ دمساز تھی ؎

دجلہ کا کنارہ سیم تن معشوقوں سے خلّخ تھا اور چوک کا وسط ماہ رُخ معشوقوں سے
کشمیر تھا (خلخ ترکستان کا حُسن خیز شہر ہے۔ کشمیر تر شیز میں ایک مقام ہے)

مدرسے اور مکانات خاص زبردست علماء سے بھرے ہوئے تھے اور ان ایام میں فتنہ کے ہاتھ بندھے ہوئے اور پاؤں ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور نہیں ہے وقت بھاگنے کا۔ منقوش اور صنعتوں کے کاریگر کمال چستی کے ساتھ آگ کی چنگاریوں کا بہتے ہوئے پانی پر نقش باندھتے تھے اور صورت آرائی کی شرم سے آذری قلم (آذر نام بت تراش) کو کاغذ کے اوپر شرمندگی کی وجہ سے توڑتے تھے۔

درحقیقت اس کے میٹھے پانی نے صاف پانی کے دل کو بہت زیادہ خون کر دیا تھا۔ اور ذلت کا نشان چشمۂ حیوان کے رخسارہ پر لگا دیا تھا۔ اس کے باغ نے فصل بہار میں

Marfat.com

طرح طرح کے پھولوں اور کلیوں سے "بہشت ہائے عدن ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں" باغوں میں انگور کی بیلیں عاشق کی طرح کھجوروں کی بلند قد دلہنوں کی گردن میں ہاتھ ڈال دیئے تھے۔ ترنج کی غبغب پر انگور نے خم زلف لٹکا دی تھی انار نارنجی کے ساتھ میٹھی باتوں میں ع جس نے ہمارے نارنج کو توڑا آگ کو چنا" مشغول تھا اور بادام نے میٹھی زبان سے عاشقوں کو دلدار کی آنکھوں اور لبوں سے خبر دی تھی۔ اس کا میدان فردوس کے میدان کا ہمسر تھا۔ اور دیہات کے مال کا حاصل ایک سال میں تین ہزار تومان سے زیادہ تھا۔

۶۹۶ھ میں کہ اس حکایت کا راوی (مصنف کتاب) اس عنبر جیسی خوشبو والی زمین میں پہنچا صنف عمارات کی کثرت مکانات اور محلات کے آثار اور دیہات اور شہر کی زینت اور ترتیب اگرچہ موجودہ وقت میں گذشتہ زمانے کا عشر عشیر (۱/۱۰۰) بھی نہیں تھی تاہم بہ نسبت دیگر مشہور شہروں اور مغل سلطنت کے بہترین ملکوں کے عیش اور راحت کی وجہ سے فردوس عدن معلوم ہوتے تھے اور لذات اور اُنس کا مکمل مجموعہ تھے۔ خلیفہ المستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن المستنصر خلفاء بنی عباس کے زمرہ میں سے عیش کی مزید فراوانی اور خوشحالی اور نعمتوں کی امداد۔ اور اموال، نفیس ذخیروں اور عمدہ موتیوں کی کثرت کے ساتھ ممتاز تھا اور شوکت عظمت، ناز اور تکبر میں مشہور اور مذکور تھا۔ اور دار الخلافے کے کنگرے، بالا خانے، اور محلات۔ زحل کے ساتھ مقابلہ اور سماکین (سماک اعزل اور سماک رامح دو ستارے ہیں) سے نبرد آزمائی کرتے تھے۔ اور نہایت آراستگی سُنہری پوشاک اور جڑاؤ زیورات کے ساتھ اُونچے تخت اور صف کشیدہ تکیے معلوم ہوتے ہیں" جو خورنق (قصر نعمانی بن منذر در حیرہ) اور سدیر (مسند نعمان) کے لئے خجالت کو پیش کرتے تھے۔ چار سَو خادم دربار کی ملازمت میں مشغول تھے۔ باوجودیکہ دار الخلافہ کی حرمت کی وجہ سے بارگاہ میں داخل ہونے کے مجاز نہ تھے اور شاہانِ جہان اور زمانے کے رؤسا، دیہات کے اشراف اور زمانے کے سرداروں میں سے کسی فرد کو امیر المومنین کے دربار میں باریابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ بلکہ عزت اور بلندیوں کے قبوں کے سامنے شاہ راہ پر ایک پتھر حجر اسود کی طرح رکھ دیا تھا اور ایک تھان سیاہ اطلس کا کھڑکی سے آستین کی مانند لٹکا دیا تھا۔ اطراف کے سلاطین اور بادشاہوں میں سے جو کوئی سدرہ کے برابر بلند بارگاہ اور خلافت کے بلند آستانے سے شرف حاصل کرتا اُس آستین (اطلس سیاہ کے تھان) کو۔ حرم معظم (بیت اللہ شریف) کے

Marfat.com

غلاف کے دامن کی طرح زیارت کرتا۔ اور اس پتھر کو معشوقوں کے گوشۂ چشم کی طرح بوسہ دیتا اور واپس چلا جاتا۔

اتابک سعید مظفرالدین۔ اللہ تعالےٰ اس کی دلیل کو روشن کرے۔ کے عہد میں مولانا قاضی القضاۃ المعظم مجدالدین بن اسماعیل قالی کو پیغام رسانی کی خدمت کے لئے جناب امام کی بارگاہ میں بھیجا ۵۹ جب بلند قبوں اور بلند دربار میں پہنچا ر تو خدام نے) پتھر کے چومنے اور عاجزی کرنے کو لازم کیا۔ وہ زہد و تقویٰ کے کمال کی وجہ سے ایک پتھر کے سامنے جھکنا اور بوسہ دینے کی شرائط کی رعایت رکھنا بُرا خیال کرتا تھا۔ قرآن شریف اس کے ہاتھ میں تھا اُسکو پتھر پر رکھا۔ اور اس پر بوسہ دیا۔

عادت اس طرح تھی کہ عیدوں پر خلیفہ سواری کا ارادہ کرتا ایسے گھوڑے پر جو براق صفت اور برق رفتار اور (اُس کی) گردن سنہری طوق اور گردن بند سے مزین اور مطوّق کی جالی اور ساز و زیورات میں مرصّع اور ڈبلو کر سوار ہوتا۔ اور ایک طیلسان (جو خطیب اور قاضی کندھوں پر ڈالتے ہیں) جو سیاہ رات کی طرح ہوتا دربار کے روز لٹکاتا۔ بے نظیر سرداروں اور بڑے بڑے مشائخ زمان اور آسمان خلافت کے ستاروں کی جماعت کے ساتھ فلک ستاروں کی دُور بین نگاہ سے ان کی شان و شوکت پر غور کرتا تھا اور رضوان (داروغۂ جنّت) حوروں کے پیراہن کے لئے اس گروہ کے سواروں کے غبار سے غالیہ (خوشبو کی قسم) قرض لیتا تھا۔ ازمولف

قضا نے اس کے گھوڑے کی سُم کی خاک سے بنایا۔ بہشتی حسینوں کی آنکھ کے لئے سُرمہ۔

معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ عام اور خاص لوگ کھڑکیاں۔ پنجرے۔ برآمدے اور مکانات جو اس جلوس کی گذرگاہ پر ہوتے اور مقامات کی نسبت سے اُن کو کرایہ پر لیتے سیر اور نظارہ کے لئے اور ایک دفعہ حساب کیا کرایہ کی آمدنی سے بغیر کسی جہت کے اونچے درجے کے دینار تحریر میں آئے۔ (ازمؤلف)

تو کیا سیر کرتا ہے تیرا کام تو خود دیکھنا ہے۔ جہان میں نہیں ہے مگر دھوکا اور فریب دینے والی ناخوشی۔

قربان خلیفہ | المختصر خلیفہ مستعصم باللہ شوکت اور بزرگی اور ہیبت اور عزت کا کمال اس سے زیادہ تھا۔ کہ اس موقعہ پر اس کی پوری شرح بیان کی جاسکے۔ اس عہد میں ساٹھ ہزار سوار

Marfat.com

خوراک اور تنخواہ عزت والے دیوان سے بطور وظیفہ اور روزینہ پاتے تھے اور لشکر کا کمانڈر اور صف شکن پہلوان سلیمان شاہ تھا جو اثیر الدین (شاعر) اُدمانی (اُدمان کا) کا ممدوح تھا اور پبلک کے تمام امور کا دارومدار چھوٹے بڑے میر منشی اور شاہی شراب خانہ کے داروغہ کے سپرد تھا۔ اور وزارت کے منصب کی باگ وزیر مؤیدالدین محمد بن عبدالملک العلقمی کے حوالے تھی اور وہ (وزیر) بڑا فاضل تھا۔ نظم اور نثر کو نظم کرنے والا اور منقول اور معقول کے دونوں جھنڈوں کے گاڑنے والا فطری سخاوت اور طبعی خوشحالی رکھتا تھا۔

مستعصم تن آسانی اور راحت اور لہو ولعب سے لُطف اُٹھانے کا جو بادشاہوں کے مذہب میں عین بدعت اور گمراہی ہے چہ جائیکہ خلیفہ اور امام ابن الامام جس کی اطاعت فرض ہے تمام لوگوں پر، عادی تھا۔ اور ابن العلقمی قبول اور رد کرنے اور کرنے اور نہ کرنے کے حالات پر خود مختار اور تنہا تھا لیکن خلافت کے دربار کے مقرب وزیر کے احترام کو کسی وقت ملحوظ نہیں رکھتے تھے اور ادب کے قانون کے مطابق اس سے گفتگو نہیں کرتے تھے۔ اس لئے وہ (وزیر) پریشان اور آزردہ رہتا تھا۔ آخرالامر اس کے اعتقاد کا معیار خلیفہ وقت کے ساتھ بدل گیا۔ اور زبردست وجہ اس کی نیت کی تبدیلی اور تکدر کی یہ تھی کہ خلیفہ کے بیٹے امیر ابوبکر نے اہل سُنّت و الجماعت کے تعصب اور حمایت کی وجہ سے جس کو اس نے حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا لشکر کا ایک دستہ بھیجا اور کرخ کو تباہ کرا دیا اور بعض سادات بنی ہاشم کو قید کر دیا اور لڑکوں اور لڑکیوں کو رسوائی اور ذلت سے گھروں سے نکال لیا۔ وزیر مذہب شیعہ کی اشاعت میں کوشاں تھا۔ اس حرکت سے متأثر اور رنجیدہ ہوا اور ایک خط بطور اظہار راز ہائے دل کے سید تاج الدین محمد بن نصر الحسینی کو جو اس وقت کے سادات میں بڑا آدمی تھا۔ بھیجا۔ ان نشانے پر لگنے والے صد ۶۱ حادثات کے تیروں سے جو آسمانوں کی کمانوں سے نازل ہوئے اور ان وجوہات سے جو مذکور ہوئیں وزیر ابن العلقمی فراز و نشیب اور حیلہ و فریب کے گرد آیا تاکہ کسی طرح خلیفہ اور اس کے پیروؤں کو ہلاکت کا شربت گھونٹ گھونٹ پلائے اور بغداد کی سلطنت چھین کر اُن کو انتقام اور بدلہ لینے کی تلوار سے سرزنش کرے۔

اس اثنائے میں بادشاہ ممالک گیر ہلاکو خاں ۶۵۴ھ میں ملحدوں (فرقہ اسمٰعیلیہ) ۔ اللہ تعالےٰ ان پر خالص لعنت کرے۔ کے علاقہ کی فتح سے فارغ ہوا اور ان کے منازل ویرانی اور قلعوں کی بیخ کنی خصوصاً قلعہ لموت کہ اور موت اس کے کنگروں پر چھائی ہوئی

ہے" توپوں اور فلاخنوں سے" اور کر دیا اس نے اس کو "ٹکڑے ٹکڑے" حاصل ہوگئی اور حسن صباح کی ایک سو ستر سالہ سلطنت کا دن۔ اُس صبح کے وقت۔ جب کہ دشمن کو پامال کرنے والے شاہی لشکر نے سورج کی مانند تلوار نکالی۔ زوال کو پہنچا۔ ایلچیوں کو اس مشہور فتح کی شہرت کی بشارت دینے والے فرمان کے ساتھ مشرق اور مغرب کے اطراف میں۔ یگانوں اور بیگانوں کے پاس روانہ فرمایا اور تمام لوگوں کے کانوں کو اس بشارت کے سُننے اور اس حکم سے لطف حاصل کرنے سے مشرف اور گوشوارہ دار بنایا۔ اور اس گمراہ اور گمراہ کرنے والی قوم اور بیباک ناپاک طائفہ کی بیخ کنی سے۔ جو ائمۂ اسلام کے ساتھ فخر کا دم مارتے تھے۔ بڑا احسان اور بڑی عنایت زمین کے باشندوں پر ثابت کی مسلمانوں نے جو ممالک و اطراف میں اس فرقہ (اسماعیلیہ) کے خنجر زنوں کے خوف سے اپنی عورتوں کی مانند پردوں میں چھپے رہتے تھے آرام کے ہاتھوں سے بلند کے بستر بچھائے اور فراغت اور فراخی عیش کے تکیوں پر مقیم ہونے کی پیٹھ لگائی۔

مولانائے اعظم علوم اوّلین اور آخرین کے شارح نصیر الملت والدین محمد طوسی۔ جو اللہ کے عارف، اللہ کے عالم، اللہ کی طرف دعوت دینے والے "اللہ تعالیٰ اس کی رُوح کو فردوس کے مکانات میں جگہ دے اور اس کو کمال خوشی کے ساتھ قدس کی روشنیوں سے مقام اُنس میں خاص کرے" مدت دراز تک قہستان کے خطے میں مقید تھے۔ جیسا کہ ۶۲ ناصری اخلاق جلیلہ خوشبو والے اخلاق (اخلاق ناصری کتاب) کے دیباچہ کے شروع میں کہ وہ (کتاب) حقیقت میں اخلاق نصیری ہے۔ اور ترجمہ کتاب الطہارۃ ہیں۔ جو استاد فاضل اور حکیم کامل ابو علی مسکویہ الخازن الرازی "اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مغفرت سے ڈھانک دے" کی تصانیف سے ہے اس کی طرف اشارہ کیا اور کہا ہے "قید کا باعث یہی تھا کہ (طوسی نے) ایک قصیدہ اپنی طرف سے مستعصم باللہ کی خدمت میں بھیجا۔ ابن علقمی نے اس کی پشت پر ناصر الدین محتشم کو خبر دی میں اظہار کیا کہ" مولانا نصیر الدین نے خط و کتابت اور تحریرات دیوان عباسیہ کے ساتھ "اللہ تعالیٰ اس کو بوسیدہ کرے" شروع کر دی ہے۔ اس کے انجام پر ناصر الدین ناراض ہوگیا اور اس کے بعد جب ایسے علامہ روزگار کو ... عزت اور ادب کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اُن کو قید کر دیا۔ اسوقت کہ جہان بدل گیا اور دشمنان دین ہلاک ہوگئے رہائی پائی۔ اور کامیاب ایلخان (ہلاکو) کے حضور میں پہنچا طرح طرح کی مہربانی اور عنایت سے بہرہ یاب ہوا اور مختلف انعامات اور صلات سے مخصوص ہوا۔ اور حکم شاہی ہوا

Marfat.com

کہ شاہی لشکر کا ملازم ہو جائے (یا لشکر کے ساتھ ہمیشہ رہے) ایلخان مصالح ملکی کے سوانح اور مہمات سلطنت کے پیش آنے کے متعلق جس قسم کے سوالات کرتا تھا وہ (نصیرالدین) اس کا جواب قانون حکومت اور مصلحت کے مطابق عمدہ تمثیل کے لباس میں اور عمدہ طور پر سمجھانے کی شکل میں بموجب "لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق باتیں کرو" دیتے تھے۔ حتیٰ کہ دربار ہلاکو کی خدمت میں پوری وقعت اور ایک بلند مقام پایا۔ ایلخان نے فرمایا یہانتک کہ مقام قہستان سے خیمے اور سائبان کوچ کے ارادہ سے اُکھیڑ ڈالے اور پختہ ارادے اور استقلال خوش دل اور شادرُوح ہو کر کشادہ روئی اور فراخ دلی سے روانہ ہوئے۔ اقبال عیش کی سرسبزی اس کے دربار میں پاتا تھا اور نصرت رُخسارے کی تازگی اس کی تلوار کے سبزہ زار میں مشاہدہ کرتی تھی۔ حملہ۔ ہیبت۔ نفاذ حکم اور طاقت کی تکمیل ایک سے ہزار گنا بڑھ گئی۔ اور دُنیا کے بادشاہ اور سلطان اس کی سیاست کے رعب سے ۶۳ اپنی عمر کی شاخ ہر بید کے پتوں کی طرح تیز بادِ خزاں سے لرزاں تھے۔

(۱) اگر قیصرِ روم کے اندر تیرے غصّے کی ہیبت ملاحظہ کرے۔ اور اگر خاقان چین میں تیرے نام کی شُہرت سُن پائے (۲) تو ایک (قیصر) خنجر اور تیرے کی بجائے تیرے غصّے کو اختیار کرے۔ اور دُوسرا (خاقان) بجائے مُہر اور دستخط کے تیرے نام کو قبول کرلے۔

ابن علقمی نے پوشیدگی کے پردے میں بیوفائی کے ارادے سے فلک شکوہ بارگاہ ہلاکو میں ایلچی بھیجا اور ایل خاں کے دل میں اخلاص عبودیت اور بغداد کی سلطنت کی شان بیان کرنے کے بعد خلیفہ زمان کی صورت کی بُرائی کا اظہار کیا کہ اگر پادشاہ اس علاقہ (بغداد) کی طرف ارادہ کی باگ پھیرے تو بغیر اس کے کہ لشکر کشی کی جائے قیام کی ترتیب اور صف آرائی کی ضرورت ہو تو پھر نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی تکلیف کا کیا ذکر ہے وہ مملکت بغداد کو حوالے کردیگا" اور اس بیان کو معقول دلائل کے ساتھ پختہ کیا۔

ہولاکو خاں نے سر نشتہ اس پیغام پر زیادہ اعتبار نہ کیا اور نیز بغداد کی مضبوطی، اس کے لشکروں کی کثرت اور اسلحہ اور سامان جنگ کی بہتات، ساتوں اقالیم کی وسعت میں پوری شُہرت پائی تھی اور مکانات اور گلی کُوچوں کا اتصال اور قربت، اور محلات اور بازاروں کی تنگیاں۔ ایسے ان گنت لشکر ایلخاں کے گذرے۔ جس کے خدام اور گھوڑوں کے قدام

Marfat.com

اور لشکر اور اُونٹوں کی بھیڑ سے دُنیا کے میدانوں کی وُسعت تنگ نظر آتی تھی۔ استحکام ظاہر کرتی تھیں۔ اور پادشاہ جہان حاتم آخر الزمان اوکتائی قاآن نے ابتدائے جلوس میں دو دفعہ جورماغوں کو شیطان اور دیووں جیسے مغلوں کے نڈر اور خونریز لشکر کے ساتھ خلیفہ الناصر الدین اللہ کے عہد میں ۶۲۴ھ بھیجا تھا۔ اس تاریخ کو ایک لاکھ ۴۴ ہزار سوار شہر اور علاقوں میں مقرر اور مرتب تھے۔ خلیفہ مستنصر مدافعت اور لڑائی کے لئے مقابل ہُوا اور جورماغوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔

یہ خبریں ہلاکو خاں کے کانوں کی گہرائی میں جائے گیر اور ذہنوں کی تختیوں پر نقش ہوگئی تھیں۔

پادشاہ نے ابن العلقمی کے قاصد کو نوازا اور اعتماد کی رسیوں کی مضبوطی اور موافقت کی بنیادوں کی پختگی کے بارے میں مزید یقین طلب کیا وہ متواتر ایلچیوں اور مخبروں کے ذریعہ حضرت ایلخاں کی امداد اور خاطر اشراف کے اطمینان کو ثابت کرنے والے خطوط اور دلائل بھیجتا اور پیغام دیتا کہ "میں لشکریوں کی جاگیروں کو اپنے وفا اور حسن عہد کی رسیدگی طرح کاٹ ڈالونگا اور خلیفہ کے ساتھ طریق تصنّع اختیار کرونگا چاہیئے کہ جہانگیر پرچم کے ہمراہ اور نُصرت اثر جھنڈے دشمنوں کے دل کی طرح۔ اس طرف بغداد کے ارادہ سے جنبش اور حرکت کریں۔

ہلاکو خاں نے اس ارادہ کی پختگی اور اس سلطنت کے زوال کے بارے میں مولانا نصیر الدین کی رائے سے انکشاف کیا اور احکام علم نجوم کی رو سے مشورہ حاصل کرنا چاہا۔ اس نے ستاروں کی جنتری، طالع کی سیر، نظر کی تحقیق اور سعود کے اتصالات کے ملاحظے کے بعد عرض کیا کہ "اس علاقہ کی فتح کسی مزید تکلیف کے برداشت کرنے کے بغیر فتحمند لشکر کے لئے پر میسّر ہوگی اور خلافت اور امامت کی مدت ختم ہوگی۔ اگر قضا و قدر کی صورت ان کے موافق ہو تو پادشاہ کی حکومت کی برکتوں کے اثر سے ہو سکتا ہے۔

(ہلاکو) تو پاک ہے، منزہ ہے، دانا ہے "جانتا ہے آنکھوں کی چوری اور سینے کے مخفی رازوں کو" کیونکہ اس کے قدیم ملک کی سرائے میں اکثر بصیرت والے علما ہیں تو باوجود فضیلت "اس نے پیدا کیا انسان کو اور سکھائی اس کو قوت بیانی" کے۔ استفسار اور استفتاء کے وقت جواب کے صفحے کے رخسارے پر واللہ اعلم بالصواب (کی) سرخی ...

بجھر دن کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے) کی خوشبو لگا دیتے ہیں۔ اور اگر عیسےٰ علیہ السلام کے معجزے والے طبیب ہیں جو کہ اجسام اور ارواح کی سلطنت کے بادشاہ ہیں مثلاً مریض کا حال بیان کرنے کے بعد اور معالجات کے اثناء میں الشافی ھو (شفا دینے والا وہی ہے) کے گلاب کو نعمتِ صحت کا لانے والا سمجھتے ہیں۔ اور اگر علوم نجوم کے ماہر ہیں جو میدان افلاک کے سیاح اور کرۂ خاک کے ممالک کے ہندسہ دان ہیں تو فکر کی سلائی سے اپنے احکام کے تختہ پر سوائے نقش وَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ (اللہ کو علم ہے اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جن کو سوائے اس کے کوئی اور نہیں جانتا) کے کچھ بھی نہیں لاتے ہیں۔

ہلاکو خاں نے مضبوط دل اور فراخ ضمیر سے لشکر کے حرکت کرنے اور کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔ ہمدان سے خلیفہ کی خدمت میں ایلچی بھیجا اور ان چہاروں میں سے ایک کی حاضری کے لئے استدعا کی۔ دوادار کو چاہے یا داروغۂ شراب خانہ یا وزیر یا سلیمان شاہ۔ آستانہ خلافت کے ارکان نے محی الدین ابن جوزی کو بھیج دیا ایلخان سخت ناراض ہوا۔ سوغونجاق کو اربل کے راستہ سے ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا کہ دجلہ کو عبور کرکے تا بجوک کے ساحل کر بغداد شہر کی طرف سے [illegible] کرے۔ اور ان کے پیچھے سے شاہی [illegible] حرکت میں آیا۔

ادھر سے ابن العلقمی (وزیر) کو جب معلوم ہوا کہ مکر کے تیر مقصود کے نشانہ پہ بیٹھ گئے [illegible] اور گمراہی کے شیطان کی فتنہ انگیزی کی رسیاں [illegible] اور [illegible] کے صندوق کا [illegible] کھول دیا پادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے [illegible] اور [illegible] کا گروہ [illegible] کے اخلاص اور اطاعت کو داغ صدق اور یقین کے [illegible] رکھتے ہیں [illegible] اس کو [illegible] سے رکھے [illegible] کی [illegible] مال کی فراخی اور قدرت اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی ہوا کے قاصد [illegible] تمام [illegible] حاصل کر لیا ہے۔ اس قدر مال کا ہر سال لشکر کی تنخواہوں اور جاگیروں کو لشکر کے رئیسوں اور سرداروں پہ خرچ کرنا [illegible] اور دور [illegible] فلک کے تقاضا سے دور معلوم ہوتا ہے۔ اگر امیر المؤمنین اجازت دیں تو لشکر کے سرداروں [illegible] کو ایک [illegible] مقرر کر دے اور کسی ایسے کام کے ساتھ [illegible] مال [illegible] خوش ہو۔

خلیفہ نے [illegible] بالکل [illegible] کے لئے شورش اور [illegible]

Marfat.com

خلاف تھی۔ مکّار وزیر کی رائے کے ساتھ متعلق کر دیا۔ ع: افسوس ہے اس پر جس کی غمخواری غم کرے"۔ اور خود خوش آوازوں کے سُننے، موتیوں جیسی کنیزوں کے ساتھ شراب پینے اور خوبصورت بے ریش لڑکوں کے دیدار کرنے اور طرح طرح کے عیشوں میں لذّت حاصل کرنے کے لئے مشغول ہو گیا۔ گورے رنگ کی دوشیزہ عورتوں کے دانت چوسنے کی وجہ سے ملک اور تیز تلواروں کے انتظام پر توجّہ نہ کی اور "قول راست" (راگ) قبول کرنے میں مخالف کی پردہ سازی (راگ) سے گریز کیا۔ بوجہ رائے کی کمزوری کے عاقبت اندیشی کی برکت نے اس سے روزگار سے کنارہ کر لیا اور بوڑھے آسمان نے یہ شعبدے اور بد انگیختگی اپنے کام کے انجام کیلئے کس کے ساتھ نہیں کی ہے

تم حق کے مصر کے عزیز ہو۔ اپنی ہمّت کے یوسف کو زلیخا کی تہمت سے ...

ابن علقمی کلمۂ (اتحاد) کی تفریق میں، اُمرا کی جماعت کے پراگندہ کرنے اور لشکر سے ... ولانے کی کوشش میں مشغول ہو گیا تھوڑے سے عرصہ میں اکثر لشکر و افراد میں قوم "سبا" کی نعمتوں کی علیحدگی حاصل ہو گئی۔

اور معلوم رہے کہ بکھری ہوئی چیزوں کا پرونا اور متفرقات کو جمع کرنا دشواری کی گرہ رکھتا ہے لیکن منظم چیزوں کا بکھیرنا اور جمع کی ہوئی چیزوں میں تفریق کرنے کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مثلاً ایک شکاری کہ شکار کی راہ میں۔ ہر حیلے سے جو طبیعت میں رکھتا ہے۔ دانہ بکھیرتا ہے اور جال پھیلاتا ہے اور خود گھات کے مقام پر بیٹھتا ہے یہاں تک کہ پرندے جال کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور آرام پاتے ہیں۔ پھر صرف اس بات سے کہ ایک شخص تالی بجائے یا بے وقت آواز دے۔ دفعتہً دامگاہ سے اُڑتے ہیں اور تمام کوششیں رائگاں اور ندامت عام ہو جاتی ہے۔

ہلاکو خاں نے مقررہ میعاد اور عین انتظار کے وقت پر سعود ستارے ... کی خوشخبری کے ساتھ ۶۵۵ھ اپنے لشکر سے جنبش کی اور ایک لشکر ... ٹکرانے والی رکاب کی غلامی میں جو دریا کی طرح جوش مارتا ہوا ... تھا روانہ ہوا۔ لشکر ایلخانی کے ارادہ کی شہرت جو آسمانی عذاب اور مصیبت کی علامت تھی۔ بغداد پہنچی۔

وارثِ خلافت (خلیفہ) کے دربار کے مقربوں نے جو کہ ہاتھ کے لگائے ہوئے بو... اور

مہربانی کے کسان کی کھیتی تھے دواتی اور شرابی جیسے لوگوں نے جناب امام کو اس غفلت، سستی
کسل پن اور بے احتیاطی پر ملامت کی اور مبالغہ کے ساتھ بیان کیا:۔ کہ جہان میں تاتاریوں کے
لشکر کی سطوت اور غلبہ کی قوت مشہور اور معروف ہے۔ اور بوڑھے اور جوانوں کے کانوں
کے سوراخ اُن کے جہانگیری دبدبہ سے گونج رہے ہیں۔ اب انہوں نے اس علاقہ کے فتح
کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اگر یہ خبر تحقیق ہو جائے اور یہ گمان یقین تک پہنچ جائے تو سوائے
کثیر لشکر اور پوری تیاری کے مقابلہ کرنا طاقت کے مقام میں نہیں آتا اور جب پانی سر سے
گذر گیا پھر حیرت کے گرداب میں ہاتھ پاؤں مارنا سلامتی کے لئے مفید نہ ہوگا۔ اور دانا
پرندہ جو ہوا کی فضا سے پنجرے کے قید خانہ میں پڑ گیا جس قدر کشائش کے شگاف کی آرزو
میں پنجرہ پر زیادہ سر مارتا ہے اور ہر لحظہ روتا ہے اس کی مصیبت اور تکلیف بڑھ جاتی ہے
لہٰذا مصلحت سے زیادہ نزدیک یہ ہے کہ مہمات کی رعایت میں بے پروائی روا نہیں رکھنی
چاہئے اور اپنے کام کے اطراف کو ناگزیر واقعات پیش آنے سے پہلے اکٹھا کر لیا جائے۔ کیونکہ
سلطنت کا قیام، دولت کا نظام، اور امن کا شمول، حال کی خوشگواری اور رعیت کی فارغ البالی
بغیر تیز تلوار، درست فکر، پوری احتیاط، اور کامل کوشش کے ممکن نہیں۔ اور عاقل جس کی
توفیق مددگار ہو، اور ہوشمند دانا جب قدّاحہ اور مقدّحہ (چقماق کی اوپر اور نیچے کی دو لکڑیاں
یا پتھر) کی رگڑ اس کے کانوں کے سوراخ میں جائے گیر ہو گئی ہے تو وہ بلند آگ کے پیدا ہونے
کی فکر کرتا ہے اور جب دُور سے سراب کی صورت کو مشاہدہ کرتا ہے تو گہرے دریا کی چوڑائی
صـ ۶۸ اور پہاڑ جیسی موجوں کی صورت خیال کے سامنے لے آتا ہے۔ اور غافل نادان اور بیکار
سُست آدمی جب تک آگ کے شعلوں کی لپٹ اس تک نہ پہنچے رہائی کے لئے کوئی چارہ
نہیں تلاش کرتا۔ جب تک کہ گہرے سمندر میں پانی کے جانور کی طرح غوطے نہیں کھاتا گھاٹ
اور ساحل کی آرزو ان کے دل میں نہیں آتی۔ ان کے حملہ سے پہلے مدافعت کے اسباب
مہیا کرنے، پراگندہ لوگوں کے جمع کرنے اور عساکر کو اکٹھا کرنے کا۔ نواح اور مضافات سے
حکم دینا چاہئے۔ اور وزیر کے قول پر زیادہ اعتماد نہ کیا۔ اور یقین جانا کہ اس (وزیر) کا
مقصد اجتماع کی پراگندگی سے ہے اللہ تعالےٰ اس کے تفرق کو کبھی نہ جمع کرے (بد دُعا)
اس کی سازش تھی۔ اور رائے کا اختلاف عدم نظام کو پیدا کرتا ہے۔ اور پورا کرنیکا ارادہ
اپنے دل میں رکھے ہوئے ہے۔ اور (وزیر) اس سخت مصیبت اور واقعہ کا اللہ تعالیٰ

(وزیر) کی طرف اُن (مصائب) کے مکر کو پھیرے" کا منتظر ہے۔

جس قدر ناصحانِ مشفق نے ۔۔۔ آل عمران کے درس میں سے ان طولانی نصیحتوں کی سُورۃ جو آگ کی تیزی سے ڈرانے والی تھیں اسکے سامنے پڑھیں۔ اور گابوں میں ہ گائے ل جل گئی" کے شک کا ازالہ کرتا تھا اور "اپنے ہاتھوں سے (اپنے آپ کو) ہلاکت میں نہ ڈالو" کی آیت پھر پڑھتا تھا۔ مگر ازلی حکم کی ابتدا تقدیر کے ہتھوڑوں سے پُشت فکر کی پُشت کو توڑتی تھی اور خلیفہ کی آنکھوں کو اپنے لشکر کی بحث کے مضمون میں فکر کرنے سے اندھا کرتی تھی۔ خلیفہ نے غرور اور غفلت کے خواب میں آرام طلبی اور سرور کے بستر پر پہلو ڈالکر اور کانوں کو نصیحت سُننے سے بہرہ بنا کر وزیر (ابن العلقمی) کے ساتھ مشورہ طلبی کا قرعہ ڈالنا اور اس کے بدانجام فریب کی بات کو جان سے خریدنا اختیار کیا۔

مثل ہے کہ پاسبان کی نیند۔ چور کا بیدار بخت ہوتا ہے۔ خاص کر جب چاند کی روشنی امداد کرے۔ اور طبیب کی لغزش اور سہو بیمار کے لئے دُوسرا مرض بن جائے۔ پس کیونکر ہوگی یہ حالت بُحران کی رات میں۔ افسوس کہ جب پردہ تقدیر کے پرے سے کوئی مصیبت مظہر وجود میں آنا چاہتی ہے تو اس کے اسباب بالضرور ۶۹ ع آسمان سے برستے اور زمین پر اُگتے ہیں۔ اور حُسن تدبیر، دانا آدمیوں کے فکر کی لمبائی مددگاروں کی کثرت اور طاقتور لشکر کے بازو کا زور اسی طرح کوئی تاثیر نہیں کر سکتا۔

ابن العلقمی نے اس سخن کو بے وقعت بنا دیا اور طرح طرح کے مکر سے ان کو غافل کر دیا اور کہا کہ مغل لشکر کو بغداد کا مقابلہ کس طرح میسّر ہو سکتا ہے۔ اگر عورتیں اور نابالغ بچے مکانات کی چھتوں سے پُختہ اینٹوں کے ساتھ، مدافعت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تو تمام (لشکر) کو محلات کی تنگ گلیوں اور کوچوں میں "۔ جب تک کہ وہ خبر پائیں ملیا میٹ کر دینگے"۔

نازو نخوت اور غرور و تکبر" مستعصم کے مزاج پر غلبہ پا گیا تھا اور عقل کے حریف کا ہاتھ پھر گیا تھا۔ خلوت کی بساط میں اپنا رُخ حسینوں کے رُخ کے مقابل کر دیا وزیر بھی فریب کے پیادوں کے ہنکانے اور حیلہ کے منصوبوں کے گھڑنے میں مشغول ہوگیا کہ کس طرح مُلک اور دین کے مضبوط حصار اور قلعہ کا "فرزین بند" (رات) کھولے۔ اور کس وقت دانائی کے گھوڑے اور مکر کے ہاتھی سے اس (خلیفہ) کو "شاہ مات" دے۔

Marfat.com

پوشیدہ طور پر خلیفہ کے حالات کا علم اور بادشاہ کے مقامات اور حرکت کی کیفیت کی خبر حاصل کرتا تھا کہ ناگاہ خبر پہنچی کہ سوغونجاق ۔ تابجو اور ایلخانی بہادروں کے لشکر کا ایک گروہ مغربی طرف سے بغداد کی طرف متوجہ ہیں خلیفہ نے فتح الدین ابن الکرو اور مجاہد الدین ایبک المستنصر الدویدار الصغیر کو دس ہزار سوار کے ساتھ اُن کی مدافعت کے لئے روانہ کیا۔ اور جب دونوں لشکروں میں ۔ باہم یکجا ہونے کی وجہ سے ۔ کام لڑنے کی حد تک پہنچ گیا۔ اور روبرو ہونا، پل پڑنے اور مقابلہ لڑائی سے بدل گیا تو پہلی دفعہ یک دم مغل لشکر شکست کھا گیا اور فتح الدین کہ جہاندیدہ مرد تھا اور زمانہ کے واقعات کی گرد اس کے سر پر بیٹھی ہوئی تھی اور کافور جیسے دن اور عنبر کی سی رات والے زمانے نے اس کے عنبریں بالوں کو تجربوں کے کافور کی خوشبو سے بدل ڈالا تھا حنث نے کہا کہ :" اس مقام پر ثابت قدمی دکھانی چاہئے اور ان کے پیچھے سے اُن کا تعاقب نہیں کرنا چاہئے" اور حالات کی اطلاع کے لئے ایک قاصد خلافت کی درگاہ میں روانہ کیا دوادار ۔ جو کہ جوانی کا ناز جنون کے حد سے بڑھ جانے کے ساتھ جمع رکھتا تھا۔ نے اس رائے کو ایک قسم کے ٹالنے پر محمول کیا۔ اور جواب دیا کہ :" امیر المؤمنین کے احسان اور نعمتوں کے حقوق کا تو اس طرح بدلہ دیتا ہے کہ حضرت خلافت کے دشمنوں کی ایک دن کی مدافعت میں سستی اور تھکان ظاہر کر دی۔ مصلحت یہ ہے کہ فی الفور قبل اس کے کہ اُن کو کمک پہنچے ۔ ہم اُن کا تعاقب کریں اور دل کو اُن کے فکر سے فارغ کریں۔"

فتح الدین دوادار کی رائے کی سستی، نفس کی جہالت، خود رائی اور بیہودگی سے غصے ہو گیا اور لشکر کو ایک دم عذاب ناگہانی کے پیچھے دوڑنے (تعاقب کرنے) کی ترغیب دی اور دجیل کے مضافات میں ایک دوسرے سے مقابلہ کا اتفاق ہوا۔ فوراً لڑائی کی صف کو برابر کیا۔ فتح الدین ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور لوہے کے قفلوں سے اس گھوڑے کی ٹانگوں میں فلخال ڈالدیئے تاکہ بھاگنے کا وسوسہ دل میں نہ کھٹکے اور خاطر کی باگ نہ موڑنے پائے ۔ اس روز خوب ایک دوسرے پر حملہ کیا اور جنگ کی بساط کو برابر سرا بر اُٹھایا۔ اور فریقین ایک دوسرے کے مقابل اُتر پڑے، لشکر مغول نے رات کو دجلہ کے پانی کو بغداد کے لشکر پر کھول دیا۔ جب قضائے قدر کے پانی بھرنے والوں نے رات کے تاریک کنوئیں میں سے سنہری رسّی والے ڈول کے ساتھ سفیدئی صبح کے پانی کو کھینچا اور سبزہ زار آسمان کو سیراب کیا تو لشکر بغداد نرگس کی طرح خواب سے اُٹھا اور اپنے آپ کو نیلوفر کی طرح پانی میں ڈوبا ہوا پایا۔ ایک طرف سے

Marfat.com

وحشت کی خاک اُڑانے والا پانی دولت کی آگ پر خاک پھینکتا تھا اور دُوسری طرف سے صرصر اثر لشکر کے حملہ کی ہوا روشن اقبال کے پانی کو گدلا کرتی تھی یہاں تک کہ اکثر اس لشکر (بغداد) میں سے، کیا تو پانی کی کثرت اور غرقابی ہیں، اور کیا پانی کی مانند تلواروں کے زخم سے ملک ہلاک ہوگئے۔ اور پانی اپنی پُوری سنگدلی سے تیز زبان کے ساتھ اُن جوانوں کے خصائل اور قد پر پڑھتا تھا۔ ع۔ شمشاد اور سمن کو اس طرح سیراب نہیں کرتے ٭ فتح الدین اسی مقتل میں شہید ہوگیا۔ اور بہت تھوڑے آدمیوں نے جنہوں نے اس گرداب سے امان کا ساحل حاصل لیا، خون آشام تلوار کے خوف سے شام کی راہ اختیار کی۔

آخر کار دواتی تین آدمیوں کے ساتھ رہائی پا کر معمولی آدمیوں کی طرح بغداد آیا۔ اور خلیفہ کی خدمت میں اطلاع دی کہ سمندر کے خطرے والے میدان جنگ اور جنگ کے اژدہا والے سمندر سے دواتی کل تین اور آدمیوں کے ساتھ بچ کر اب بغداد پہنچ گئے ہیں۔

روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ نے مقام شکر میں تین دفعہ کہا "الحمد للہ علی اسلامة مجاہد الدین" (شکر ہے اللہ تعالےٰ کا مجاہدین کے بچ آنے پر) اور اسی طرح اس (خلیفہ) کی حماقت اور غفلت کی حکایت کی ہے: کہ "جب خبر پہنچی کہ ایلخانی لشکر کے نگہبان کوہ حمرین کے نزدیک پہنچ گئے ہیں تو جواب دیا کہ: وہاں سے کس طرح گذر سکتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ایسا لشکر جو اس علاقہ کی طرف متوجہ ہے دریا کی سطح پر سے موج کی طرح گذرتے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر عقاب کی مانند چلتے ہیں۔ سد سکندری کو مکڑی کا جالا کہتے ہیں اور لوہے کی زنجیروں کو سُورج کی کرنیں جانتے ہیں۔ اس کے گھوڑوں کے سُموں کے آگے حمرین کیا بنا سکتا ہے مگر ایک غبار اور اس لشکر کے تیز رو گھوڑوں کی ٹاپوں سے سوائے چنگاریوں کے کیا اُڑیگا ؎

وہ شخص مقصود کی گردن میں اپنے ہاتھ ڈالتا ہے۔ جو مصیبتوں کے تیروں کے
سامنے ڈھال ہو سکتا ہے "۔

ماہ ذی الحجہ ۶۵۵ھ میں جو عاشورے کی طرح لڑائی کا دن تھا (یعنی الحجہ کا مہینہ جس میں عید کا اور محرم ماتم کا مہینہ کہلاتا ہے) اور بغداد کے میدان (کربلا کے میدان میں امام حسین شہید ہوئے تھے) کی طرح رنج اور مصیبت کا محل ہے۔ اور زبان حال "واے واے" کر رہی تھی جب صبح کا جہان افروز نور مشرق کے افق کے کنارے سے ظاہر ہوا اور زندگی کا اثر اور قوت حسیہ حیوانات کے جسم میں جاری اور ظاہر ہوگی تو جوتوں کی علامتوں اور فرشتوں کی شکل والا

(رنگ کے فرشتے اعمال کے شیطان) اچانک بعقوبہ کی راہ سے عذاب اور سختی کے ساتھ، اور ضرب المثل کے مطابق "جیسا بھروگے ویسے بھرے جاؤگے" اور دولت و اقبال کے ہادی (خدا) کے سہارے کے ساتھ پہنچ گئے اور دجلہ کے مشرقی جانب سے اُترے اور فوراً باشندگان کا سکون و قرار اور امن و امان کُوچ کر گیا اور صبر و خواب کا مادہ۔ خلیفہ اور اہالی شہر کی آنکھوں اور دلوں کے آس پاس سے دُور ہو گیا اور نیند کا رُخ اور صحیح رائے محال ہونے کے پردہ میں چھپ گئی۔ اضطراب کی حالت میں فرمایا تاکہ دروازوں کو محکم کر دیا اور فصیل پر حاضر فوج کو تیار اور کمربستہ رکھا اور دواتیان، شرابی، سلیمان شاہ دیگر سرداران لشکر اور خاص غلاموں نے جماعت کی کثرت کے لئے بغداد کی عام پبلک میں سے ایک بڑا گروہ مختلف امدادی اسلحہ کے ساتھ بھیجا۔

دوسرے دن جبکہ سنہری پروں والا عنقا (سورج) اس گول سبز آشیانہ (آسمان) سے اُڑا۔ اور روئے زمین، اس کے بعد کہ مسکین کے گھر کی مانند تاریک تھا کامیاب لوگوں کے دل کی طرح روشن ہو گیا (تو لشکر نے) مبارک فال ایلخاں کا عقاب پیکر جھنڈا قہر کے ارادے سے فخر کی گردن کی طرح بلند کیا کہ لڑائی کی آگ، کا ایندھن بغداد کی ہلاکت تھا۔ بھڑک اُٹھی اور شہر کے اندر سے بھی، جیسا کہ سمندر کو پاٹ دینے کا ڈر دیتے ہیں، یا بازو کی قوت سے کوہ ثہلان کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ یا سُورج کو مٹی سے لتھیڑتے ہیں۔ اور زلزلہ کو صدمۂ پاؤں کو دبانے سے ٹھہراتے ہیں اور شعلہ برق کو آستین کے سرے سے بُجھاتے ہیں (یعنے محال کام کرتے ہیں) کار جنگ میں چُست و چالاک اور تیر اندازی، نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے آلات سے تیار ہو گئے تیر و پیکان کے پرندہ نے ٹیڑھے طلوع ہونے والے بُرج (کمان) سے اُڑنا اور عذاب کے عقاب نے قہر کا پنجہ کھولنا شروع کیا۔ محاصرے کی مدت کو کم کرنے کے لئے ابتدا ہی سے فلاخن اور توپیں چلانے کے لئے قائم کیں اور اعراب تقدیری (حرکت فرضی) کی طرح حالت نصب (توپ کا قیام) میں (دلشکر کشی) کے تابع ہو گئیں اور سوال مقدر کے جواب میں تیر کے ساتھ بحث جدال میں تیر کے ملتہائے سر تیر سے دیتے تھے (یعنی تیر چلاتے تھے) اس روز جب تک خورشید کا زریں لگام گھوڑا تقدیر کے شہ سوار کی ران کے نیچے سبز میدان (آسمان) کی سطح پر جولانی دکھاتا تھا۔ لڑائی قائم اور جنگ جاری تھی اور آسمانی ہوائی تیر، چھوٹے چھوٹے نیزے اور منجنیق اور فلاخن کے پتھر دونوں طرف سے نیک لوگوں کی دعا کے قاصد کی طرح، اوپر چڑھتے تھے اور قضا کے حادثوں کی طرح اُترتے تھے تمام مخلوق اندر اور باہر سے مقتول اور زخمی ہو گئی۔

Marfat.com

جب آسمان کی مشاطہ نے ع۔ شام کے بالوں کو ظلمت کا خضاب لگایا یعنی رات ہو گئی تو ایلخان نے کہا یہا شنک کہ لڑائی سے ہاتھ روک لئے۔ پچاس دن اس طریقہ سے شہر بغداد محصور تھا اور سختی اور عذاب کی امداد بیشمار تھی۔ چونکہ ابھی تک بہادری کے راہ کو طے کر رہے تھے حکم ہوا تاکہ پختہ اینٹوں سے جو شہر کے باہر تھیں۔ بلند پشتے اور اُونچے مقامات بنائیے ایسے کہ بغداد کے گلی کوچوں اور معظم چیزوں ... پر فائق تھے۔ اور منجنیقیں لگا دیں۔ اور پتھروں کے صدموں اور نیل کی شیشیوں کے شعلوں سے تمام شہر گرج کے شور سے برق کی چمک کی طرح پُر ہو گیا تیروں کے اولے کمان کے بادلوں سے برسنے لگے۔ اہالیان شہر عاجزی اور ذلتوں سے پامال ہو گئے۔ کیونکہ دریا دجلہ جو بغداد کے اندر۔ کہکشاں ملک کی نہر کی طرح جو آسمان کے درمیان جاری ہے۔ ایک طرف سے اس نے گھیر لیا تھا اور فرار کی راہ بند کر دی تھی اور دُوسری طرف سے بادشاہ کا آگ کی طرح کے حملے والا لشکر۔ جو مصیبت کا پُر امواج سمندر تھا۔ انتقام لینے کے لئے کھڑا تھا۔ اس حالت میں مجدالدین محمد بن الحسن بن طاوس الحلی۔ سدیدالدین یُوسف بن المطہر اور شمس الدین محمد بن العز نے ایک قاصد کے ذریعہ ایک خط ہلاکو خان کی خدمت میں بھیجا۔ جو اس بات کی خبر دینے والا تھا کہ ہم تابع اور مطیع ہیں۔ کیونکہ اپنے بزرگوں یعنے بارہ اماموں کی حدیثوں سے خصوصاً امیرالمومنین حضرت علیؑ، دلیر، سخی، سردار بہادر، آگے بڑھنے والے "اے خدا دوست رکھ اس کو جو اُسے دوست رکھے۔ اور دشمنی کر اس سے جو اس کے ساتھ دشمنی رکھے" کی دعا سے مخصوص، علم سے بڑے بالو سے صاف چندیا والے، فصیح، بلیغ، فخر کے دامن کو کھینچنے والے، ذوالفقار (تلوار) کے مالک بزرگیوں کے پھیلانے کے ذمہ وار، نماز کے اندر انگوٹھی کی خیرات کرنے والے، بہادری اور حلم کے قطب۔ علم کے شہر کے دروازے، بہت دینے والے، غلطی سے دُور، شگفوا پر ندسے زیادہ سچے، اور اگر حجاب قدرت اُٹھا دئے جائیں تو میرے یقین اور ایمان میں زیادتی [illegible] کے قائل سے ہمیں اس طرح معلوم ہوا ہے کہ تم اس علاقہ کے مالک [illegible] (خلیفہ) قبضۂ اقتدار میں گرفتار اور گردن کشی کے دہنۂ لگام میں مؤدب ہوگا۔

ہلاکو خان نہایت خوش اور بشاش ہو جاتا ہے اور خلعت خاص اور اُن کی حاضری کا حکم دیتا ہے اور تکلہ اور علاؤالدین عجمی کو نگہبانی کے لئے وہاں (حلہ) بھیج دیتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے اہل حلہ نے سلامتی کا لباس پہن لیا اور دوستی کا مزین جام پی لیا۔ خلیفہ بدستور [illegible]

:

Marfat.com

دشمن، بیگانہ سے زیادہ دُور کے دوست۔ پوشیدہ طور پر دشمنی اور ظاہرہ دوست اور کام (لڑائی) کے سود و زیان سے واقف (ابن العلقمی) سے اس واقعۂ مشکل کی گرہ کشائی، اور اس ہولناک مصیبت کے تدارک کے بارے میں صحیح رائے دریافت کرتا تھا کہ اس درد کا کیا علاج ہے؟ اور اس مصیبت کے زمانے میں" جو کہ عام ہے اور اچھی نہیں ہے" عدے کی صفت رکھتی ہے ہاتھ پکڑنے والا اور مددگار کون ہے یہ کہتا تھا اور روتا تھا ے ۔

(۱) میری آہ جو ہر سحر کو آسمان کی چھت میں آگ لگاتی ہے۔ آفاق کو دل کے دھوئیں کی اطلاع دیتی ہے (۲) میرے آنسو جو ہر وقت آنکھوں سے دامن میں ٹپکتے ہیں فرات کے چڑھاؤ کو بطور قرضہ مدد دیتے ہیں۔

وزیر نے تقریر کی کہ "مغلوں کا لشکر انتہا نہیں رکھتا اور شہر میں وہ لشکر (ہمارا) جس سے دشمن کو ہیبت دی جا سکتی ہے نہیں ہے۔ غلاموں اور اس قدر مخلوق نے بیحد عاجزانہ کوشش حرکت اضطراری کی طرح دکھائی۔ آج کے بعد مدافعت ممکن نہ ہوگی۔ اور اُن کا غلبہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے امداد اور اسباب انہیں زیادہ حاصل ہوتا جاتا ہے اور اہالیان بغداد کا ثابت قدمی کے دامن کو مضبوط پکڑنا ہر لحظہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اطراف کی بہتری اور انجاموں کی سلامتی کی تدبیر یہ ہے کہ امیر المومنین بموجب "اتزکوا لترک" (ترکوں کو چھوڑ دو) کے ترکوں کی لڑائی کو ترک کر دیں اور موافقت اور مصالحت کا سامان تیار کریں۔ اگر وہ طریقۂ ما تدکو کم (جب تک وہ تم سے نہ لڑیں) کو اختیار نہیں کرتے" کیونکہ وہ سخت عذاب والے ہیں" (مگر) غالب دشمن کے ساتھ تواضع اور عاجزی کرنا خردمندوں کا کام ہے اور حسن مدارات اور لطف نرمی ملک کے نام و ناموس اور دولت کی آبرو کے لئے ہوشمندوں کا شیوہ ہے ے

میں نے کہا کہ تیرے خیال میں میرا تمام نام و ننگ چلا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ نام و ننگ تیرا کب تھا؟

علاج درست اس طرح ہوگا کہ خوشی اور رضامندی سے بغیر تردّد اور سُستی کے امیر المومنین بہت جلدی ہلاکو خاں کی خدمت میں چلا جائے کیونکہ ایلخانی حرکت کا باعث مال اور پسندیدہ اشیاء کی تحصیل کی طمع ہو سکتا ہے۔ جب خلیفہ منظور رکھتا ہے تو اُس کے قواعد کی پختگی کے بعد حسن تدبیر سے تقویت کی بنیاد کو سمید حیانہ (قرابت) سے مستحکم کرتے ہیں اور نُصرت اور امداد کے اسباب ملک کے پھیلانے میں کثرت دکھاتے ہیں تاکہ ہلاکو خاں کے خاندان کی ایک لڑکی امیر المومنین

Marfat.com

خلف الصدق (شہزادہ) کے لئے نکاح کی رسّی میں آجائے اور امامت کے سمندر کے سیپ میں سے ایک موتی اس (ہلاکو خاں) کے لڑکے کے ازدواج کے ہار میں بغیر کسی کوتاہی کے منسلک ہوجائے۔ اوران مقدمات سے دین اور ملک کا میدان باہمی شرکت کا نقش اختیار کرے۔ اور سلطنت کی دولت اور خلافت کی حشمت متحد ہوجائے اور اس صورت میں اتنے ہزار مسلمانوں کا خون دیال محفوظ اور مامون ہوجائے اور خلافت کی عظمت بامراد بادشاہ کی پشت پناہی سے روزافزوں ہو۔"

خوف وڈر کا سیلاب خلیفہ کے دل میں اس طرح جاری تھا کہ حق کی باطل سے تمیز اور سچ اور جھوٹ میں کا فرق اس پر مبہم ہوگیا۔ جب ان کلمات کا ظاہر اسباب کی موافقت اور وسائل کے حصول کے فرض کرنے پر مصلحت کے موافق نظر آیا تو (خلیفہ نے) اس قضیہ میں نقیض شرط (عدم صلح) کو تصوّر کئے بغیر جزا کی صحت (حفاظت جان ومال) کا حکم دیا اور دشمن کے فکر کو سچ مان لیا۔

یقیناً ہر کم عقل شخص جو دشمن کی خوشامد سے فریفتہ ہوجائے مصیبت اس کے لئے سزاوار ہے اور ہر وہ شخص جو ہوشیاری اور حفاظت کے پہلو کو بیکار چھوڑ دیتا ہے۔ لازماً آخرکار اپنے کئے سے غمزدہ، سوگوار، دل خستہ اور زخمی دل ہوجاتا ہے چونکہ خلاصہ یہ ہے چونکہ مستعصم کی سلطنت کا دن عباسیوں کا شعار (لباس جو سیاہ رنگ کا ہوتا تھا) رکھتا تھا اور اس کی رائے ظاہر میں تکالیف کے رہنما کی تابع اور بیروقتی اور بیچاپیچ زمانہ سے امداد اور کفایت کی طالب تھی۔ غیر موجود اسباب اور نتائج پر بھروسہ کرنے والا اور ناپسندیدہ ذرائع سے طالب نصرت اور منصب خلافت کی نسبت نرم خوابگاہ پر رضامندی اس پر اعتماد کرنے والا اور قوی پشت تھا کہ صرف مالی اسباب سے ہمیشہ نصرت یافتہ اور مقصود پر قادر رہوگا اور یقین رکھتا تھا کہ ابن العلقمی کے ارشاد سے ہدایت یافتہ اور راہ راست کا پانے والا ہوگا اور ایلخان کے حملوں کے شر سے ہارون علیہ السلام کی طرح موسے علیہ السلام کی پیروی سے محفوظ رہیگا۔ بروز اتوار ۴ ماہ صفر ۶۵۶ھ ... دن جس دن منہ کھلے ہوئے اور چہرہ پر ہوائیاں اُڑتی تھیں" اور رقاص ہلاکتوں کی چنگاریاں عام تھیں" وہ دن جس کا شر ہر طرف پھیل رہا تھا" اپنے دونوں فرزندوں ابوبکر اور عبدالرحمٰن اور داناؤں کے بڑے لشکر، سلطنت کے خیرخواہ، دربار کے مقربین، لشکر کے سرداران اور خاص غلاموں اور خادموں کے ہمراہ۔ سوار ہونے کا ارادہ اور ایلخانی دربار کی طرف توجہ کی۔

Marfat.com

اور "ہٹو، بچو،" کہتے ہوئے شہرستان عدم کی بڑی راہ یعنے بغداد کے پھاٹک سے باہر نکل گئے
جب فصیل کے نزدیک۔ جوان کی لُغت میں کریاس (بارگاہ) سے عبارت ہے پہنچے تو مجمع کی
کثرت کو اندر آنے سے مانع ہوئے۔ خلیفہ اور اس کے لڑکے کو دو تین خادموں کے ساتھ
باریابی بخشی۔ اور خیمہ میں جو ظرف زمان" کی طرح وسیع تھا ٹھہرایا۔ سلیمان شاہ، دوانی اور
شرابی۔ چند خواص کے ساتھ یا سا کے ساتھ مخصوص ہُوئے (قتل کئے گئے)

صبح کے وقت جب زلیخا کے ترنج (سورج) کو طبق افق کے کنارے پر رکھا اور نُور کی چمک
کے شعبدہ باز ہاتھوں نے ستاروں کے مُہروں کو سیمابی بساط (آسمان) کے اُوپر سے چُنا
ایلخاں نے لشکر کو حکم دیا کہ لُوٹ اور تاراج کی آگ بغداد اور جو کچھ اس میں ہے کو لگا دیں
سب سے پہلے انہوں نے جو فصیل "میں بنا دونگا تمہارے اور یاجوج ماجوج کے درمیان ستد
فاصل" کو پڑھتی تھی۔ اور وہ خندق۔ جو عقلمندوں کے فکر کی گہرائی کی طرح عمیق تھی۔ کو
سڑک کی زمین کے برابر کر ڈالا۔ اس کے بعد بھُوکے شاہین کی مانند جو کبوتروں کی ٹکڑی
پر پڑتا ہے۔ یا ظالم بھیڑیئے کی طرح جو بکریوں کے باڑے کو نہایت غنیمت شمار کرتا ہے۔
مطلق العنان اور بے لگام شہر میں پل پڑے۔ قتل کی امداد اور خُونریزی کی کثرت کا خوف اس
حد تک پہنچا کہ مقتولوں کے خُون سے ایک ندی دریائے نیل کی طرح "خون کے پانی سے
ہ نکلی اور" وہ ہلاک کرتا ہے کھیتی اور نسل کو" بغداد کے اموال اور ذخیروں پر پڑھی گئی۔ خاص
خزانوں اور دار الخلافہ کے حرم محترم کو لُوٹ کی جھاڑو سے صاف کر دیا اور قہر کے ہتھوڑے سے
اس کے کنگروں کو شہر مساروں کے سر کی طرح آگے گرا دیا۔ مکانات اور محلات جن کے ایوانوں کی
شرم سے بہشت بریں کی کھڑکیاں اور تخت قصور سے قصور دار تھے اور نزاکت کے زیور سے
معرا تھے گلی کی زمین کے برابر ہو گئے۔ اور زبان حال سے گویا یہ آیت "کس قدر انہوں نے
چھوڑے ہیں باغ، چشمے، کھیتیاں اور نفیس مکانات" پڑھ دی ہے

پرویز جو کہ دستر خوان پر زریں ترنج سونے کے ورق اور خوشبودار ادویہ کھتا تھا
اب خوان پر۔ زرین ترنج کہاں ہے جا، آیت "کم ترکوا" پڑھ۔ (اوپر والی آیت)
حادثات اور مصائب کے جاری ہونے کے قلم نے دیواروں کی سطحوں۔ اور آسمان نما بلند
چھتوں پر "یہ مکانات رہنے والوں کی شرافت اور سرداری کی گواہی دیتے ہیں" لکھتا تھا۔
سنہری اور جڑاؤ فرش اور پردے۔ چھولوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے اور لے جاتے

Marfat.com

تھے۔ حرم بزرگ کی پردہ نشین عورتوں کو قطعہ
اُن کی کنیزوں کے کانوں تک رسائی نہیں پائی جب تک کہ کافور کی مانند سفید موتی نے اپنے نام لالا (روشن۔ نام غلام) نہیں رکھا (۲) اُن کی حرمت کے حریم (چاردیواری) میں مگر پوشیدگی سے چاند نے اپنا گاگونہ ہاتھ گُل رعنا کے منہ پر نہیں لگایا (۳) آفتاب نے ان کی حرم سرائے میں آمدورفت کا ارادہ نہ کیا مگر جب تک کہ ناموں کے بنانے والے نے اس کو مونث کے نام سے موسوم نہ کیا (آفتاب عربی میں اسم مؤنث)

۶۹ جب بُتوں کی زُلفوں کو بالوں سے گھسیٹتے ہوئے گلی کوچوں میں لے آئے اور اُن میں سے ہر ایک لشکر تاتار کے ایک دیو کے قبضہ میں آگئی اور روشن دن اُن عزت کی ماؤں کے پاک دامنوں کے سامنے تاریک ہوگیا۔ ایک ہی ساعت میں یوم قیامت کا زلزلہ سلامتی کے شہر (بغداد) میں ظاہر ہوگیا۔

اُس ملک نے جیسا کہ خاقانی شروانی کا شعر اس کے اوصاف کے مناسب آتا تھا (یہ بہشت ارم ہے اور جہان کے بہترین شہروں میں سے ہے دوسرا کعبہ ہے اور چھوٹا دار السلام بہشت ہے)۔ اُس لشکر کے ذریعہ سے جو جلانے والی بجلی کی طرح کی آتش قہر اور صرصر کی ہیبت رکھتا تھا اس نے "بہت سے گاؤں ایسے ہیں جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا" کی صفت پائی۔ خوشی کے محلّات اور تخت کی کمینگاہوں کو خراب اور ویران کر دیا۔ وحشت کی جُدائی کا کوّا ہر ایک محل پر فریاد کرنے لگا۔ اور اُن تمام نعمتوں، اسباب، دوستوں اور ہمجولیوں میں سے سوائے اس مثال کے کہ "گھر میں کوئی زندہ نہیں اور اس میں کوئی آواز نہیں"۔ کوئی نشان نہ رہا۔ جیسا کہ میر معزی نے کہا ہے

(۱) اُس خیمہ والے یار کے چہرے سے میں محل کو خالی دیکھتا ہوں۔ اور اس سرو کے قد سے چمن کو خالی دیکھتا ہوں (۲) رطل اور جام شراب کی جگہ نے قدم رکھے ہیں۔ اور چنگ، بانسری، اور نَے کی جگہ کوّے اور چیل کی آواز ہے۔ (گورویرانی پسند جانور ہے)

القصہ طول کلام کیا۔ بغداد ویران ہوگیا اور دوسرے ممالک دُنیا اس کی نفیس اشیاء اور ذخیروں سے پُر ہو گئے۔ مغلوں نے سامان (فرنیچر) اور سونے چاندی کے برتن جو

Marfat.com

بادشاہ کے آبدار خانہ اور باورچی خانہ سے پائے تھے اطراف میں پوتھ اور رانگ کی قیمت پر بیچ ڈالے۔ اور اس پیز کا شیرازہ میں بہت اتفاق ہوا اور چند آدمی اس ذریعے سے فقر و فاقہ کے گڑھے سے نکل کر دولت اور نعمت کی بلندی پر پہنچ گئے۔ لشکر کو اس قدر نقدی جنس، اطلس سیاہ ریشم صنٔ سُرخ ریشم، دیبا (جس کا تانا بانا ریشم سے ہو) اور روم و مصر و چین سے لائے ہوئے عمامش، عربی گھوڑے، مشہور خچر، رومی و آلانی اور قفچاقی غلام، اور ترک و خطا و بربر کی کنیزیں۔ حاصل ہوئیں۔ کہ جن کا میزان و رقم کے محاسب کے بار میں بھی نہیں آتا۔ اور سونے قیمتی موتیوں، نفیس متاع، قماش (کپڑا قیمتی) اور فرشوں کی کثرت سے جو خلیفہ کے خزانہ نائبوں اور ارکان دربار اور بغداد کے میروں اور دولتمندوں کے مکانات سے باہر لائے زمین نے "اپنے بھاری بوجھوں کو نکال دیا" کی صورت اختیار کی۔ اور اس قدر مال کے تعجب سے انسان نے کہہ دیا اس زمین کو کیا ہو گیا۔"

اور خلیفہ نے ایک حوض خالص پانی کے لیئے کھدوایا اور اس کو مستنصر اور ناصر نے آتش رنگ خالص سونے کے سکوں سے بھر دیا تھا۔ کوئی اُٹھا کر لے گئے۔ اور یہ قصہ مشہور ہے کہ جب خلیفہ الناصر الدین اللہ نے اجلی (داپس جا) کی دعوت کو قبول کیا (مرگیا) تو اس حوض سونے کے باقی رہے۔ اس کے پوتے مستنصر نے ایک روز اپنے نوکر کے ساتھ جو اس کا محرم راز تھا وہاں گیا اور کہا کہ میں (موت) ہیں اس قدر مہلت چاہتا ہوں کہ اس تمام زر کو عدم توجہی کے ہاتھوں خرچ کر دوں۔ خادم ہنس پڑا۔ مستنصر اس ترک ادب پر ناراض ہوا اور ہنسی کا موجب پوچھا؟ اس نے کہا ایک دن میں آپ کے دادا کے ہمراہ یہاں آیا اور حوض سے ایک ابھی بھرا تھا فرمایا "میری زندگی کی مدت اس قدر ہونی چاہیئے کہ اس کو پورا بھر دوں" ان دو آرزوؤں کے اختلاف پر ہیں نے تعجب کیا لیکن پھر مستنصر نے اس تمام زر کو نیک مصارف میں خرچ کیا۔ اور سوائے نیک نام کے اس سے کچھ باقی نہ چھوڑا۔ اور اس کی نیک نشانیوں میں سے ایک مدرسہ مستنصریہ ہے۔ جو آن بالاتفاق تمام زمانے کا ام المدارس (تمام مدارس کی ماں) ہے۔

مستنصر اس کہانی سے یہ ہے کہ جب مستعصم کی باری آئی تو بخل اور دانگ دانگ جمع کر کے اس حوض کا جو بھر بھر دیا تھا آخر کار ایسی نصیحت رحجنس نشتی یعنی مصنع کی مضیع) کی طرح صاف برباد ہو گیا اور شہر کے لوگوں سے یہ روایت ہے کہ انہوں (تاتاریوں) نے غنیمت اور لوٹ کے مال کے بوجھوں

لدے ہوئے چار ہزار چارپائے اپنی خیمہ گاہ کی طرف ہانکے کہاں گئے ؟ وہ منقش لباس جن کو صاحب لباس نے جمع کیا تھا۔

کامل لوگ جانتے ہیں کہ دنیا میں مفلسی تونگری (حاصل کئے ہوئے) کے غم سے بہتر ہے اور نیستی کا غم ہستی کے پیچھے زیادہ دکھ دینے والا ہے۔ زمانے کے ستم کی گمراہی بے انتہا ہے۔ اور الٹی گردش کرنے والے آسمان کے ثور اور حمل (برجوں کے نام) کے کھیل بے انتہا ہیں نہیں کوئی گردش اور نہیں کوئی طاقت مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔"

دو تین روز کے بعد خلیفہ عہد نے صبح کی نماز ادا کرتے وقت نماز کی نیت باندھی اس آیت کہ اے اللہ! تو ملک کا مالک ہے دیتا ہے تو جسے چاہتا ہے ملک اور چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جس کو تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے" سے شروع کیا۔ اور جب نماز سے فارغ ہوا تو دعا میں عاجزی و زاری کی۔ اس حال کو دیکھنے والوں اور اس کلام کے سننے والوں نے نماز کی صورت۔ جو معبود یکتا کی عبادت ہے اور اس مطلب جو ایلخان اور خلیفہ کے حق میں نکلتا تھا۔ پیش کر دیا۔ اگرچہ اس مقام پر روایات مختلف ہیں مگر لوگوں نے کہا ہے کہ حکم نافذ ہو گیا تھا کہ اس (خلیفہ) کو طعام سے روک دیں۔ جب خلیفہ سخت کمزور ہو گیا۔ تو موکلوں سے غذا طلب کی۔ یہ مطلب ایلخان کے عزت والے کانوں تک پہنچایا۔ اُن کو فرمایا "کہ اس عاشق کے رنگ والے (زرد) معشوق کی خصلت والے (یعنی نام محبوب چہرہ والے (حسین)) دشمن خصلت والے۔ حسد اور دشمنی کے سرمایہ اور بغض اور دوری کے مادہ (اشرفیوں) میں سے ایک تھال بالکل بھرا ہوا خلیفہ کے سامنے رکھ دیں۔ پھر انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ پادشاہ روئے زمین کا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ اس تھال میں سے کچھ خلیفہ نے کہا کہ سونے کو کس طرح کھایا جا سکتا ہے ؟ کشورکشا ایلخان ممالک کو تباہ کرنے والے ترجمان کے ذریعے سے فرمایا کہ: "جب معلوم ہے کہ سونا کو کھایا نہیں جا سکتا تو پھر تو نے اور سلطنت کے مددگاروں پر اس کو تقسیم نہ کیا۔ تاکہ اپنی جان اور اس [illegible] میں ہمیں شریک ہونے کا موقعہ نہ دیتا۔ اور یہاں تک کہ موروثی سلطنت [illegible] گھر ڈھانے والے لشکر کی دست اندازی سے۔ جو خدا [illegible] کی شکل ہے محفوظ رہتی" اس بات کی جو حکمت کی چاشنی رکھتی تھی، خلیفہ جواب دینے کی طاقت نہ رکھتا تھا دل سے [illegible] بھٹی کی طرح سانس لیا (خاموش ہو گیا) اور ستم دیدہ آنکھوں کے کنوئیں سے [illegible]

کملائے ہوئے باغوں کو پانی دیا۔ یعنے۔ ؎

اگر گریہ سے کام نہیں بنتا تو کیا اس سے بھی کم ہے کہ میری آبرو ہی ہو جائے۔

(یعنے اس سے کم نہیں)

ایلخان نے اس (خلیفہ) کو مٹا دینے اور باقی رکھنے میں ملازموں سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ اہل اسلام اس کو خلیفۂ رسول، امام برحق اور اپنے خون اور نجات کا حاکم جانتے ہیں، اگر وہ اس گرداب (موت) سے خلاصی پالے تو اس فکر میں رہیگا کہ اطراف سے بہت سا لشکر اس کے پاس جمع ہو جائے اور از سر نو جمع آوری لشکر و سامان کرے اور پھر اس مہم کی تیاری کے لئے آسمان کو چھونے والی رکاب (اُونٹ) کی تکلیف اور لکھو کھا رنجوں کی مصیبت برداشت کرنیکی ضرورت پڑے عقلمند مرد جان کر موقع ضائع نہیں کرتا اور امکان کی طاقت کو دوبارہ ہو جانے کے خیال پر ہاتھ سے نہیں دیتا۔ جس زمین میں کہ کانٹے اور گوکھرو بکھیرے ہوئے ہوں وہ گنّے کی امید نہیں رکھتا۔ اور جس سینے کو کہ آزار سے خلش پہنچے اس سے وفا کی طمع نہیں کرتا۔ دشمن کو عذاب دینے کے لئے عدم کے تہ خانے سے بہتر قید خانہ کہاں ہوگا؟ اور اس کو سزا دینے کے لئے فنا کے چابک کے صدمے سے کونسا موزون تازیانہ تصوّر میں آسکتا ہے (آخر کار) پادشاہ نے اس کے قتل کا فرمان نافذ کر دیا لوگوں نے عرض کیا کہ خونریز تلوار کو مستعصم کے خون سے رنگین نہیں کیا جاسکتا۔ پس اس کو نمدے میں لپیٹ دیا اس طریقہ سے نمدے کو ملیں کہ اعضاء اور اجزا فنا کر دیئے اور امامت کی رونق اس صدمہ سے نیست و نابود ہو گئی۔ اس کی رُوح اور جسم کو آسمان اور زمین کی بلندی اور پستی میں بھیج دیا اور اس کی سلطنت کی مدت ستّرہ سال تھی۔

غرض بنی عباس کی خلافت کی بنیاد مٹ گئی اور امامت کا لباس کُہنہ ہو گیا ؎

ظلم اس جیسے شخص ہی پر نہیں ہُوا۔ اس پردہ میں ایسے کھیل بہت سے ہو گذرے

اور یہ فارسی رُباعی بھی اسی مطلب میں کسی وقت مطابق حال نظم ہوئی تھی اور چونکہ وجہ مناسبت مقرر ہو گئی لکھی گئی۔ (از مؤلف)

(۱) آسمان کی بساط پر جب غم کی بازی ہارنی ہی ہے۔ اور اس رُوح کی سواری کو جہان سے بھگانا ہی ہے (۲) تُو تو اپنے ارادوں کو پُورا کرنے میں جلدی کر، کیونکہ زمانے کی بدعہدی پہچاننے کے قابل ہے۔

جب عباسیوں کی سلطنت کی شمع قہر کی آستین سے بُجھ گئی اور راحت کا دن پھر گیا۔ ابن

العلقمی توقع رکھتا تھا کہ اچھی کوششوں اور بڑی محنت کے محل میں اس کے حق میں نوازش کی امداد حضرت ایلخانی سے فائض ہوگی اور حکومت بغداد کے مصالح جب کہ لازماً نائب کی ضرورت پڑے گی اور وہ (ابن العلقمی) کثرت واقفیت اور پوری علمیت کی وجہ سے عارض ہونے والے مطالب اور جاری ہونے والے پیش آمدہ واقعات کی اقسام و انواع سے مخصوص ہے۔ اس کے سپرد ہوں گے۔ ہمت ایلخانی نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اور کہا کہ محل اُمید اور محل اخلاص کی نظر پڑنے کی جگہ اس پر سے اُٹھ گئی۔ جب اپنے آقائے نعمت کے ساتھ اس نے بداندیشی کی اور حقوق کے ضائع کرنے اور عہد کے توڑنے کو اس کی تربیت اور احسانات کے مقابلے میں روا رکھا تو ہمیں اُسے طاقت دینا موزوں نہیں نظر آتا۔

اور چونکہ پہلا شخص جو لشکر ایلخانی سے بغداد میں داخل ہوا "علی بہادر" تھا جس نے دروازہ حلب کو مسخر کیا۔ اس کو انعام و خلعت عطا فرما کر بغداد کی وارونگی دی اور ابن عمران کو کہ مدت العمر وہ آرزو (حکومت) دل میں نہ لایا تھا حکومت بغداد عطا کی۔ کیونکہ محاصرے کے ایام اور ایلخانی کے قیام میں اُس نے پسندیدہ خدمات کی تھیں اور لشکر کی، رسد کے ساتھ، بعقوبہ سے، مدد کی تھی اور اس کی صورت حال (مصنف کے) بغداد کے قیام کے وقت معتبر سالخوردہ لوگوں سے دریافت کی گئی اس کی حکایت کی ندرت جو زمانے کے عجائبات میں سے ہے اس طرح بیان کرتے ہیں: اور ذمہ داری راوی کی گردن پر ہے کہ ابن عمران ذلیل لوگوں میں سے تھا۔ امید اور ناامیدی سے دُور اور تھیلی اور پیالے کے اُٹھانے اور کھینچنے سے فارغ (مفلس) تھا۔ بعقوبہ کے حاکم کی خدمت کرتا اور لکھنے کی قسم میں سفید کو سیاہ کر سکتا تھا (تھوڑا بہت لکھنا جانتا تھا) اتنا کہ سیاہ کاری اور سفید دستی کے نام کا اس پر اطلاق ہو سکتا تھا (سیاہ کاری = کتابت۔ سفید دستی = افلاس)۔ ایک سال پہلے۔ جبکہ ایلخانی گردش کے آفتاب کا چتر عراق کے علاقہ کی آبادی پر سایہ ڈالتا۔ ایک روز اس کا حاکم (عامل بعقوبہ) دوپہر کی آگ اور ظہر کی گرمی میں، کہ خورشید کے شعلے کی حرارت سے آتش پرست گرگٹ "وائے غم" کہتا تھا اور سوزش کی تیزی سے سرد [illegible] صراحی کے حلق اور ساغر کے مُنہ میں (مُہل) پگھلے ہوئے تانبے اور (غسلین) پیپ کا مزاج اختیار کیا تھا اور گرم ہوا کی تاثیر سے ع ذیل مچھلی کے مسامات پر اُس کے چھلکے نرم ہو جاتے۔ اس نے تخت پر دوپہر کی نیند کے لئے راحت اور آرام کا فرش بچھایا تھا اور [illegible] ابن عمران کے پہلو میں رکھے ہوئے تھا وہ پاؤں دبانے اور پنکھا کرنے کی شرط کو بجالاتا تھا کہ وفعتہً خواب کے لشکر نے

ایک گروہ حشہ[85] تیزی سے ابن عمران کے دماغ کے شہر پر حملہ آور ہوا اور اس کے ظاہری حواس کو بیکاری کے سرپنجہ سے موڑ دیا حاکم نے دریافت کیا کہ "ہاتھ کھینچ لینے کا کیا باعث ہے؟" جواب میں کہا کہ "بموجب عادت نیند کا غلبہ" اس نے سوال کا اعادہ کیا کہ "تو نے خواب میں کیا دیکھا؟" عرض کیا کہ "خیال کی حس میں اس طرح مشاہدہ میں آیا کہ خلافت کی بساط لپیٹ دی گئی اور مستعصم کی سلطنت کی ہدایت گمراہ ہے اور حکومت بغداد کی کنجیاں میرے قبضۂ اختیار میں آ گئی ہیں۔ چنانچہ لوگ میری بے استعدادی کے تصور سے ناممکن سمجھتے ہیں اور تمسخر کا رنگ ایسی حالت میں بہت سے لوگوں کی طبیعت پر غالب ہے" حاکم نے ابن عمران کے سینہ پر ایک لات ماری اور اس کے تخت سے اوندھے منہ گرا دیا۔

(مگر) شریف کو گرانے والے اور کمینہ پرور آسمان، اور ہنر کے دشمن، جاہل پرور روزگار کی گردش سے اگر ایک پاؤں دبلنے والا سر بلند اور سرافراز ہو جائے۔ اور دولت کے بازو کی مدد سے ایک بادشاہت اس کے قبضہ میں آ جائے تو عاقل جان لے کہ اعتراض کی انگلی ہرگز ایسی باتوں پر دراز نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ یہ شیوہ اس سے بعید اور عجیب نہیں ہے لیکن اُن دونوں (ابن عمران اور عامل) نے اس معاملہ کو پریشان خواب بلکہ دو چند ملامت کا مستحق خیال کیا اور اس کہانی کو بھول کے طاق پر ڈال دیا اسوقت جبکہ ایلخان نے بغداد کے محاصرے کا حکم دیا ابن عمران نے اپنا نام ایک تیر پر لکھا کہ "اگر پادشاہ بندہ کی خلیفہ سے درخواست کرے تو ممکن ہے کہ بادشاہ کے لشکر کے کام آؤں" اس تیر کو رگوں کی پلیدی والے ہاتھ سے کمان میں لگایا اور فصیل کے اوپر سے لشکرگاہ کی طرف پھینک دیا۔ بعض محافظوں نے اُٹھا لیا اور حال بیان کیا۔ تدبیر کا تیر مقصود کے نشانہ پر پڑا اور اس بات نے کشورکشا ایلخان کے دل میں حشہ[86] وقعت پالی ایلچی بھیجا اور ابن عمران کو طلب کیا۔ چونکہ کسی حال میں بھی ایسے آدمی کا وجود تنگی اور جھگڑے کا مقام نہ تھا سب نے اتفاق سے کہا۔ ع (پُرانی زنبیل بغداد سے نہ لو کیونکہ وہاں نئی بہت ملتی ہیں) اس کو انہوں نے باہر بھیج دیا۔ اُس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں غلام پادشاہ کے لشکر کو جس قدر رسد کی ضرورت ہو مدد کروں اگرچہ یہ بات سچائی سے دُور تھی اور محالات میں سے نظر آتی تھی اس کو اجازت دے دی۔

وہ (ابن عمران) زمین کی اندر کے کھیتوں سے جو غلّے کو پوشیدہ رکھنے کی جگہیں تھیں۔ وہ خود یعقوبیہ اور اس کے علاقے میں اُن کی اطلاع رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پچاس روز حکم شاہی

اور اپنی تحریر کے مطابق لشکر کو رسد پہنچائی۔ اور اگر عبرت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو بلا اختلاف یہی صورت ایلخاں کے اقبال کو مکمل کرنے والی اور خلیفہ کی ذلت کا خاتمہ تھی۔ جب بغداد فتح ہو گیا تو اس خدمت کے حق کے صلہ میں ابن عمران کو خلعت اور حکومتِ (بغداد) سے سرفراز کیا اور حکم ہوا کہ ابن العلقمی اس (ابن عمران) کے ماتحت رہے۔ ابن العلقمی اپنے کئے سے سخت شرمسار ہوا۔ اور مایوسی کا حریف اور رسوائی کا مصاحب بنا۔ باوجود اس کے مغلوں نے ابن العلقمی کی ذلت اور توہین میں مبالغہ کیا چند روز ناکامی میں ہر طرف دوڑ دھوپ کرتا تھا اور استقلال ظاہر کرتا تھا اور اطراف کے وسیلوں کے پیوندوں سے تعلق بناتا تھا کہ مکر او فریب کا پودا اس جنس سے پھل نے اور شر اور فساد کی بنیاد اس وجہ پر لوگوں میں مشہور ہو جائے سچ کہا ہے کہ پانچ گروہوں پر اعتبار نہیں کرنا چاہئیے (۱) زخم یافتہ درندہ (۲) ظالم بادشاہ۔ (۳) خاکساری کی عادت والا دشمن (۴) وہ عورت جو وفاداری اور شائستہ قدمی کا اظہار کرے (۵) وہ چغلخور جو دوسروں کے عیبوں کے ساتھ، اپنی مصلحت کے لئے منہ زبان کھولے۔

بعد ازاں کئی مدتوں، دیواروں کی سطحوں، گھروں، مدرسوں اور سراؤں کے دروازوں کے تختوں پر مختلف قلموں اور متفق عقائد سے لوگ لکھتے تھے "اللہ لعنت کرے اس شخص کو جو نہ لعنت کرے ابن العلقمی پر" لوگوں نے کہا کہ اس شیعہ (علقمی) کے دوستوں میں سے کسی دوست نے لفظ لا (اللہ لعنت کرے اس پر جو لعنت کرے ابن العلقمی پر) ان کلمات میں سے مٹا دیا تو اُسے ستر تازیانہ کی سزا دی۔

مغلوں میں ایک اچھا طریقہ اور پسندیدہ عادت ہے کہ چغلخور اور سخن چین پر کبھی اعتبار نہیں کرتے اور اعتماد کی نظر سے اُنہیں نہیں دیکھتے اور اگر کبھی حصول نفع یا گوشمالی دشمن کے لئے کسی چغلخور کی تربیت اور مدد کریں اور اس کی بات کو سن لیں تو جب وہ مصلحت پوری ہو جاتی ہے اور وہ مقصود اس کی چغلخوری کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو استنجے کے ڈھیلے کی مانند استعمال کرنے کے بعد ناپاک نجاست سمجھتے ہیں اور اس کے سخن کو ... جانتے ہیں بمثل شیطان کے جب اس نے آدمی سے کہا کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہا میں تجھ سے بری ہوں" اور غرض پوری ہونے کے بعد اس کے قول اور قلم کا اگر چہ وہ صداقت سے ملا ہوا ہو اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی بس کیا حال ہوگا جب کہ طرح طرح کے فاسد اغراض اور مختلف جھوٹ اور کذب جو اس نے بہتان اور کھُلا گناہ برداشت کیا ہے ظاہر ہوں اور

یہ قضیہ شریعت سے قریب ہے۔ اس طرح کہ جب کوئی شخص مطعون اور زخمی اخلاف شرع امور کا مرتکب) ہوگیا۔ اس کی گواہی شرعاً نہیں سُنی جاتی۔

چالیس روز تک ایلخانی لشکر قتل، لُوٹ، سختی، شدّت۔ مکانات اور گلی کُوچوں کی ویرانی اور اموال کے نکالنے میں مصروف تھا۔ پادشاہ نے سسکتے ہُوئے باقی لوگوں پر رحم کیا اور لشکر کو قتل سے روک دیا اور امیروں اور کوتوالوں کو مقرر کیا۔

اور صفی الدین عبدالمؤمن، جو فنون آداب میں زیادہ توجہ دینے سے فیثاغورس ثانی، دو تاروں اور تین تاروں کی آواز کا مفسّر اور فن موسیقی کے مٹے ہُوئے اور پُرانے نشانات کا زندہ کرنے والا تھا۔ اور اس نے گذشتہ زمانے کی تصنیفات کو ۸۸ متروک کر دیا اور موسیقی کے بارہ پردوں کے اصول پر (رہاوی۔ حسینی۔ راست۔ حجاز۔ بزرگ۔ کوچک۔ عراق۔ صفاہان۔ نوا۔ عشاق۔ زنگلہ اور بوسلیک) چند نغمے ایجاد کئے اور سلف کی تصنیفات کی قدمونکی لغزشیں ظاہر کیں۔ اور عمل (گانے) کی صورت میں جب حیرت انگیز الحان کے ساتھ اپنے تیار کئے ہوئے اور ایجادات میں سے کوئی غزل گاتا تو سچ یہ ہے کہ ابونصر فارابی کے بسائط (مفرد نغموں) پر جو اس صنعت والے لوگوں کا مرجع ہیں۔ اعتراض کرتا تھا۔ اور جس وقت کہ مضراب کی مشاطہ سے اوتار کی پیچدار زُلفوں کو ٹھیک کرتا تو باربد (خسرو پرویز کا قوال) کی طبیعت سارنگی کے گیسو کی طرح پاؤں میں گر پڑتی۔ (عاجزی کرتی) بربط کی مانند تعلیم کی گوشمالی اُٹھاتی۔ دف کی طرح کانوں میں حلقۂ غلامی ڈالتی اور بانسری کی صُورت ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہ جاتی۔ اور نسب اور تالیف کے علم کے انکشاف کے وقت اس کے مطلق حکم سے افلاطوں کی روح قابل مذمت ہو جاتی ہے اور اصول کے بیان کرنے میں خفیف اوّل سے لے کر ثقیل ثانی تک (خفیف اوّل و ثانی ثقیل وغیرہ علم عروض کی اصطلاحات ہیں۔ اُدھر رجوع کیا جائے) فرق نہ رکھتا تھا۔ اور اس کی تقریر کے بقیۂ ذوق اور لطف سے آسمان کا طاس آواز بن جاتا اور بغیر رقص اور تال کے اپنی موزون ہیئت پر حرکت اور چکر میں آ جاتا۔

ان مصائب کے دوران میں پادشاہ کے سریر سلطنت کی خدمت میں دوڑا اور دن کے شروع سے سُورج کے غروب ہونے تک فلک شکوہ بارگاہ کے باہر کھڑے ہوکر بربط بجاتا تھا اور کوئی فرد بشر اس پر نظر نہ ڈالتا تھا۔ جب اس کا حال عرض کیا تو ایلخان نے اس کی بربط سے زیادہ اس کی پرورش کی اور مضراب زخمی کے صلہ میں دس ہزار دینار بغداد سے وظیفہ کے

Marfat.com

طور پر بموجب قاعدہ سالیانہ مقرر فرمائے اور سالہا سال اس پر اور اس کی اولاد پر مہربانی بہت زیادہ تھی۔

جب جہان کا مال جمع اور دشمن (خلیفہ) تباہ ہو گیا۔ مکانات، منازل اور جو کچھ اُن میں تھا لوٹ لیا۔ لے لیا اور جلا دیا اور کام حسب مطلب بن گیا تو بادشاہ کے حکم سے مولانا اعظم صفی۸۹ نصیر الدین … اللہ تعالیٰ اس کی روح کو راحت نصیب کرے ؎ نے وہ فتح نامہ۔ جو حکمت کی روح بلاغت کے جسم میں زندہ رکھتا ہے۔ مختصر ترین عبارت اور عاجز کرنے والے اشارے میں جو شامل تھا ایسی نامدار فتح کے اعلان۔ سخت رُعب اور مزید اقتدار کے اظہار، شہروں کے باشندوں کے پہلوؤں کو لرزانے اور اطراف کے حاکموں اور والیوں کو خوف دلانے اور سلطنت کی شوکت سے ڈرانے پر۔ مُلک شام میں بھیج دیا۔ بلاد حلب سے ایک خط" اُن کے جواب میں" رو کرنے کے لئے۔ صادر کیا جو کہ خبر دینے والا تھا دل کے ثابت رہنے، اعتقاد کی پختگی اور قتل اور جہاد کے وعدہ کی دھمکی پر، اور مبنی تھا ظاہر دشمنی، اور عداوت پر اور مخالفت اور دوری کو دائمی رکھنے پر مصر تھا۔ جب با اقتدار بادشاہ کے دربار میں جواب (حلب والوں کا) پہنچا تو غصے کی آگ بھڑک اُٹھی اور تسلی اور سکون کی آبرو کو مٹی پر گرا دیا۔ چاہا کہ اس علاقہ کی ہستی کے خرمن کو فنا کر دے (ان فقرات میں عناصر اربعہ کو یکجا لائے ہیں) تو "کیدبوقا" کو تیس ہزار لشکر کے ساتھ ……

………………

… جو لڑائی کے لئے اُترنے میں نہ ٹلنے والے حکم کی طرح اور لشکر کثیر کی طرح تیزی میں تھے علاقہ شام کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود شام کی اس جنگ سے عیب اور عار اُن کے حال کے خسارہ پر ہمیشہ کے لئے رہ گئی۔ جیسا کہ اس ذکر کے بعد لکھا جاتا ہے۔

استخلاص حلب اور شامیوں کے ذکر کا تتمہ

بادشاہ کے فرمان کے حکم سے شاہزادہ یُشمت ایک بھاری لشکر کے [illegible] اور میا فارقین کو ویران کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بادشاہ [illegible] کامل سے جو سلطنت میا فارقین کا مالک صفحہ۹۰ تھا نہایت ناراض تھا اور فرمایا کہ سطوت کے طوفان کا اس علاقہ [illegible] سیلاب باندھ دیں اور بادشاہانہ ہیبت کی بجلیوں میں سے ایک [illegible] کی پوشاک کو رہنے والوں پر سے اُتار لیں۔ وجہ یہ تھی کہ [illegible]

Marfat.com

اس سے لشکر کی مدد طلب کی تھی اس نے ایک لشکر آراستہ کرکے اسلام کی مدد کیلئے
بھیج دیا۔ جب موضع بشاریہ میں پہنچے جو دو راستوں کے علیحدہ ہونے کی جگہ اور دو مختلف
طرفوں کا ذریعہ ہے خلیفہ کی خبر مرگ اور بغداد کے فتح ہونے کا حال سُنا، وہاں سے علموں
اور جھنڈوں کو ادب کے جھنڈے کی مانند اسوقت اوندھا کرکے مٹی افسوس کے ساتھ حسرت
کے ہاتھ سے ان پر چھڑکی اور واپس ہوئے۔ شاہزادہ نے بموجب فرمان میافارقین کی راہ
سے لشکر کشی کی۔ ملک کامل نے جانا کہ عاجزی کی بات (رسمشہ) میں گھر جانے کی شرط کے
ساتھ مسرور نہ داؤ کرنا نادانی ہوئی۔ نہ کہ قمار بازی اور تریاق (اکبر زنجون) کے بھروسہ پر
زہریلے سانپوں کے زہروں کا امتحان کرنا جنون ہوگا نہ کہ طبابت۔ خزانوں اور حاشیہ نشینوں
کے ساتھ قلعہ انکا پکا اور ہمانیہ ہے۔ جو مضبوط اور بلند قلعے اور بیحد ذخیروں سے امداد
دیئے گئے تھے۔ وسیلہ ڈھونڈا لیکن پرگنے اور علاقے ہیں جو لشکر کی گذرگاہ میں پڑے جو
کچھ بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ باشندوں کو قتل۔ رہنے اور قیام کرنے کی جگہوں کو برباد اور منازل کے
لوٹنے کو پورا کیا اور انہوں نے بجلی کے آثار، کھیتوں کے اندر۔ گرگ کے آثار ریوڑ میں سیلاب
کے آثار مکانات میں۔ اور آگ کے نشانات جنگل میں دکھائے تو پھر وہاں سے حلب کے عام
ہجوم سے اور شہر کے احاطہ میں نزول فرمایا۔ اور خوف وہراس کے لشکر نے باشندوں کے محلات (سرا
دول) میں حملہ کیا اور نصیبہ دری کی امداد جلدی سے کوچ کر گئی۔ وہاں کے ساکنوں نے مجبوراً
اطاعت کا دروازہ بند کر دیا اور زبان کے قلعے سے تیر چھوڑ دیئے۔ افسوس کہ مچھر خندہ ہوا کے
ساتھ مقابلہ کی تاب کب لا سکتا ہے؟ اور چھپڑ تلوار اور تیر کے ساتھ کس طرح مقابلہ کر سکتا ہے۔
اس کے بعد کہ ۹ انہوں نے چند روز کوششیں کیں بالآخر مذکورہ ماہ کی نو کو انہوں نے
شہر کو زبردستی لے لیا۔ مغل شہر میں پل پڑے اور خوفناک قتل کا ارتکاب کرکے تباہی، لوٹ مار
کرنے غلام بنانے اور قید کرنے میں، جو ان کی مقررہ عادت ہے مشغول ہو گئے۔ مسلمانوں کی عزت
والی خواتین جو ابن جلا (سورج) کی شعاع بلکہ اپنے سایہ کی سیاہی سے اپنے چہرہ کے لئے ندامت
اور خوف کا پردہ باندھتی تھیں۔ وہ آفتاب کی طرح دربدر اور تشہیر ہو گئیں اور سایہ کی مانند سرکش
شیطانوں کے پیچھے چلتی تھیں۔ پاک دامن عورتوں کو حضرت سارہ (زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام)
کی خصلت والی عصامی (نام زن صاحب نعمان) کی عصمت والی۔ اور آسیہ (زوجہ فرعون)
کی خصلت والی تھیں۔ شرابخوری کی مجلس میں شراب کے پیالے لینے اور دینے کیلئے اٹھاتے

Marfat.com

اور بٹھاتے تھے۔ بہت سی ماہ وش لڑکیاں تھیں جو لونڈیاں ہوگئیں اور آزاد پردہ نشین عورتوں کو بھائیوں اور خاوندوں کے سامنے رسوائیوں کے میدان میں لائے۔

خلاصہ یہ کہ اس قدر مال غنیمت مغلوں کے ہاتھ آیا کہ دینار، جواہر، لباس، نرم بستر اور کثیر نفیس اشیاء کی کثرت سے اپنے اندازے کے ترازو میں ان کا وزن دو قیراط بھی نہیں سمجھتے تھے۔ ایک خزانہ، جو زر و سیم کی تھیلیوں، بے نظیر موتیوں اور جواہر کی لڑیوں اور لعل آبدار بلند نصیب زمردوں سُرخ عقیقوں اور خالص یاقوت کے ٹکڑوں سے پر تھا، شاہزادہ کے خزانچیوں کے قبضے میں آیا کہ وہم کے محل کے در و دیوار اُس سے مرصع ہوگئے۔ اُس طرف کے انتظام اور حفاظت کے لئے باپ کی خدمت میں ایک عریضہ رسال کرنے کا حکم دیا۔

جب قتل، لوگوں کے غلام بنانے، شہر اور دیہات کے ویران کرنے کا کام اور ہر قسم کے غنیمت از قسم خاموش اشیاء زر و جواہر، اور مویشی حاصل کرنا انتہا کو پہنچ گیا۔ جھنڈے کے اُٹھانے اور لشکر کے انتقال کا ارادہ قیام اور وقوف پر غالب ہوگیا اس کے بعد جب کہ منزلوں کے سفر کو طے کر چکے اور زمین کے اجزا اور اضلاع کو گھوڑوں کے سُموں کے صدمے کی آواز ساتویں آسمان تک پہنچ گئی تو شاہزادہ باپ کے تخت کی طرف ۹۲ھ سے چلا اور خزانہ پیش کیا تو پسندیدہ مقام اور بڑا مرتبہ حاصل کیا اور سُلطان احمد کے زمانہ تک اُس خزانہ کا بقایا موجود تھا۔ اور ارغون خان کے زمانہ میں دریا کی پیدائش کا ایک دُرِ یتیم جو مریم کے بیٹے کی طرح (پاک) تھا کُلاہ کے قبہ میں نصب کر رکھا تھا اور اس کا وزن دو مثقال اور چار دانگ (سوا تولہ) تھا، زمانہ بطور ایہام کہتا تھا کہ کوئی شخص تمام عمر دریا سے نہیں لا سکتا جو دُرِ یتیم تو کہاں سے لایا ہے؟ (مریم = مرجان یعنی غاص بطور دریم ... دریا ... مریم ...) مریم کا بھی مناسب نکلتا ہے اس کی زینت اور خوبی کو شیخ الاسلام جمال الدین کے سامنے پیش کیا یعنے کیا اس کا نظیر اور جوڑا تلاش کر سکتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ طلب ... ہے۔

لیکن دوسری طرف سے جب کیدبوقا نے لشکر کی طرف توجہ کی تو لشکر چغتائی کی کثرت اور دبدبہ کی شُہرت کے پھیلانے سے شام کے علاقے مجبوروں کے دل کی طرح اطمینان کو کھو بیٹھے اہالیان دمشق نے اسوقت متواتر اس جہان آشوب لشکر کے وارد ہونے اور پیش قدمی کی خبر معلوم کرلی تھی اور ان شہروں کی ویرانی جو اس کی نظیر تھے کہ حالات کے جاری ہونے کا ذریعہ

اور اپنے اعمال کے تمسّک کا دستہ بنایا اور ملک ناصر کے حکم سے اُس علاقہ کے اکثر باشندے اُمرا۔ لشکری اور مال اور طاقت والوں میں سے حدودِ مصر کی طرف، اور وادی رمل میں۔ جو سرحدِ شام اور مصر کے درمیان مانع اور رُکاوٹ ہے، دریائے نیل سے پرے، دراز رستہ کی طرح چلے گئے وہ پناہ لینے والے تھے اور ہمت ایک دوسرے کی مدد اور استقلال پر منحصر رکھتے تھے۔ اور ملک ناصر الدین۔ ملک اشرف کا پوتا تھا۔ اس کی رباعیات، فارسی اوزان میں ڈھلے ہوئے ہونے اور لطف اور سلاست کی صنعت میں "ایسی ہیں کہ وہ خیال کی سیرگاہ پر چلتی ہیں اور ضرب الامثال کی جگہ بولی جاتی ہیں اگرچہ وہ بے مثال اور بے نظیر ہیں۔"

دمشق کے باقی لوگوں نے جب لڑائی کی طاقت اور مقابلہ کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور نہیں دیکھتے تھے تو بڑے بوڑھے اور مشہور معروف لوگوں نے جھنڈوں، علموں اور رحمت نامۂ قدیم کے صفحے قرآن یعنے کریم بادشاہ (خدا) کے کلام کے ساتھ تابعداری کی رسومات کا استقبال اور ملاقات کی اور سختیوں کی کثرت اور تکلیفوں کی زیادتی سے ہدیہ رسانی اور صلح کے طریقہ کے التزام سے پناہ حاصل کرکے عاجزی کی پیشانیوں کو اطاعت کی زمین پر رکھدیا۔ اور سلامتی چاہنے کے لئے شہر اُن کے سپرد کردیا۔ کید بوقا لشکر کے ساتھ شہر کے اندر گیا اور خزانوں اور قلعہ کو قبضۂ تصرف اور احاطۂ تسخیر میں لایا۔

جب سات ماہ تک قُبّۃ الاسلام (دمشق) ہے کے ممالک کے میدان فتح کے جھنڈوں کے مرکز اور اس کے رئیسانہ لشکر کی خیمہ گاہ ہُوا تو سلطان مظفر نے جوان دنوں قاہرہ (مصر) کا فرمانروا تھا کید بوقا کو اُکھیڑنے کے ارادہ سے بارہ ہزار سواروں کے ساتھ، جن میں سے ہر ایک مقابلہ کے بازو کا کنگن، بہادری کے سر کا خود (لوہے کی ٹوپی) قلب (لشکر کا درمیانی حصہ) شکنی کے سینے کی حمائل اور صفدری خونریز تلوار تھا متوجہ ہُوا۔ کید بوقا نے جب معلوم کیا کہ وہ ادھر کا قصد رکھتا ہے اور نشتر کو اہنا تانون اور پیشہ بنا کر مکر کے نشتر سے اِن (کید بوقا اور اس کے لشکر) کی زندگی کی شہ رگوں کی فصد کھولینگے، تو اس نے موجودہ خزانہ کو بیوی اور بچوں کے ساتھ قلعہ دمشق میں بھیجدیا۔ اور خود لشکر کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور بیابان کی سرحد پر اُترا۔ مصریوں (سلطان مظفر اور اس کے لشکر) نے فیصلہ کیا کہ رمل سے آگے دور دور کے راستہ پر چلے جائیں اور اچانک واپس پلٹ پڑیں اور سفید کپڑوں کی جھنڈیاں لشکر تاتار کے آئین کے بموجب ظاہر کریں۔ اور جب یہ نشان ظاہر ہو جائے تو شام کے

Marfat.com

لشکری بھی مکانوں اور گھاتوں کی جگہوں سے حرکت میں آجائیں اور لشکر مغل کی پوری سرکوبی اور ایسا مشہور غلبہ کہ اس کا نام جب تک جہان ہے قائم رہے۔ کریں" اس قرارداد سے لشکر مصر وادی رمل کے علاقے سے گذر گیا۔ اور شام کے لشکری نصرت کی گھات اور انتظار اور آزمائش کی وعدہ گاہ میں عزم اور ہوشیاری سے رُک گئے ص۹۴ اور لشکر مغول نے غرور اور عیش کے خیال سے جنگلوں کے میدانوں اور دامن کوہ مرغزاروں میں خیمے تان کر خالص شراب کے پیالے چڑھائے اور گھوڑیوں کو بے لگام تیار چھوڑ دیا۔ اور پسندیدگی کی آواز بلند کی، وہ بے غم تھے۔ پہرہ اور حفاظت سے۔ اور غافل تھے قہر اور عذاب کی نازل ہونے والی بلاؤں سے۔ اسوقت۔ جبکہ وہ اللہ کے گروہ کے لشکر (لشکر مصر) کی فتح اور بادشاہ کے لشکر کی مصیبت اور موت کا کفیل تھا، مصریوں کی سفید جھنڈیاں ظاہر ہوئیں۔ مغلوں نے جب اپنے لشکر کی نشانی دیکھی تو دشمن کا خیال نہ کیا اور اپنی جگہ پر مقیم رہے۔ یہانتک کہ آس پاس سے لشکروں کی صفیں، جوش و خروش کے ساتھ احاطہ کرنے والے دائرہ کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں اور اچانک ایک ہی دفعہ سب نے حملہ کر دیا۔ ان میں کچھ خواب میں مست اور بعض شراب کے پیالوں کے لینے دینے میں مشغول تھے بہت سے گروہ مختلف طرفوں سے تیار ہوتے تھے اور ہتھیاروں سے اپنے آپ کو آراستہ کر کے لڑتے تھے جس طرح پروانہ اپنے آپ کو شمع کے شعلہ پر مارتا ہے، فنا ہو جاتے تھے۔ بہادروں (لشکر مصر) نے نیزہ زنی۔ تلوار زنی۔ تیر اندازی، زخمی کرنے، پھاڑنے اور مارنے میں ہاتھ بڑھائے۔ جب ایک نیزے کا الف پہلوانوں کے ہاتھ سے نون تثنیہ کی مانند اضافت میں گر گیا تو دلیروں کے گروہ نے تیر کو ہمزہ کی طرح کمان کی تاکید کے نون کے ساتھ یارکے ابرو اور غمزہ کی مانند ایک دوسرے سے ملا دیا (یعنے نیزہ بازی کے بعد تیر افگنی شروع کر دی) فوراً گذرنے والی تلواریں رُوحوں کے استقبال کے لئے جاتی تھیں اور سینوں کے مصدر (جائے صدور) و بیمار کی طرح صحیح نشانہ پر مشتق بنا دیتی (چیر ڈالتیں) اور دلوں کے خال سویدا کی ... دیتی تھیں۔ مصری تلواروں کے خطیبوں نے مغلوں کے کندھوں کے منبروں پر یہ آیت "اے اللہ قتل کر دے اہل کتاب میں سے اُن کافروں کو جو جھوٹا سمجھتے ہیں تیرے پیغمبروں کو

---

۹ نیزہ = الف + نون تثنیہ = وقت اضافت نون تثنیہ ساقط ہو جاتا ہے + کمان نون کی شکل کی ہوتی ہے نار کی وجہ سے تیر ہمزہ کا ہمشکل ہوتا ہے + غمزہ = تیر + ابرو = کمان + مشتق گردانیدن = چاک کرنا۔

Marfat.com

اور روکتے ہیں لوگوں کو تیری راہ سے اور پکارتے ہیں تیرے ہوتے ہوئے دوسرے معبودوں کو
پڑھنے لگے آخر کار کیدبوقا تمام لشکر سمیت اُن سرداروں کے گرزوں کی چوٹ ص۹۵ اور
اس چیتے کے انتقام والے اور شیروں کو ذلیل کرنے والے لشکر کی تلواروں کی ضرب سے لڑائیوں
کے میدان کی بساط پر ہلاکتوں کا نشانہ ہو گئے۔ یا اللہ (تو مصیبت سے بچا ہے) مگر چند زخمی آدمی
جو اس سخت خونریزی اور بربادی کی خبر ہلاکو خاں کی خدمت میں لائے۔ ص۹

لشکر کے تمام لقمے نہیں نگلے جا سکتے کبھی صاف شراب پی جا سکتی ہے کبھی تلچھٹ

اس تاریخ سے پہلے مسلمانوں کے لشکر کی سختی اور شامیوں کی کمال دلیری پوری شجاعت
اور مضبوطی کی شدت اور ان کی لطیف حیلہ گری اور ثابت قدمی لڑائی کے میدان اور جنگ کے
مقام میں مغلوں کو معلوم ہو گئی۔

پھر ملک مظفر نے حکم دیا اور خزانہ جو قلعہ میں تھا مع کیدبوقا کے زن و فرزند کے تصرف کے
قبضے اور گرفتاری کی قید میں لے آیا اور قلعہ کے تمام محافظین اور نگہبانوں کو کافر کی اطاعت
اور عاجزی کی وجہ سے بغیر اس کے کہ مصری تلوار کو پگھلے ہوئے عقیق (خون) سے جس کا ٹھکانا
گردنوں کی رگیں ہیں۔ ملوث کرے۔ عدم کے ویرانہ میں بھیج دیا اور اُن کو قلعہ کے اوپر سے نشیب
میں پھینک دیا۔

اس واقعہ سے پہلے دمشق، حلب اور دیار شام کے ملحقہ علاقے مصر کے شمار سے باہر تھے
جب ملک مظفر کے حال کے صحیفہ کا دیباچہ اس فتح کے نقوش سے مزین ہو گیا فرمایا کہ یہ ملاقے
آبدار تلوار کے زور سے کفار کے قبضہ سے نکلے ہیں۔ چاہیئے کہ ملک عزیزیہ ملاقے جانیں
اس بڑے مہربان (خدا) نے جس کی مہربانیاں لطف اور نعمتوں کے تمام اسلوبی
طریقے اور تخیل کی راہ سے بری ہیں۔ ایک (اوّل روز) کی کوشش سے ملک شام کو جو دنیا
میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ ملک مظفر کو عنایت کر دیئے۔

ذکر استخلاص میروین ص۹۶

امیر شماغر نوئین کی تدبیر اور اقبال کے ذریعے سے

ان حالات کے سلسلے میں "شماغر نوئین" آسمان کے مرتبہ والے ایلخان کے شاہی حکم سے
ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ "میروین" اور اس کے مضافات کو فتح کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا

Marfat.com

بادشاہ "ملک سعید" تھا اور اپنے بیٹے ملک مظفر کو قید و بند میں رکھتا تھا۔ چونکہ وہاں کا قلعہ آسمان کی چوٹی کے ساتھ بلندی میں ہمرازی، اور سدِ سکندری کے ساتھ محکمی میں شہرت رکھتا تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے مدد بڑھا دی۔ اور مقابلہ اور جنگ کے اسباب کو مہیا کر لیا

شماغر نے لشکر کے ساتھ خیموں کے لگانے اور قیام کی جگہ کو اختیار کیا اور وہ (شماغر) ایک سردار تھا ترکوں کے بہادروں میں سے مردانگی اور شہسواری کے کمال میں ممتاز۔ اور باوجود اس کے کہ اس کے تیر تین سَو قدآدم چھلانگوں کے فاصلے تک پہنچتے تھے، قلعہ کی نصف بلندی سے واپس کر دیتا تھا۔ پس سیوک، قتغتائی اور تنغور بطور ایلچی کے "میردین" گئے اور بادشاہ کی زبان سے (طرف سے) انہوں نے کہا کہ مشرق اور مغرب کے ملک جو اس لشکر کی بغاوت کے زمانے میں فتح ہوئے اور ہلاکت اور تباہی کے اسباب جو دشمنوں اور مخالفوں کے لئے تیار ہوئے وہ گوش کرنے والے واعظ اور شفیق ناصح بلکہ سخت ڈرانے والے اور بہت دھمکانے والے ہیں۔ وہ سرکشی پر اصرار کریں اور اکٹھے کئے ہوئے پتھروں (قلعہ) کی حفاظت میں پناہ اور غرور کی ہوا اپنے دماغ کو دیں تو انجام کار اس کا ثمرہ ملک کی ویرانی اور مال و جان کا ضائع ہونا ہوگا اور اگر اطاعت اور تابعداری سے ملیں تو اتنے مسلمانوں کا سامان، مال اور زن و فرزند اس قلعہ اور امان کی حفاظت میں رہیں گے۔ ع۔ ان دونوں باتوں سے کوئی جو پسند ہو اختیار کرو

سلطان سعید کے باطن مخالفت کی بجلیوں کی دھمکیوں اور ہیبت کی بجلیوں (تلوار) کی چمکوں سے متزلزل اور مضطرب ہو گئے، ایلچیوں کی عزت اور پرورش کر کے عناد کی گرہ کھول اور دشمنی کا دروازہ بند کر دیا اور اطاعت کی راہ میں داخل ہو گیا

جب اس (سلطان سعید) نے بادشاہ کے دربار میں مختلف تحفوں اور قسم قسم کے ہدیوں کے ساتھ شرف حاصل کیا تو اس کو سات وزیروں کے ساتھ جو اس کی بادشاہت کے آسمان کے مشورہ کے وقت بمنزلہ سات سیاروں کے تھے۔ اور دشمنوں کے لئے ان کے مکروں کے دفع کرنے کے دن سات روشن انگارے تھے، قتل [illegible] ملک مظفر کو قید خانہ سے خوشی کے اُنس خانہ میں پہنچایا اور باپ کا قائم مقام اور باج و خراج کا ذمہ دار کیا۔ اور آخر عمر تک پسندیدہ خدمات مبارکہ چنگیز خاندان کی خدمت میں کیں۔ اور میردین کی حکومت بھی اُن ایلچیوں جن کا نام پہلے لکھا جا چکا ہے (سیوک، قتغتائی اور تنغور) کے [illegible] رہی۔

اُن اسباب وحشت کا بیان جو ہلاکو خان اور برکہ اغول کے درمیان پیدا ہوئے

اسوقت جب کہ پادشاہ جہانگیر چنگیز خان، دُنیا کے ممالک اور پادشاہوں پر قادر اور مالک ہوگیا اور اطراف واکناف کو چار بیٹوں (۱) توشی (۲) جغتای (۳) اوکتای اور (۴) تولو میں تقسیم کرتا تھا اور منازل اور جاگیروں کو دُنیا کے چاروں اطراف میں مقرر کرتا تھا جس طرح کہ اُس کے عقل کے روزنامہ کے مناسب اور اس کی بے انتہا ذکاوت قلب کے نزدیک درست تھا اور مضافات اور شہروں کی تفصیلات تاریخ جہانگشائی میں لکھی ہوئی ہیں جغتائی کے لئے منازل کے میدان الیغور کے قلعوں کی حدود میں سے سمرقند و بخارا کی حدود تک مقرر ہوئے اور اس کا پسندیدہ مقام بھی، اور وہ ہمیشہ المالیغ کے نواح میں رہتا۔ اور اوکتائی چونکہ باپ کے مبارک زمانے میں ولیعہد سلطنت تھا۔ وہ بھی حدود ایمیل و قوباق کو جو خانیت اور پادشاہت کی ناف (وسط) تھا رہنا چاہتا تھا اس نے مقام رکھا۔ اور تولو کی جاگیر اور منازل اوکتائی کے ساتھ ملی ہوئی اور اس کے پڑوس میں تھی۔ اور اطراف قیالیق خوارزم، حدود سقسین اور بلغار سے دربند و باکویہ کی سرحد تک طول میں، بڑے بیٹے توشی کے نام مقرر کردیا۔ اور دربند سے پرے جس کو ''مرقبق'' کہتے ہیں ہمیشہ سرسبز مقام اور اس کے منتشر لشکر کے جمع کرنے کی چھاؤنی ہوگیا۔ اور کبھی ارّان تک حملہ کرتے تھے اور کہتا تھا کہ ارّان اور آذربیجان بھی ان کے ممالک اور منازل میں داخل ہیں۔ اسوجہ سے جھگڑے کے اسباب اور باہم درشتی کی امداد نے دونوں طرف سے تعاقب کرنا شروع کیا

موسم سرما ۶۶۲ھ میں جب تقدیر کے زرگر نے ''دریائے دربند'' کو خالص چاندی کی مانند (یخ بستہ) کردیا تھا سرما کے پوستین کاٹنے والے نے ٹیلوں اور گڑھوں کے طول و عرض کے مطابق قاقمی لباس (برف کا) کاٹا۔ اور نہر کے اوپر کی سطح ایک سا نیزہ کی مقدار کھور پتھر کے اجزا کی طرح ہوگئی۔ برکہ اغول کے حکم سے مُغلوں کا لشکر، جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے زیادہ ناپاک اور بارش کے قطرات سے بہت زیادہ تھا، اس جمے ہوئے پانی پر سے آگ اور ہوا کی مانند گذر گیا اور لشکر اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی آواز سے زمین

طبقہ۔ ہتھیاروں کی آواز، رعد کے جوش و خروش اور دلیروں کے نعروں اور بجلی کی چمک اور روشنی سے پُر ہو گیا۔ غُصّہ کی آگ بھڑکا کر دریائے کور کے کنارے تک آگئے۔ ہلاکو خاں ان شر کی چنگاریوں ۹۹ھ کو دُور کرنے کے لئے تیار لشکر کے ساتھ ان کا استقبال کرنے والا بنا۔ لڑائی اور جنگ کے بعد اُن کو شکست دیدی۔ اور اسی طرح پیچھے سے لشکر کشی کرتا تھا در بندو باکویہ میں پھر لڑائی کا میدان گرم کر دیا اور جنگ کے قدموں کو جمایا اور لشکر "برکہ" میں سے چھوٹوں اور بڑوں میں سے کوئی زندہ نہ رہا یہانتک کہ تمام لوگ قتل کر دیئے اور باقی نے مغلوب ہو کر شکست کی باگ چھوڑ دی۔ ہلاکو خاں نے اسوقت تک کو ہاتھ روکنے کی اجازت نہ دی جب یہانتک کہ دریا پرے جو یخ بستہ تھا بیخوف عبور کیا۔ اسی طرح روز بروز باغیوں کے مقامات لشکر ایلخانی کے منازل ہوتے جاتے تھے۔ جب مُلک کے میدان میں شاہزادہ نے نزول فرمایا تو برکہ اغول کے لئے اپنے لشکر کے کمزور اور آزردہ دل اور دشمن کو تباہ کرنے والے پادشاہ کے غلبہ اور تسلط سے۔ غصّہ کی آگ بھڑکا دی گئی۔ حکم فرمایا کہ تمام لشکر ہر دس میں سے آٹھ (۸/۱۰ یعنے اسّی فیصدی) آدمی سوار ہوں اور مقابلہ اور جنگ کے مرتکب ہوں۔ اچانک لشکر ایلخانی کے سر پر پہنچ گئے اور صُلح اور ہمدردی کی راہ کو بند کر دیا۔ اور لڑائی کے ہاتھ کو کھول دیا۔ یہانتک کہ اپنے علاقہ کے میدان کو بیگانوں کے ظُلم اور غلبہ کی آمیزشوں سے صاف اور پاک کر دیا۔ ان کو جڑ سے اُکھیڑ کر چند منزل پیچھے سے تعاقب کیا۔

جب کہ دشمن سوز پادشاہ اپنے اقبال کی چھاؤنی میں خیلاباں ہُوا تو حکم دیا برکہ اغول کے تاجروں کو جو تبریز میں تجارت اور لین دین میں مشغول اور بیحد و بے اندازہ مال رکھتے تھے سب کو قتل کر دیا اور جو مال حاصل ہُوا وہ خزانہ کے لئے لے لیا۔ اس جماعت میں سے بہت سے تھے جو امانتیں اور سرمائے تبریز کے مشہور لوگوں کے پاس رکھتے تھے۔ اُن کے ختم ہو جانے کے بعد مال امانتداروں کے پاس رہے۔ برکہ اغول نے بھی انتقام کے لئے ہلاکو خاں کے علاقوں کے تاجروں کو قتل کر دیا اور وہی سلوک ان کے ساتھ برتا۔ راستہ اور سوداگروں کی آمد و رفت جب ہُنر مندوں کے کام کی طرح ایک دم بند ہو گئی تو فتنہ کے شیطان زمانے کے شیشہ (بوتل) سے نکل پڑے (آزاد ہو گئے)

اور اسی اثنا میں قوبلائے قاآن نے ایلچی بھیجا اور بخارا کی مردم شماری از سر نو کی سولہ ہزار کی تعداد میں سے جو صرف بخارا میں گنے گئے تھے پانچہزار کا باتو کے سے تعلق

رکھتے تھے اور تین ہزار قوتی بیگی مادر ہلاکو خاں سے اور باقی (آٹھ ہزار) الغ قول یعنے بڑے آزاد غلام کے نام سے موسوم تھے تاکہ چنگیز خاں کی اولاد میں سے جو شخص سریر سلطنت پر متمکن ہو اُس کو خاص طور پر حکم دے۔ باتو کے ان پانچ ہزار نے تمام کو صحرا کی طرف نکال دیا اور سفید تلواروں کی زبان سے جو سُرخ موت (قتل) کی قاصد ہیں، موت کا پیغام ان کو سُنایا اور اُن کے مال اور زن و فرزند میں سے کوئی باقی نہ بچا۔

اور چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ محبت موروثی ہے اور دشمنی بھی موروثی" عقل کی نظر میں محکم ہے۔ برکا اغول کے مر جانے کے بعد اس کا بیٹا منگو تیمور قائمقام ہوا اور آباقا خاں کے ساتھ مخالفت قدیم کی بساط بچھادی اور ان دونوں کے درمیان چند دفعہ حملہ کرنے اور بھاگنے کا اتفاق بھی ہوا اور ایک دفعہ آباقا خاں کے تیس ہزار سوار تلوار مارنے والے اور نیزہ چلانے والے دریا پر سے واپسی عبور کرتے وقت برف کے اجزا کی طرح فنا ہو گئے یعنی تمام غرق ہو گئے اور زندگی کے ایام کے حاصل کو تختہ یخ پر منقش کر دیا (برف کے نقش بہت جلد معدوم ہو جاتے ہیں)

اس کے بعد جب آباقا خان کو ان کی دلیری اور لشکر کی کثرت معلوم ہوگئی۔ تو دربند کے اس طرف سے ایک دیوار بنادی جس کو "سیبا" یعنی مورچہ کہتے ہیں یہاں تک کہ آج جہاں آنے والے لشکر کی دار مخلصت اور لڑائی محال اور مشکل ہوگئی۔ اور یہ عداوتیں دائم اور قائم رہیں اور پہلو تہی اور جانبین کا ایک دوسرے سے بچ کے رہنا برقرار رہا گیختو خاں کے عہد سلطنت تک۔

جب تقتای صفات منگو تیمور کی سلطنت کا وارث ہوا تو متواتر خط و کتابت اور ایلچیوں کے پے در پے آنے سے تاجروں اور سوداگروں کی راہ کھل گئی اور مسافروں کے امن اور سلامتی کے اسباب مہیا ہو گئے اور سلطنت ایران، اونٹوں، گھوڑوں غلاموں اور بھیڑ بکریوں کی کثرت سے موجیں مارنے لگی اور اس اطراف کے عمدہ مال و متاع نے چند سالہ بندش کے بعد وسعت کی صورت حاصل کی۔

ذکر رصد مراغہ

جب پادشاہ کشور کشا ہلاکو خاں نے بغداد، علاقہ جات موصل اور دیار بکر کے کام کو تلوار کے قاطع حکم سے فیصلہ تک پہنچا دیا اور وہ علاقے صاف ہو گئے اور سرحد سلطنت روم کوشش کی وجہ، بخت کی برکت اور پادشاہانہ ہمت کی دلیری سے فتح اور محفوظ ہوگئی اور گذرگاہ ہونے کے اطراف

Marfat.com

اور ممالک کے نواح کو ہیبت کامل کے نگہبانوں اور مکمّل سیاست کے محافظوں کے سپرد کر دیا اور لشکروں کو ہر ایک سرحد پر مقرر کر دیا اور ان امور سے فراغت حاصل ہو گئی تو مولانا سلطان الحکماء المحققین نصیر الملّت والدین الطوسی (علّامہ نصیر الدین طوسی) نے "اللہ تعالےٰ اس کے درجے بلند کرے اور اسے قیامت کے دن حجت دکھائے" تخت سلطنت کی خدمت میں (بادشاہ کے حضور) عرض کیا کہ "اگر ایلخان کی غیب دان رائے میں درست ہو تو وہ احکام علم نجوم کی تجدید اور مسلسل رصدوں کی تحقیق کے لئے ایک رصد (بلند ٹیلہ جو دو مکان بالمقابل ایک دوسرے کے شرقاً غرباً چار سو گز لمبے اور سو گز چوڑے بنائے جاتے ہیں وہاں بیٹھ کر ستاروں کے حالات معلوم کرتے ہیں) بنائے اور ایک زائچہ (قانون علم نجوم) تیار کرے اور فکر دوربین [illegible] اور رائے بلند [illegible] کشائی کی احتیاط سے ایلخان کے لئے مہینوں اور برسوں کے پیش آنے والے حادثات اور خاص و عام کے گھیرنے والے احکام کا جاننا ضروری جانے اور وہ ستاروں کی رفتار ستاروں اور برجوں کے طلوع کی جگہ کی تقسیم اور [illegible] (گردش دوری) کے وجوہ بیان [illegible] کرے اور [illegible] اور زائل ہیں غور کرنے کے بعد جن سے [illegible] مغربی اور وسطی ان سے منسوب ہیں اور بادشاہ کے ستاروں کے [illegible] خطوط [illegible] اور مثلثات [illegible] (برج) شرفیہ [illegible] ستارہ [illegible] اور [illegible] کو دریافت کرنے کے بعد عمر کی درازی نفس کا [illegible] باقی رہنے اور اس کی حقیقت کو ظاہر کرے

یہ بات ایلخانی مزاج کے موافق اس کی حسن توجہ کی زیادتی کا باعث ہوئی اور تمام پھیلے ہوئے ممالک کے اوقاف کا متولی ہونا اس کی نظر صحیح کے حوالہ کر دیا (اسے متولی بنا دیا) اور حکم دیا کہ جس قدر مال، کہ تعمیر کی ضرورت [illegible] اس کی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے کافی ہو خزانہ اور علاقوں سے دیئے اور شاہی فرمان [illegible] الدین [illegible] منطقی قزوینی سے، فخر الدین مراغی موصل سے اور فخر الدین اخلاطی [illegible] مراغہ میں شمالی طرف سے ایک بلند ٹیلے کی چوٹی پر [illegible] سے تعمیر کیا اور یہ ۶۵۷ھ میں ہوا۔ اور فن نجوم میں طرح طرح کی [illegible] کیں اور علم ہیئت اور ریاضی) اور ستاروں کی رصدوں میں مہارت عمل پیدا کیا اور افلاک کی تمثالات کی شکلیں تدویرات حوامل، فرضی دائرے اور جنتریوں کی اصطرلاب کی معرفت کو نقش اور مجتمع کر دیا۔ اور قمر کی منازل

Marfat.com

اور بارہ۱۲ بُرجوں کے مراتب اس ہیئت پر بنائے گئے کہ ہر روز طلوع کے وقت سُورج کا پرتو بالائی قبہ کے سوراخ سے آستانہ کی سطح پر پڑتا تھا اور وسط آفتاب کی حرکت کے دقیقے اور درجے اور چاروں موسموں اور فصلوں میں بلندی کی کیفیت اور گھنٹوں کی مقداریں اس جگہ سے معلوم ہوتی تھی اور کُرۂ زمین کی شکل کو نہایت دقت نظر سے تیار کیا۔ اور ربع مسکون کا حصّہ ص۱۰۳ ساتوں ولایتوں میں دن کا طول اور مختلف مقاموں میں عرض بلد اور قطب شمالی کی بلندی مختلف شہروں کے نام اور وضع اور صورت اور جزیروں اور دریاؤں کی شکلیں روشن اور واضح کر دیں۔ اس طرح کہ گویا ثابتوں اور راستوں کی کتاب اس کے کناروں کی تحریر سے جمع کی ہے اور اس (نصیر الدین طوسی) نے ایک زیج خانی پادشاہ کے نام پر تصنیف کی اور چند جاولیں اور حسابی نُکتے جو متقدمین مانند کوشیار، فاخرؔ علائی اور شاہی وغیرہ کے زائچوں میں موجود نہ تھے، بڑھا دئے لیکن زیج خانی سے طالع سال کے نکالنے میں بہ نسبت متقدمین کے زائچوں کے استخراج حساب کے فرق واقعہ ہوتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ آفتاب کی بلندی مُلک یزدجرد اثیم سے پہلے ۱۸ دقیقے اور ۳۱ ثانیہ تھی اور آج کل بتّانی، کوشیار اور دوسرے لوگوں کی زیجوں میں ۲۸ دقیقے اور ۴۲ ثانیہ شمار کرتے ہیں اور زیج خانی میں ۲۸ دقیقے اور ۲ ثانیہ۔ اس طرح ۴۰ ثانیے کم کر دئے یعنے رصد سے اس طرح معلوم ہُوا۔ بلاشک طالع کے نکالنے کے عمل میں چار درجوں کا فرق پڑتا ہے۔ کیونکہ وسط آفتاب کی حرکت دن رات کی حرکت میں تقریباً ایک درجہ ہے۔

مگر ابھی تک رصد کی عمارت تمام نہ ہوئی تھی کہ مقررہ موت نے کمین گاہ سے نشانہ لگایا اور ہلاکو خاں نے ۶۶۳ھ میں تودۂ فانی کی مٹی کا گڑھا تخت خانی کی بلندی کے عوض پایا۔ مُغلوں کے آئین کے مطابق ایک دخمہ (قبر) بنایا اور وہاں بہت سونا اور جواہرات بھرے اور چند لڑکیاں ستاروں کی طرح چمکتی ہوئی زیوروں اور پوشاکوں اور تاجوں اور کلغیوں سمیت اس کے ساتھ سلا دیں۔ تاکہ تاریکی کی وحشت تنہائی کی دہشت خوابگاہ اور مقام کی تنگی اور عذاب اور دُکھ اور غموں سے محفوظ رہے۔

اور خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے اس کی تاریخ وفات کے بیان ص۱۰۴ میں کہا ؎

(۱) جب ہلاکو مراغہ سے سرد سیر مقام کو گیا۔ تو موت کے اندازے نے اس کی عمر کے وقت کو ختم کر دیا (۲) ۶۶۳ھ میں اتوار کی رات کو ربیع الآخر کی اُنیسویں رات تھی۔

Marfat.com

کہاں گیا وہ رُعب وخوف اور جباری کا کمال، مزید دبدبہ اور کامیابی، ملکوں کو فتح کرنے والے لشکر کی حشمت اور آسمان کو چھونے والی نخوت کا کلاہ گوشہ تاکہ آسمانی قضا کے درمیان آجاتا اور خدائی قُدرت کا مانع ہوتا۔ یا بیحد خزانے اور دفینے فدیہ کے طور پر بیچ میں رکھدیتا اور ایک ساعت تاخیر اور مہلت پاتا۔

(۱) تیغ جہانگیر اور گُرز قلعہ کشائی کی چوٹ سے۔ جہان میرے تابع ہوگیا جیساکہ جسم رائے کا تابع ہے (۲) ایک ہاتھ دراز کرنے سے مینے بہت سے قلعے فتح کئے اور بہت لشکروں کو شکست دی ایک ذرا سے استقلال سے (۳) لیکن جب موت نے حملہ کیا تو کوئی چیز مفید نہ ہوئی بقا صرف خدا کے لئے ہے اور سلطنت خدا کی ملکیت ہے۔

جلوس آباقا خان عادل

جب سوگواری کی مدّت ختم ہوگئی اور عادت کے مطابق متواتر کئی دن اس کی رُوح پر ثواب پہنچایا تو کار سلطنت کو کسی ایک اولاد کے سپرد کرنے کے بارے میں صلاح اور مشورہ شروع کیا۔ ہلاکو خاں بارہ [12] بیٹے، کہ ان میں سے ہر ایک سلطنت کے آسمان پر ایک ۔۔۔ برج اور چمن شاہی میں سیدھا اور خراماں سرو تھا۔ رکھتا تھا۔ اباقا، یشمت، تبسین ۔۔۔ منگو تیمور، بزدار، اجائی، تکشین، نکودار، چوشکب، تغز، تائے بیودار، اور چو۔۔۔ محکمۂ ازل کے حاکم (خدائے تعالیٰ) نے عدل کی انگوٹھی اور فیصلہ کرنے کی تلوار آباقا کے ۔۔۔ اور توانگری والے دائیں اور بائیں ہاتھ کے ساتھ ملائی تھی۔ اور ملک داری کی نشانیاں اور بخت آوری کی علامات اس کے مبارک ماتھے سے چمکتا تھا رغوان آقا نے اولجائی خاتون دیگر خاتونوں، شہزادوں اور سرداروں کے ساتھ مل کر احکام چنگیز خانی کو یاد ۔۔۔ مبالغہ کیا اور اس کے بعد ایک ایلچی قبلا قاآن کی درگاہ میں واقعہ کی اطلاع ۔۔۔ مصلحت کے جتلانے کے لئے روانہ کیا اور سب نے مل کر سر جھکا دیا اور ہم زبان ہوگئے کہ سب فلک کو تابع رکھنے والے آباقا کے قضا کی طرح جاری ہونے والے اوامر کے تابعدار اور آسمان کی طرح نواحی کے مطیع رہینگے۔

پھر علما کے قول کے مطابق اور نجومیوں کے احکام کے موافق ۶۶۳ھ کے وسط میں آباقا ۔۔۔

ہیں جو اپنے طالع کی مانند مبارک اور اس زمانے میں جس میں آرزوؤں کے پورا ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ فلک کو چھونے والے پائیں کو۔ سلطنت کی مسند، اقبال کے تکیہ گاہ اور غم کے گھٹانے اور خوشی بڑھانے والے تخت پر رکھا عقل کل زبان کو خوشبو دینے والی صفات اور کشائش لانے والی دُعا کے ساتھ کھول کر پڑھتی تھی ؎

(۱) عقل فعال (منتظم عالم سفلی) کے تقاضا سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ تیرے نیل کے خبر دینے والے اس کے راز سے آگاہ رہیں (۲) صاحب جدی (زحل) اگر تیرے قصر کا پاسبان نہ ہو۔ تو وہ جو دلو کی منزل رکھتا ہے (یعنی زحل) اس کا مسکن چاہ میں ہو (۳) مُشتری اگر تیری محبت کے سمندر میں حوت کی طرح وطن بنائے۔ تو ہر دم اس کی قوس کا تیر بدخواہ کے دل پر لگے (۴) ترک آسمان (مریخ) اگر تیرے دشمن کا خون حمل کی طرح نہ گرائے۔ تو عقرب کا زہر اور نیش اچانک اس کے جگر لگے (۵) آفتاب اگر اسد کی طرح تیرے دشمنوں کا دشمن ہے۔ تو ابد تک بخت کے آسمان کی تخت گاہ کا بادشاہ ہو (۶) زہرہ اگر تیرے دوستوں کے ساتھ میزان کی طرح صادق ہے۔ تو اس کے ثور کے خوشے سے شیر فلک (اسد) لوطری بنا ہے (۷) تیر (عطارد) اگر جوزا کی طرح تیری خدمت کی کمر باندھے تو اس کا خوشہ صبح اللہ کے راستے کا توشہ ہو (۸) اگر قمر خرچنگ (سرطان) کی طرح کج راہی کا ارادہ کرے تو آسمان کے راستہ میں جب چلے گمراہ ہو جائے (۹) راس اگر تیرے پاؤں کو بوسہ دے۔ تو وہ بلندی میں مُشتری ہو جائے۔ اور اگر ذنب تیرا مطیع ہو جائے تو خدا کرے اس کا مرتبہ راس کی طرح ہو جائے۔

تمام شہزادوں نے باری باری تعظیم کے لئے پٹکا گردن میں ڈال کر سات دفعہ سریر کے سامنے گھٹنے ٹیکے۔ اور جشن کے کام کو فردوس بریں کی طرح خوش چشم حوروں جیسی بیگمات کے جمال سے آراستہ کیا۔ اور ساقی اس جوہر سیال (شراب) سے جس کی صفت اشعار میں ہے۔

ع (۱) ایسی شراب جو دماغی عقل کے نور سے زیادہ صاف جس کے پیالے کی طرف سے تو روح کا جسم دیکھیگا (۲) جب وہ شراب پیالہ میں پڑے تو اس کے اثر سے مشت آنکھ کا میدان (آنکھ کا ڈھیلا) ارغوان (سُرخ) ہو جائے اور عقل کا مغز معطر ہو جائے۔

Marfat.com

(ساقی) سونے چاندی کے چھوٹے پیالے، ساغر اور جام ناپتے تھے اور خوش آواز مطرب اور بلبل نوا گانے والی عورتیں زبان سلطنت سے (یعنی سلطنت کی طرف سے) اس غزل کا ایک نغمہ گا رہی تھیں ؎

(۱) میدانِ وفا میں میرا پیاسہ اس طرح آیا جس طرح میں چاہتا ہوں۔ محبت کی عدالت سے میرا کام اس طرح بنا جس طرح کہ میں چاہتا ہوں (۲) دفتر میں سے میری امید کی فال اس طرح نکلی جیسی میں نے ڈھونڈھی۔ قرعہ سے میرے خیال کا نقش اس طرح نکلا جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔

اور یہ مُتَّبع رباعی (جس کا ایک بیت عربی دُوسرا فارسی ہو) جو بلبل کے نغموں اور گُل کے دیدار سے زیادہ عمدہ اور دلکشا ہے، راست قولی سے اُس کی پیروی کی تھی (راست راگ میں اس کو گایا) رباعی

(۱) گلاب محبوبوں کی زلفوں کی طرح خوشبو دیتا ہے۔ اور بلبل باغ میں گلاب پر چہچہا رہا ہے (۲) صبح کے وقت وہ دوست کے ساتھ خوش بیٹھا ہوا ہے۔ کہاں ہے؟ مطرب اور شراب تاکہ میں صبح کی شراب کی داد دوں (پیئوں)

چند روز شراب کے پیالوں کے تسلسل، اور گل اندام حسینوں کے مشاہدے سے عیش و عشرت کے شہباز کو مُراد کے جال میں پھنساتے تھے اور حصول مطلب کے دن کو اُنس اور لذت کی رات سے ملاتے تھے اور جب دریا کا چہرہ شراب کی تاثیر سے سُرخ ہو جاتا تھا اور باغ کے پردوں میں شراب کی خوشی کی تیزی اپنا جوہر دکھاتی تھی تو ثریا منتظم انجمن نبات النعش (ستارے) کی طرح تتر بتر ہو جاتی۔ اور پھر اسوقت جب کہ صبح کا سُنہری پروں والا مُرغ فضا (سورج) حقّہ پر پھیلاتا اور صبح کی رسم کے مطابق آواز نکالتا تو سلطنت کے کام کی رونق اور عیش و خوشی کی تیاری کے لئے ؎

(۱) ساقی کے پنجہ نے صراحی کے مُرغ کو دام میں گرفتار کر لیا کیونکہ ... سے دلوں کا دانہ پیشانی (رتاب) میں پڑ گیا (۲) صبح شراب کی طرح ... اور شراب صبح کی طرح تمام صاف تھی۔ جرعہ بدن کو بوسہ دینے والا ہو گیا اور زمین جرعہ سے مست ہو گئی۔

اسی طریقے اور ڈھنگ سے راتوں اور دنوں کے طول کو مراد اور رقص میں بسر کرتے تھے۔

اُس جشن کے حُسن کی موافقت سے مجلس بہار میں جوئبار کے کنارے گُل لالہ بھی مرجان کا پیالہ بادل کے بہتے ہوئے قطرات سے بھرتا تھا اور سوسن زمین کے باشندوں کو نوروز جہاں افروز کی بشارت دیتی تھی۔ گُل مجسم چہرہ اور نرگس ہمہ تن آنکھ ہوگئی تھی اور سنبل اور بنفشہ یار کے گیسوی اور زُلف کی غیرت اور رشک سے غصے اور پیچ وتاب میں تھے۔ زمین اور پہاڑوں کے اطراف، سبزہ اور خوشبودار پھولوں سے کارخانۂ ششتری (ششتر جہاں قالین بنتے ہیں) کو ظاہر کرتے تھے اور خانۂ آذری کو شرمندہ کرنے والے تھے۔ حوضوں کا شیریں پانی بہشتی نہر کی مٹھاس کی حکایت کرنے والا تھا اور باغ اور میدان کی تازگی اور فراخ عیشی فردوس کے باغوں کی طرف رہنمائی کرتی۔ فاختہ تجنیس اور تسجیع (آواز موزوں) سے کاتب کے شعر کو اچھی طرح گاتی تھی ؎

گرج کے شور سے پہاڑ بھر گئے۔ جوئبار نرگس اور لالہ سے بھر گئے (۲) لالہ سے رعب، نرگس سے فریب علاوہ سنبل سے ناز وعتاب اور گلنار سے زینت (ظاہر ہے)

بادِ صبا کی مشاطہ کبھی زلف بنفشہ کو بل دیتی تھی اور (کبھی) ارغوان کا اُبٹنہ ٹہنیوں کی نئی دُلہن کے چہرہ پر ملتی تھی اور مخمور نرگس مستی میں ؎

تاکہ پادشاہ عدل کا پیالہ لے لے۔ اپنے سر پر خالص سونے کا ساغر رکھے ہوئے تھی۔

اسی طرح عیش کا کام انتہا تک پہنچ گیا اور عیش اور خوشی کے اسباب کا انجام بیحد ملال میں ختم ہُوا (یعنے اس کام کے ختم ہونے کا ملال تھا) ایلخانی داہنے ہاتھ کی کان جیسی اور بائیں ہاتھ کی دریا جیسی ہمّت نے شاہزادوں کو شاہانہ احسانات اور خسروانہ عطیات سے مخصوص فرمایا اور سرداروں کی۔ مانند ارغون آقا۔ الکان و بندر شکتور۔ برغان اغول۔ امیر سالسنر اور شیرامون پسر جرماغون کے۔ اور دیگر دس ہزار فوج، ہزار فوج، سینکڑہ اور دس سپاہیوں تک کے افسروں کی ان کے مناسب حال اور مناسب مراتب پرورش کی۔ اور ہر ایک کا کام اور مرتبہ جیسا کہ مقرر تھا وہ جانتا تھا اور حسب غایت تک وہ جس کی کوشش اور محل ظہور میں تھے ان پر مقرر اور مسلم رکھا۔

اور ایلچیوں کو جو عقاب کی مانند نشیب و فراز پر اُڑنے والے اور برق کی طرح چلنے اور گذرنے والے تھے۔ روانہ فرمایا۔ ان احکام کے ساتھ جو بخشایش کی خوشخبری پر مشتمل تھے اور مزید احسان اور بخشش کے کفیل تھے۔ اور اطراف روم، بغداد، موصل اور دربند کی

Marfat.com

سرحد پر لشکر مقرر کئے۔ اور اپنے بھائی شہزادہ تبشین کو خراسان میں اپنی جگہ پر بٹھایا اور ملکی انتظام، سلطنت کی رونق کی حفاظت میں خانیت کی عظمت کی زیادتی اور انصاف و عدل کے کمال پر اس حد تک مبالغہ کیا کہ ؎

مثلا اس طرح کا دین اور انصاف اور اس طرح کا میدان جنگ اور بزم آرائی
اس طرح کی عقلمندی اور ارادہ اور ایسی رائے اور مضبوطی

پرانے سلاطین اور کامیاب پادشاہوں سے حکایت نہیں کی ہے۔ اور بہت تھوڑے دنوں میں لوگوں کو امان دینے اور راحت اور امان کی نعمت پھیلانے سے ؎

جہان ایک بہشت کی طرح آراستہ ہوگیا۔ رنگ اور خوشبو سے پُر اور مال سے معمور ہوگیا۔

اس کے عہد سلطنت میں تاریخ اس کے عدل اور آرام کا روزنامہ اور عنوان کو سخاوت اور شادی کی تحریر ظاہر کرتی تھی۔ چار شخص ہمعصر تھے چار فضیلتوں اور بلند مرتبوں میں مشہور ع ہر ایک جسم کے لئے صفت میں ایک اور جان تھی (مختلف صفات کے تھے) ایک مولانائے اعظم نصیر الدین محمد طوسی جو حکمت، علوم ریاضی اور اخلاق کے کمال ہیں۔ ع ارسطالیس (طالیس) اور افلاطون یونانی سے آگے سبقت لے گئے۔ دوسرے صاحب دیوان (وزیر) شمس الدین جیسے کہ سنہری پیشانی والے قلم نے اس کی مضبوط رائے کو وزارت کے قانون کے دیباچہ پر لکھا

(کہ گویا کہ وہ اس وزارت میں انتہا ہے بلکہ نشانی ہے۔ اور گویا کہ وہ اس فن میں موجد کیا ہے بلکہ معجز نما ہے)

تیسرا آلات موسیقی میں ایک عیسے نفس (مسیحا) اور موسیقی اور الحان کی تفسیر میں جادو بیان صفی الدین عبدالمؤمن ارموی جیسا۔ کہ جب تک جہان رہیگا ان باتوں کے بلبل [illegible] کے پھولوں کے پودوں پر اس کے تصنیفوں کو راحت راگنیں سناتے رہیں گے۔ چوتھے (کاتب) جمال الدین یاقوت جیسا۔ کہ مثلا ع کا تعنونوں کی زینت [illegible] اس کی پوروں کی صفت کو زیب دیتا ہے۔

سوغونجاق نوئین کو ممالک کی حکومت اور نیابت خطائی اور خاص طور پر مہمات بغداد اور فارس کا انتظام اس کے اہتمام کی نظر میں رکھا اور انصاف یہ ہے کہ وہ عاقل اور عادل امیر تھا اور مصالح کے ضبط اور کامیاب امور کے ربط میں ایسی بنیاد رکھی کہ جس کا ذکر زمانے کے

Marfat.com

گذرنے سے خاموش نہیں ہوگا اور زمانے کے مصائب کا ہاتھ اس کے کناروں اور اطراف تک راہ نہیں پائیگا۔

اور ممالک کی صاحب دیوانی کا منصب ہولاکو خاں کے زمانے کے دستور کے مطابق صاحب عادل شمس الدین محمد بن صاحب الدیوان بہاؤالدین محمد الجوینی "اللہ تعالیٰ روشن کرے اُن کی قبروں کو اور روشن کرے ان کی پیشانیوں کو" کے سپرد کیا اور وہ باپ دادا سے خراسان کے بلند مرتبہ بزرگوں، اور عظمت والے لوگوں اور مشہور اکابر میں سے تھا۔ اُن کے دولت یار خاندان کی، شرافت کی جڑوں کی بہادری اور جلال کی بیرونی جڑوں کی اصل اور عزت والی رگ کی شرافت اور بزرگ اصل کی پاکیزگی، جو کہ آرزؤں کی جائے قیام، اقبال کی جائے نزول، فضیلتوں کی منزل۔ بزرگیوں کی خوبیوں کی چراگاہ، علوم کے بدائع کی آرامگاہ، حُسنِ اخلاق کا گھاٹ۔ رگوں کی پاکیزگی کا چشمہ، اصحاب شجاعت کی جائے پناہ اور عطا چاہنے والوں کی دروازوں کو کھٹکھٹانے کی جگہ تھی۔ جہان والوں کے لئے مثل مشہور ہے اور نُور آفتاب کی طرح مطلع خراسان سے دُنیا کے اطراف میں روشن ہے اور پھیلی ہوئی ہے اور درحقیقت اس (شمش الدین) نے ہلاکو خاں کے عہد سلطنت میں، جو کہ مغلوں کے غلبہ کی آگ کے بھڑکنے اور بیگانوں کے غلبہ کی صبح کے ظاہر ہونے کا وقت تھا، پیغمبروں کے سردار (حضرت محمد علیہ وسلّم) کے دین کے قواعد کی حفاظت، شر کے مواد کو دُور کرنے اور بیضۂ اسلام کی حمایت میں ید بیضا (روشن ہاتھ، اعجاز موسوی) دکھایا۔ اور جب تخت سلطنت آباقاخاں کے مرتبہ سے مزیّن ہُوا تو اس نے خلعت، عادت اور امید سے بڑھ کر عطا کئے۔ اور مریخ آثار تلوار کی نیابت ۲۱ (وزارت) کو بدستور اس (شمس الدین) کے گوہر نثار اور عطارد کی علامت والے بیچین (لینے بیحد مصروف) قلم پر بحال رکھا اور زبان وزارت محرّر (کاتب مصنف کتاب) کی املاسے حسن تکریر (ایک لفظ کو مکرر لاکر ہر جگہ الگ معنے مراد لینا) کی صنعت میں کہتی تھی۔ ؎

منصب (وزارت) سے اگر سب لوگوں کا رُتبہ اور درجہ بڑھ جاتا ہے۔ تو تُو ہی

ایسا ہے کہ تیرے منصب نے تیرے مرتبۂ ذاتی سے رُتبہ حاصل کیا۔

مستقل ارادے، صائب رائے، بلند سعی اور مددگار اقبال کے ساتھ مہمات سلطنت کے سرانجام اور شرع کے احوال کے خلل کے تدارک میں لگ گیا اور پبلک کے مراتب کو رعیت سے لے کر گڈریوں تک اہلیت کی حد کامل اور استحقاق کے محل رسائی میں ثابت اور

Marfat.com

قائم کردیا ہے

آصف (بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام) اگر اس ملک کا اس طرح انتظام کرتا جس طرح کہ اس نے کیا تو مدت دراز تک سلیمان علیہ السلام انگشتری گم کیوں کرتا اُس کی بارگاہ خراسان، عراق، بغداد، شام، روم اور آرمینیہ کے بزرگوں، سلطانوں اور بادشاہوں کا ملجا اور ماوا ہوگئی اور اس کی سخاوت کے صحیفوں کی اشاعت کے زمانے میں حاتم (طائی) کا فسانہ تحریروں، کتابوں کو لپیٹ دینے کی طرح ہوگیا۔ اطراف کے گردن کشوں اور ممالک کے بادشاہوں میں سے جس نے بھی اس کی مخالفت کا سانس بھرا اور اطاعت کے قدم کو تابعداری کی سڑک سے پھرایا تو ابدی سعادت اور سرمدی دولت نے اس کو ہلاکت کے سمندر میں غرق، اور تباہی کے شعلوں سے جلا دیا اور یہ آیت "ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے اس طرح سے کہ اُن کو معلوم بھی نہ ہوگا" اس کے شان میں نازل ہوئی۔

تمام ممالک ایلخانی میں بڑھنے والی املاک کی جاگیروں اور [illegible] اموال خاصہ کے لئے ایک با اختیار کارکن پوری نیابت کرنے والے معتمد مقرر فرمائے یہاں تک کہ احسان، انعام اور مختلف صلوں اور صدقوں کے دروازے کھلے رکھتے تھے۔

اور ۶۹۳ھ میں جو کیخاتو خاں کا عہد سلطنت تھا۔ مال خاص کے حسابات میں سے ایک اطلاع ہاتھ لگی کہ صاحبی کے املاک کی ایک سال کی آمدنی تین سو ساٹھ تومان تھی۔

اور علاوہ اس بزرگی کے اہل علم و فضل کی عزت اور تعظیم میں اس حد تک مبالغہ کیا کہ اس کی تربیت کی صبا کے چلنے سے گلزار علوم کے آرزؤں کے غنچے کھل گئے اور اس کے اقبال کے شیریں پانی کی آبیاری سے فضیلتوں کے پودے جڑیں مضبوط کرلیں اور سایہ گستر ہوگیا۔ ہنر کے مردوں کی ہڈیاں زندگی کی منزل میں خراماں ہوئیں اور کرم کے سامان کی متفرق چیزیں جو معدوم عنقا کی مانند تھیں اس کا اسم سُنا جاتا ہے اور جسم دکھائی نہیں رکھتا ہے۔ جلوہ کے میدان میں ظہور کیا۔ دانائی کے ستارے نے اس کی [illegible] کا درجہ پایا۔ اس کی رائوں کا چمکدار سورج دلوں کی آرائش کے لئے مشاطہ (ماشطہ) بن گیا اور اُس کا ہما جیسا سایہ جہان والوں کی آسائش کا ذریعہ بن گیا اس کی نعمتیں اور انعام احسان کی آلائش سے پاک تھے، فضیلت والوں کو رذیلوں، حکیم کو جاہل اور شریف خاندان والے کو کمینے سے امتیاز جس کی آجکل امید نہیں۔ ظاہر ہوگیا۔ اور آداب فضائل کے [illegible]

جو اسوقت رُوح کے پگھلانے کا موجب ہے اور اس سے آخری سانس بھی نہیں رہا۔ مختصر یہ کہ۔ الف کی طرح سیدھا قلم نون والقلم (قرآن کریم کی ایک صورت کا نام ہے) کی طرح متبرک تھا اور جہان والوں کے لئے باعث برکت ہُوا۔ سیاہی نے "کہ سیاہی زیادہ نفع مند ہے سونے سے اور زیادہ لائق زینت ہے (یا زیادہ لائق ہے عالم اور دانشمند کے)" کی صورت اختیار کی۔ ارباب ہُنر کے کلام کو۔ جو اس زمانے میں غم کی گرہ کا سبب اور مُنہ کے قید خانے میں مقید معلوم ہوتا ہے۔ فوقیت کے تخت پر متمکن کیا۔ شعر کو۔ جو کر جو کی مانند بے قیمتی کی عادت رکھتا ہے۔ شعریٰ (ستارۂ مشہور) کی طرح شُہرت کے آسمان پر چمکا دیا۔ اور نثر کا کام۔ جو کہ آج اُڑتے ہوئے ذرّوں کی طرح ہے" صفحہ ۱۱۴ اس کو نثرہ (منزل قمر) سے آگے گذار دیا۔

اس کی طبع کی لطافت کے سامنے آسمان اجرام آڑ ہو جانے والے کثافت تھے اور صاف اور شیریں آب حیات اس کے قلم کے چھینٹوں کی شرم سے گدلے پن کی طرف مائل تھا۔ دانش کی صنعت میں اس کے آداب کی کثرت کے مقابل میکال کا دل بالکل کند تھا۔ اس کے ڈھلے ہوئے الفاظ کی سلاست کے مقابلہ میں ذوالکفایتین (ایک کاتب کا لقب ہے) بالکل بے حقیقت تھی۔ اس کا کلام بغیر بھرتی کے خود بخود نمکین (مزہ دار) تھا اور اس کے رموز میں لطافت نکتوں کے اظہار میں روانی اور معانی، فضیلت کی قوّت سے تمامتر نادر، اور اس کی عبارت کا چمن استعاروں کی پاکیزگی کی وجہ سے ہر موسم میں مرتبۂ بہار رکھتا ہے۔ یا اس کا مفصّل کلام ہمہ تن ابو الفضل بدیع ہمدانی کا رُتبہ رکھتا ہے۔ اسکی دلفریب تضمینیں عقل کے نقوش کی طرح نگین جان میں جائے گیر، اور الفاظ کی ترکیبوں کی صورتیں معانی کے ودیعت رکھنے اور لطائف کے ایجاد کرنے سے جان پذیر ہیں۔

اگرچہ سُورج کے لئے دلائل قایم کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی (مصنّف نے) چاہا کہ یہ کتاب (وصاف) اس صاحب قران (شمس الدین) کے دُر فشاں قلم سے نکلے ہوئے الفاظ اور معطّر دل کے نتائج سے خالی نہ رہے اسوقت کہ روم کے مسالک اور اس کے مصالح کا انتظام کرنے کے لئے وہ سردار (شمس الدین) اس علاقہ کی طرف ارادہ کی باگ موڑے ہوئے تھا کہ ایک روز اثنائے مجلس میں اور ایسی مجلس جو اغیار کے غبار سے خالی اور اُنس کے لباس سے ملبوس تھی۔ بیان کے پیالوں کی جرعہ کشی کی طرف رغبت ظاہر کی اور اُس جیسی حالت میں موزوں ہے پڑھنا اس گفتگو کا جو نتھرے ہوئے پانی اور حلال جادو کی

Marfat.com

طرح ہے"۔ **نظم**

(۱) وہ وقت آگیا کہ بُلبل کا گلا چمن میں غُلغل کا شور مچاتا ہے (۲) زبانِ عقل سے ہر ایک پھول کہتا ہے۔ صراحی سے آوازِ قُل قُل سنو۔ تو سمجھ لو کہ عُمر اب جارہی ہے (۳) باغ سرو سے سرفراز ہے اور گُل اور بُلبل سے باسامان ہے (۵) غنچہ تمام رازوں کی باتیں ہیں۔ چشمِ نرگس بھی صبح کے وقت کھلی ہوئی ہے۔ پھر اس کی طرح کا بادہ خوار کون ہے (۲) باغ بہشت عدن کی طرح موجود ہیں۔ سروِ قدِ یار کی طرح لہلہاتا ہے (۳) اُنس صبح کے وقت کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور اچھی وضع والی بادِ شمال ہے۔ گُل عاشقوں کے سر پر سے نثار ہو رہے ہیں (۴) سوسن نے ثنا میں زبان کھولی ہے۔ شمشاد پاؤں پر کھڑا ہے (تعظیم کے لیے) (۵) سُنبل نے سرِ زُلف کو بل دیا ہے۔ اور اس کنوارے غنچہ نے بچہ جنا ہے دیکھ صبا اس کی پردہ دار ہے (۶) ابرِ آذاری (بہاری) نے گلاب برسایا۔ یا عطار کے ڈبے نے عبیر کی دھونی دی (۷) یا تاتار کا مال (مُشک) کھُل گیا۔ یا دلدار نے بالوں میں کنگھی کی۔ یا نوبہار کی نسیم کی خوشبو ہے۔

(۸) اے دل تو فضول خاموش نہ بیٹھ۔ مکر نہ خرید اور فریب نہ بیچ (۹) مقلدوں کی تقلید کی طرف کان نہ لگا۔ یار کے ساتھ بیٹھ اور شراب برابر پی۔ کیونکہ تیری عُمر کا حاصل یہی دو کام ہیں (۱۰) موسم گُل آیا اور موسم خزاں گیا اور نہ حاصل شدہ چیز کا بالکل غم نہ کھا (۱۱) شراب کی صراحی اور قدح سے پی جا۔ چنگ رباب، بربط اور نے کے ساتھ۔ کیونکہ یہ آب و ہوا تیرے موافق ہے (۱۲) ہر چمن میں ایک ایک لالہ زار ہے۔ ہر فاختہ نے ایک دردناک نالہ کیا ہے (۱۳) پھولوں پر اوس کا ابر برسا ہے ہاں مختصر یہ کہ تیرا ہاتھ ہو اور پیالہ۔ کیونکہ خوشی کے ارباب بیشمار ہیں۔

(۱) زاہد نے بالکل ٹھیک تو یہ توڑ دی۔ وہ معشوق اور شراب کے پاس بیٹھا (۲) آخر کار جب مست ہو گیا تو کہتا تھا کہ تو بھی فرصت کو ہاتھ سے نہ دے۔ کیونکہ یہ دُنیا ناپائدار ہے (۳) مُرغِ شب (بُلبل) کی طرح صبح کے وقت اُٹھ۔ چنگ کے نالہ کی طرح نالہ کو تیز کر (۴) عقل کے ساتھ جہالت کی وجہ سے نہ لڑ۔ ساغرِ عیش میں

Marfat.com

انگور کا خُون (شراب) ڈال۔ کیونکہ اسوقت شراب خوشگوار ہے (۵) تو گُردوں کی تلوار سے زخمی خستہ ہوگیا۔ خواہ وہ شریف تھا خواہ کمینہ (۶) اس کا مست خمار بادہ کا ساقی ہے۔ کیونکہ اس اُلٹے جہان میں۔ جہاں بھی گُل ہے وُہ خار کا جُفت ہے (۷) اے ساقی دل غم سے برباد ہوگیا۔ اے ساقی سُورج نے رُخ دکھادیا (۸) ہاں ہاں ساقی! ساغر دے، شراب لا۔ اے ساقی فصل گل میں اور شباب ہیں۔ دیوانہ وہ ہے جو ہوشیار ہے (۹) سبزہ حسینوں کے سبزہ (خط) کی طرح اُگا ہے۔ خوش اس کا دل ہے جس نے اچھے عیش کو ڈھونڈا (۱۰) یاد کر کہ عمر کا عہد سُست ہوگیا ہے۔ اور آج کہ تیری باری ہے۔ کل اور پرسوں کی یادگار ہے (۱۱) زمانہ رنگ اور نقش سے پُر ہوگیا۔ بُلبل ترانہ گا رہی ہے (۱۲) شراب صاف اور نتھری ہوئی ہو۔ اے بیخبر لوگو! ایسے حال ہیں۔ ندیوں کے کنارے کا وقت ہے صہ۱۱ (۱) عشق ہے صبح کا وقت اور روشن پیالہ ہے۔ شمع ہے اور شراب ہے اور باغ کا گوشہ ہے (۲) اے مطرب میری خاطر سے۔ راست (نغمۂ موسیقی) کے سُروں میں یہ غزل گا۔ ایسا شعر جو شاہ پسند موتی کی طرح ہے (۳) دل تیرے غم میں بیقرار ہے اور شادی و عیش سے الگ تھلگ ہے (۴) (اے معشوق) آنکھ نے تیرے جیسا معشوق نہیں دیکھا۔ تیرے دیدار بغیر آنکھ اشکبار رہے۔ نہیں نہیں مینے غلط کہا (اشکبار نہیں) بلکہ خود آنکھ برس رہی ہے (۵) میرے شوق کے اسباب کو مت پوچھ۔ اور خُون کے آنسو گوشۂ چشم سے جاری ہیں (۶) میری رُوح کو گزند پہنچا ہے اور تو افسونگر ہے۔ میں تو فراق کی تلوار سے مرگیا ہوں اور وہ عشق اب تک قائم ہے (۷) اے ہَوا تو اگرچہ کمزور ہے۔ شاہ سخن (شمس الدین) کی خدمت میں (۸) چاہئیے کہ تو کسی صاحب اخلاص تک پہنچا دے۔ شرف (تخلص مصنّف و صاف) کی مخمس جو ایک تحفہ ہے۔ جو عقل کے کانوں میں گوشوارہ کی طرح ہے (۹) وزیر ہے اللہ کا تائید یافتہ اور کامیاب ہے، کریم مخدوم اور فضل پرور ہے (۱۰) جہان کا انتظام کرنے والا اپنی روشن رائے سے ہے۔ سخاوت میں فیاض ہے کہ ساتوں اقالیم۔ اس کی برکت اور عطائیں ہاتھ سے مالا مال ہیں (۱۱) ہمیشہ وہ دوستوں کا مطلب برآر رہے۔ ہمیشہ رہنے والی دولت اور عزّت میں رہے (۱۲) نُصرت اور

Marfat.com

فتح کے ساتھ ہمعنان رہے۔ اس کا فرمان قضا کی طرح جاری رہے۔ جب تک
کہ آسمان کے جِرم (وجود) کے لئے بقا ہے ؀

ایسی مجلس میں سیمیں رُخسار اور یاقوت لب ساقی، خاص نتھری ہوئی شراب بلوریں
تھوں پر رکھے ہوئے مثل[۱] اور بُلبل جیسی آواز والے مطربوں نے زہرہ (مغنی فلک) کو گوشئہ
ادر سے پکڑ کر تیسرے آسمان کی افق سے کشاں کشاں بزم میں کھینچ لیا۔ ناگاہ گانیوالوں
ں سے ایک نے خوش آواز سے، ایک دلرُبا نغمہ اور جانفزا زمزمہ صدناز و ادا سے زہیر کے
شعار میں سے گایا ؎

اے وہ شخص جس کے ساتھ شراب ناز کر رہی ہے۔ کیا اچھی ہیں یہ ادائیں۔

اس بیت کے حُسن اور ناز نے صاحب (شمس الدین) کے کرشمہ نما دل کو لوٹ لیا۔
ورأ باوجود کام کی کثرت کے، اقتدار اور پیروی کی راہ سے اُسی وزن اور ردی (قافیہ کے
آخری حرف) پر -ع- قلم اور کاغذ اُٹھایا اور فرفر لکھا، جو کہ بہتے پانی سے زیادہ شیریں اور
ادشمال سے زیادہ لطیف تھا؛ ؎

خدایا عشق سب سے زیادہ قریب وسیلہ ہے معشوق تک پہنچنے کا۔ اور آنسو
حصولِ تمنا کا ذریعہ ہیں۔

چونکہ بارہا شمس الدین نے علاؤالدین (برادر شمس الدین) کو فرمایا تھا کہ دل اس بھائی
کے اشعار کے مطالعہ کی طرف لگا ہُوا ہے اور نیز صاحبی (شمس الدین) کے کانوں تک یہ
ات پہنچی تھی کہ صفی الدین عبدالمؤمن اور بغداد کے بعض فضلاء نے علاؤالدین کے دربار میں
بیان کیا ہے کہ ہر چند صاحب شمس الدین کے روشن شعروں نے لطافت میں آبِ حیات کی آبرو
کم کر دی ہے مگر عجمیت کی بے فصاحتی (فارسیت) رکھتے ہیں لہذا صاحب نے اپنے تصنیف کردہ
اشعار کے ایک قطعہ میں یہ بیت صفی الدین کی سرزنش کے لئے لکھا تھا ؎

تُو نے میرے شعر کو عجمی کہا اور کھوٹا کہا۔ اے وہ کہ شعر اور شاعری سے نا...

ط۱۹ پس اس قصیدے کو وہاں بھیج دیا اور عنوان خط پر یہ دو بیت لکھے۔ ؎

اے وہ شخص جس کے صرف بعض صفات سے کل حسن ہے۔ اور بھلائی جس کی نیت
پر موقوف ہے۔ ترک کردے "متنبی احمد" کے شامیات (وہ قصائد جو شام میں
لکھے گئے) اور میوہ چینی کر اپنے بھائی کی ٹہنی سے روم کے گلابوں کی۔

Marfat.com

اسی طرح صاحبی کی بلند ہمتوں کی برکت، پسندیدہ خصائل کی خوبی، کمال بلاغت اور کثرت درایت سے تمام عالم نے علم اور عدل کے زیور سے زینت حاصل کی۔ اور ظلم، شرارت، فساد کا خیال، مفسدوں کے دماغ سے بالکل زائل ہو گیا۔ بکریوں نے کئی سالوں کے خونبہا بھیڑیوں سے طلب کئے اور تیہو نے باز اور شاہین سے عشق بازی شروع کر دی۔ اور اسی ذریعہ سے بادشاہ (آباقاخان) کا ذکر جمیل، زمانے کے سیاہ سپید دفاتر (روز و شب) پر ہمیشگی کے خط میں لکھدیا۔

جب مسند وزارت اس (شمس الدین) کے دانش طلب وجود سے مشرف ہوئی تو شاہی حکم کی رُو سے ممالک بغداد اور مضافات، جو خلافت کا مرکز اور تخت امامت کا مستقر تھا۔ صاحب علاؤالدین کے سپرد ہو گئے۔ گویا کمان اس کے بنانے والے کو دی گئی اور قطران خارش کی جگہ پر رکھا گیا۔ (یہ کام نہایت موزوں ہُوا) اور اس نے دستور کے مطابق احسان کے ہاتھ کو پھیلانے ظلم اور ستم کو رد کرنے فضل کی بنیادوں کو پختہ کرنے، علم کے مراسم کو نبا کرنے اور اہل علم کی پرورش کرنے میں ایسے آثار دکھائے کہ بلند مراتب کے میدان میں سے متقدمین اور متاخرین سے جیت کا نشان لے گیا۔ بغداد جو مستعصم کے واقعہ سے تباہ اور ویران ہو گیا تھا اور کام کرنے والوں اور کاموں کے حال کے ماتھے پر خلل کا نشان لگا دیا تھا اور باشندے خوشحالی سے دُور جا پڑے تھے۔ تھوڑے سے زمانہ میں عدل اور شفقت کے معمار سے آباد اور باشندوں کا دل، ناز و نعمت سے خرم اور شاد ہو گیا۔

اور اس کی خیرات عام کے اعداد و شمار اور کامل احسانوں کی امداد میں سے ایک یہ تھی کہ نجف کی زمین میں ۱۲ ایک نہر کھدوائی اور ایک لاکھ سُرخ دینار وہاں صرف کئے۔ تاکہ دریائے فرات کا پانی جو حسین عورتوں کے لعاب دہن کی حلاوت اور آب حیات کے چشمے کی مٹھاس رکھتا ہے۔ شہر کو غد (نجف) میں "اللہ تعالیٰ اُس کے ساکنین کی روح کو خوش رکھے" لایا اور وہ اراضی (زمین) جو عمارتوں سے خالی اور پاکیزگی کے علامات سے عاری تھی۔ اہلہا والے درختوں اور بہتی ہوئی نہروں سے مزین اور آراستہ ہوئی۔ اور اُن بیابانوں اور جنگلوں کی زمین نے بجائے خاردار درختوں اور خودرو گھاس کے، گلاب، لالہ اور سمن اُگائے۔ کوّے اور چیلوں کی کائیں کائیں اور بُری آواز کی بجائے فاختہ اور قمریوں کے دلفریب سوزوں نغمے اور سحر خواں بلبل کے چہچہے باقی رہ گئے۔

Marfat.com

جب یہ نہر ملت اور ملک کے کام کے مطابق لایا تو سابق بادشاہوں اور گذشتہ خلفا کی آبرو۔ جنہوں نے اس آرزو میں جہان کے خزانے برباد کر ڈالے اور لوگوں کے اموال کو حسرت اور افسوس کی مٹی میں ملادیا۔ گرادی۔

اور تاج الدین علی بن الامیر الدلفندی کو۔ جو اس زمانہ کے فضلا میں سے تھا اور بارگاہ صاحبی کی طرف سے ویران زمین کے زندہ کرنے اور فرات کو کھدوانے پر مامور تھا (علاؤالدین نے) ایک رسالہ کے لکھنے کا۔ اس بڑی نیکی (نہر) کے ظاہر کرنے اور اس اجر کثیر کے جاری کرنے، نشانیوں کو ہمیشہ رکھنے اور قابل فخر امور کے تا ابد قائم رکھنے کے بارے میں (علاؤالدین نے تاج الدین کو) منشی (مصنف) اور بیان کرنے والا بنایا جس کے الفاظ دریائے فرات کے پانی کی طرح شیریں ہیں بلکہ اس گوارا شراب کو فرات کہاں پہنچ سکتی ہے اور اس کے معانی جنت کے باغوں کو حقیر اور عیب دار سمجھتے ہیں۔ رسالہ کے ختم کرنے کے بعد رسالہ فضلا اکابر اور بلیغ لوگوں کے ایک گروہ نے شہادت کے طور پر اس رسالہ کے آخر میں اپنے خط میں نظمیں اور نثریں لکھیں اور چونکہ ماہر بلیغ لوگوں کی تصنیفات کے شکم اور [illegible] آدمیوں کی جامع کتابوں کے صفحے اس کی شرح کے لئے موزوں ہیں اسی [illegible] سے [illegible] جدا ہو گیا اور خود اس بارے میں طول کی ضرورت اور تطاول کی حاجت نہ [illegible] مصلحت [illegible] دور رہتا کہ یہ زبانہ حکم قضا کی مجلس میں آسمان اور ستارے کی زبان پر لفظ اشہد (میں گواہی دیتا ہوں) جاری ہوئے۔

ذکر خواجہ بہاؤالدین و خواجہ ہارون پسران صاحب شمس الدین

صاحب شمس الدین کی بہت ہدایت یافتہ اولاد اور رشد یافتہ لڑکے، خواجہ بہاؤالدین [illegible] خواجہ شرف الدین ہارون تھے۔ بلکہ اختر کشور کے قطرے شہر کے [illegible] چاند کی کرنیں، روشن [illegible] کے [illegible] اور صبح کی شفق تھے [illegible] بابا کہنے کے زمانہ میں کرم کے خصائل کی نشانیاں [illegible] ہر ایک کے مبارک ماتھے پر ظاہر اور روشن [illegible] ہمارے چھوٹے، فضائل میں ہمارے بڑے ہیں اور ہمارے [illegible] خوبیوں میں [illegible] پہلے [illegible]

واضح اور درخشاں تھیں۔

دونوں بھائی اس وجہ سے کہ ع۔ اس ہنرمند (باپ) سے بے ہنر (بیٹا) کیونکر ہو؟ اور جو اپنے باپ سے مشابہ ہو اس نے کوئی ظلم نہیں کیا، اور ایک چیز کی شاخ اس کی اصل کا پتہ دیتی ہے" قواعد علوم کے استحکام اور فضائل نفسانی کی صورتوں کو قائم رکھنے میں جس کے حصول سے حقیقت انسانی صحیح ہوتی ہے۔ علم حاصل کرنے کی گھڑدوڑ کے میدان میں اکٹھے دوڑتے تھے۔ مگر خواجہ ہارون سبقت لے گیا۔ اور فنون آداب میں ماہر اور بڑا عالم ہو گیا۔ اسکی تیزیٔ ذہن قضایا (جملے) کے نتیجے نکالنے میں آنکھ بجلی کی طرح نظر کو خیرہ کرنے والی اور لطافت طبعی صفائی کے مقابلہ میں، شفاف ہوا کے میدان جنگ کو توڑ دینے والی، اس کی نظم و نثر اہل زمانہ کے لئے افسانہ اور تلمیح و ترشیح (فن بدیع) کی خوبی ۱۲ آشنا اور بیگانہ کے لئے ترانہ تھی۔

اس نے آداب کی میوہ چینی سے تمسک کرنے کے باوجود علم موسیقی کے سیکھنے میں رغبت دکھائی اور صفی الدین عبدالمؤمن رات دن کا ملازم ہو گیا اور رسالہ "شرفی" اس (بہاؤالدین) کے القاب سے مزین، نسب (دو سروں کی درمیانی نسبت)، تالیف (دو پردوں کا ملا دینا) اور تحقیق الابعاد (تال) کی معرفت میں حاشیوں پر تصنیف کئے اور وہ اس استاد کے ارشاد کے مطابق اس علم (موسیقی) کا بلند پرواز شہباز اور اس فن کی شاخوں کا خوش الحان بلبل ہو گیا۔

لیکن خواجہ بہاؤالدین نشو و نما کے آغاز میں جہانکشائے (آباقاخاں) کے فرمان شاہی کے مطابق "صفاہان اور مضافات عراق و یزد" کی حکومت کا ہار گلے میں ڈالنے والا ہو گیا اور علوم کی تحصیل اور ثمرات فضل کے چننے میں۔ اگرچہ وہ بالکل بے بہرہ نہ تھا کسی قدر سستی نے راہ پایا۔ اور کہا گیا ہے کہ علم اپنا بعض حصہ تجھے نہیں دیگا جب تک تو اپنے آپ کو بالکل اسکے حوالے نہ کردے۔" اصلی مہمات کے جاری کرنے، احکام ملکی کے نافذ کرنے۔ طاقت کے اظہار اور رعب و دبدبہ کے اعلان کے لئے اس قدر کوششیں کیں کہ گذشتہ بادشاہوں کی حکایت کو منسوخ کرنے والا ہو گیا اس کے خوف کی ہیبت سے شیر درندہ روبہ بازی (مکاری) کے لئے راضی ہو گیا۔ اور اس کے عذاب کے خوف سے اطراف کے بادشاہ اور زمانہ کے اکابر نے غنودگی کے خیالات میں ہلاکت کی صورت مشاہدہ کر لی۔ چونکہ اہل صفاہان پیدائش سے ہی ارواح شریرہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں لہذا کلی طور پر عفو اور درگذر کا دراز

بند کر دیا اور رحمت کی پیٹھ شفقت اور مرحمت کے دوستوں کی طرف کردی ۔ اعراض کیا۔ اگر کوئی ایک بات بھی ارادہ کے ناموافق سُن پاتا۔ پھر جُرم صغیرہ یا کبیرہ کا کیا ذکر ہے تو جان کو برباد بلکہ تمام خاندان تک کا ستیاناس کر دیتا۔ اسی طرح چند ہزار آدمی، مختلف طرح طرح کی خونریزی، عذاب، ہاتھ پاؤں کاٹنا، پانی میں ڈبونا، آگ میں جلانا اور مدت قید کے بڑھا دینے کے ساتھ آبادئ حیات کی وسعت سے موت کے تہ خانہ کے وحشت خانہ سے جا ملے۔

ارکانِ سلطنت، دیوان کے نائب صدور اور اعیان کے گروہ، تمام ملازمین اور مقربان بارگاہ اور تمام اہل صفاہان۔ رات کو جب کہ نیند کے لئے[123] بستر بچھاتے تھے شمع کے شعلہ کی مانند اپنے وجود کے سر پر کانپتے تھے۔ کہ دوسرے روز اس کے قہر کے حلقہ سے کیونکر رہائی پائیں گے۔

سُبحان اللہ! نفس انسانی اس صفت پر تخلیق کیا گیا کہ اس کی قوت غضبی جو کہ مظہر شوق غلبہ اور انتقام ہے اور مصدر شدت حملہ اور پیش قدمی ہے" اس حد تک نفس ناطقہ کو خادم بنا لے کہ عقل کی تنبیہات، شرع کے موانع اور احسانات کے رجوعات سے باز رہنے والا رُکنے والا نہ بنے۔ اور جس قدر کہ نصائح اور وعظوں کو سُنے اور لوگ سفارش اور فریاد کریں۔ سنگدلی، عناد، غُصہ کی زیادتی اور لڑائی زیادہ بڑھتی جائے۔ اس کے خُون کے بہانے، بقیہ جانوں کو فنا کرنے کی کثرت اور بخشائش کی کمی کی وجہ سے صفاہان کے باشندے جو خود بخود محلوں محلّوں میں جنگ کر کے تلواروں اور چھریوں سے آتش خشم زدن میں سنگدل آدمیوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔ اور راتوں کو بدمعاشوں، رندوں اور چور دلوں کی وجہ سے بازاروں میں گذرنے کی طاقت حقیقت میں نہ کہ مجاز کے طور پر مفقود تھی۔ اور امن و امان کی نعمت سب لوگوں پر مکدر اور خراب تھی۔ بہت تھوڑے عرصہ میں ایسے تابع حکم اور فرمانبرداری کے پکے مطیع ہو گئے کہ کاشتکار، دہقان اور کھیتی باڑی کرنے والے، [illegible] زراعت کے سامان، زمین کھودنے کے اوزار، تخم اور کام کرنے والے [illegible] میں اس کی بیحد ریاست اور رُعب کے وکیل کے سپرد کر [illegible] اگر کوئی شخص بھی مخفی طور پر اُن میں سے بعض چیزوں کو گھر میں لاتا تو دوسرے روز [illegible] کی زندگی کی کھیتی، فنا کی درانتی سے کٹ جاتی۔ اسی طرح محلوں کی [illegible] اور سپہ سالاروں کے سپرد کر دی تھی۔ اور حکم دیا تھا تا کہ بازار والے بھی راتوں کو اپنی دُکانیں [illegible] مختلف قسم کے مال

اور کھانے پینے کی اقسام کے ساتھ رکھلی) چھوڑ دیتے تھے بغیر کسی چوکیدار اور محافظ کے اور خود گھروں کو چلے جاتے تھے۔ اور کسی فرد بشر کو اس کی طاقت نہ تھی کہ کھانے پینے کی ادنٰے چیزوں میں چہ جائیکہ نفیس نفائس میں تصرّف اور دست اندازی کرے۔

معتبر بزرگوں سے ۱۲۴ سنا گیا ہے کہ اُن دنوں "اور رات کی قسم ہے جب تاریک ہو جاتی ہے" کی سیاہی میں ایک گروہ چوکیداروں کا چوکیداری کے طور پر گشت کرتا تھا کہ اُن میں سے ایک کا گزر حلوائی کی دوکان پر ہُوا اور ان میں سے ایک ڈلی لوزات اُٹھالی اور دو درم چاندی کے جو کہ گرہ میں تھی۔ دُکان کے ایک گوشہ میں رکھ دی۔ دُوسرے روز جب سُورج کی ٹکیہ کو افق سے نمودار کیا پر لائے مالک دُکان۔ نے جب نہ فروخت کی ہوئی لوزات حلوا کے عوض چاندی دیکھی اگرچہ قیمت کے لحاظ سے زیادہ قیمت اس کے ہاتھ لگی تھی تو چھپانے کا سامان اور برداشت کی طاقت نہ رکھی۔ اور سیماب کی طرح بےچینی کی حالت میں درگاہ میں آیا۔ اور چاندی کو دربانوں کو دکھایا اور صُورت حال عرض کی، فوراً فرمایا کہ اس شخص کو جس نے یہ حرکت کی تھی چھوٹی کی طرح کھونٹی پر لٹکا دیں ۵ (از مؤلف)

آدمیوں کو بے تامل بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیا دفع نظر بد کے لئے سپند ہے۔ کہ سپند جلایا جاتا ہے۔

حکایت بیان کرتے ہیں کہ اس کا ایک غلام تھا نیک پے نام، بہت ہی محرم راز اور صحیح اخبار تھا۔ جہینہ اور حسین دو دوست تھے، جہینہ نے کسی طمع پر حسین کو قتل کر ڈالا، حسین کی بہن اپنے بھائی کا قاتل دریافت کرتی رہی ایک روز جہینہ کا وہاں گزر ہوا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ حسین کی خبر میرے پاس ہے۔ تب سے جہینہ سے صداقت کی ضرب المثل ہو گئی) ایک رات اس کو بھیجا کہ بازاروں میں جائے اور احتیاط کرے کہ وہ گروہ کٹڑوں اور محلوں کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں، ہوشیاری کے طریقہ پر چلتے ہیں یا بیداری کی شرط کو ترک کر دیا ہے؟ اُن میں سے کون غافل اور سویا ہوا ہے؟ اور کون غافل ہے اور خود بینی میں ہے؟ اطراف میں گشت لگانے کے بعد جب ایک محلہ تک پہنچا ... اس سے عرض کیا کہ میں نے فلاں شخص کو جو ... کام میں ... ہوشیار دیکھا اس کے عزم کے ... دروازے پر مضبوط پکڑا رکھا تھا اور اس کی ہوشیاری کا ... گھات میں ٹکرا جاتا تھا۔ اور میں نے دوسرے شخص کو دیکھا

۱۲۵ کر پہرہ کی جگہ بیٹھا تھا لیکن نیند کے لشکر نے اس کے دماغ کے شہر کو [illegible] کو گھیرا تھا اور حواس کے عملہ کو سوائے قوت متخیلہ کے مقررہ کاموں سے بیکار کر دیا [illegible] تیسرا حفاظت کے مقام سے غائب تھا اور ملامت کرنے والے زمانے کے عتاب [illegible]

دوسرے روز جب سورج کی کرنوں کے نقب لگانے والے نے [illegible] کی نقب لگائی اور ہشیاروں کے چوکیدار پوشیدگی کے مضبوط مکان میں گھس گئے حکم فرمایا کہ اُن تینوں میں سے ہر ایک کو الگ الگ سزا دیں شیخ جمال الدین نے جہاں کیا [illegible] حاضر تھا۔ اُن کی خدمت میں سوال کیا کہ اگر یہ دونوں غیر حاضری اور بے پرواہی کی وجہ سے مستحق عذاب ہو گئے ہیں تو اس کی (پہرہ دار) بھی عقل کی رو سے کوئی وجہ نہیں پائی جاتی [illegible] ہاں یہ شخص جو کہ حالات پر حاوی اور اپنے کام میں محتاط تھا اور آرام کے [illegible] لگایا جب نوازش کے اسباب کا مستحق نہیں ہو سکتا تو وہ کیوں مجرموں کے گروہ میں شامل کیا گیا ہے۔

جواب میں کہا کہ ان کی سزا کا سبب یہی غفلت اور بے پرواہی ہے [illegible] گرفت جس نے مراسم حفاظت کو قائم کیا [illegible] تاریکی میں چھپ کر اس کے پاس [illegible] غفلت کی وجہ سے [illegible] حال کی تفتیش اور خبر [illegible]

ایک دن [illegible] سوال کیا [illegible] فرمایا کہ [illegible] گو میسر تھا کسی شخص نے اس کی زینت اور شان پر عام لوگوں کی [illegible] شوکت دیکھنے کے حریص ہوتے ہیں [illegible] اپنے پاس بلا کر سوال کیا کہ [illegible] دیکھتا تھا؟ اُس [illegible] بند ہو گئی۔ غصے میں فرمایا یہاں تک کہ اس کی جہان کو دیکھنے والی آنکھ [illegible] خانۂ چشم سے باہر نکال دیا۔

یہ بھی مشہور ہے کہ اس کے [illegible] گود میں تھا [illegible] بچوں کی حرکت [illegible] سخت قسم کھائی کہ اس کو [illegible] کے ارکان میں سے کسی کو سفارش کی [illegible]

Marfat.com

باندھا اور اس کی قسم کو سچا کرنے کے لئے کھونٹی پر لٹکا دیا گیا۔ صفاہانیوں نے جب اس کی نرمی، رحمت، شفقت، اور محبت کی یہ جنس اس کے فرزند دلبند کے حق میں مشاہدہ کی تو ان کی زندگی کا چہرہ خاک آلود اور عیش کا چشمہ گدلا ہو گیا۔

اس کے عذاب (بُرے قتل)، دلیری اور جبر کے اقسام محرر (مصنف) کو ملامت اور بُرائی تک پہنچاتے ہیں لیکن غور کرنے والوں کی عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی گئیں تاکہ عقلمند و لَو کُنتَ (اور اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ درشت کلام اور سنگدل ہوتے تو لوگ آپ کے آس پاس سے دور بھاگتے" کی حکمت میں غور کرے ؎

اس جیسی حکومت سے جو دماغ کو پہنچنے والی ہے کیونکہ وہ جان رکھتی ہے اور اسکی

پیاری جان نہایت خوش ہے۔

"جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا" کے فرمان کے راز کو سوچے اور آدمی جو اللہ تعالیٰ کی عمارت ہے" کی بنیاد کو ڈھانے پر جہاں تک کوشش اور امکان کی طاقت ہو دلیری نہ کرے کیونکہ ایسی چیز کا مٹانا جس کا حاصل کرنا طاقت کے محل میں نہیں آتا آسانی سے بغیر تاثیر اور فکر کے حکمت اور حکومت کے تقاضا سے نہیں ہو گا۔

بزرگان صفاہان سے ایک عجیب روایت ہے کہ اس کی وفات کے بعد ایک دفعہ اہالی صفاہان میں جھگڑا قائم ہو کر ۱۲ خونریزی میں ختم ہوا مقتولوں کو شمار کیا۔ اور ایک ہزار سے زیادہ آدمی جو خواجہ بہاؤالدین کے عہد حکومت میں دوستوں کی صحبت سے جدا ہو گئے تھے قتل ہو گئے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے تم ہو گے ویسا تم پر حاکم بنایا جائیگا۔

اور اس میں شک نہیں کہ فوری عذاب عوام الناس کے سامنے پیش کرنا جو دیر میں آنے والے خوف (قیامت) کے وعدے سے پرہیز نہیں کرتے عقلمندوں کے نزدیک دین اور دولت کے حال کے حسن انتظام کا موجب معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ۔ کہ جس چیز سے بادشاہ روکتا ہے جس سے کہ قرآن روکتا ہے اس سے زیادہ ہے" اس کی تصدیق کرتا ہے لیکن اس کی بھی مقررہ حد اور مشہور شرط ہو سکتی ہے کیونکہ زیادتی اور کمی اس بارے میں عقلمندوں کی رائے سے خطا ہے اور پسندیدہ کام درمیانے ہوتے ہیں۔

اگرچہ غلبہ اور انتقام کے شیوہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنے والا تھا۔ اس سے دو چند طریقہ بذل اور سخاوت کا التزام کرتا۔ اور انعامات اور عطیات کی امداد سے بالخصوص اہل علم کو

Marfat.com

فیض پہنچاتا۔ اور علما کی شان کی شوکت اور قدر کی تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا۔ اس نے اپنے اوقات کو تقسیم اور بانٹ رکھا تھا۔ جب دربار کے ایوان خانہ سے اُٹھتا تو کچھ دیر کے لئے "اہل علم بھائیوں سے گفتگو اچھی ہے بہ نسبت حسینوں کے ساتھ چشمک زنی سے" کی بساط بچھاتا اور راحت لینے کے لئے ایک لحظہ فاضل دوستوں کے ساتھ شراب کے پیالوں کی جرعہ کشی سے اُنس حاصل کرتا۔ اور باقی اوقات کو مہمات ملکی کے پورا کرنے میں مصروف اور حالات کے کھولنے اور لوگوں کے مختلف طبقات کے عقائد معلوم کرنے پر موقوف رکھتا اور رات کا کچھ حصہ زنان حرم اور نیند کی لذت کا ہوتا۔ اور شاہانہ محلات اور مکانات بنائے اور سیرگاہیں اور تفریح گاہیں کہ فردوس عدن کے باغ بہار گاہیں۔ چھپر کھٹ اور تخت جنکے رشک سے شرمندہ ہوتے تھے۔ آراستہ کئے اور باوجود اس کے کہ بلندئی درجات پر علیہ حاصل کرنے، عزت کی پُشت شتر پر سواری کرنے، قوانین لذات کے مکمل کرنے اور نازنینوں کے فنوں میں زیادتی کرنے میں اس حد تک (پہنچا ہوا) تھا۔ چونکہ اس کا بھائی خواجہ ہارون آداب کے طریقوں، فضائل کی صورتوں، اور علم وحکمت میں اس سے زیادہ تھا۔ اس کے ساتھ ایک طرح کا رشک اور حسد کرتا تھا۔

مال کے ذخیرے، مرتبہ اور دُنیاوی منصب کہ زوال اور انتقال سے برباد ہو جاتے ہیں، فضائل ذاتی کے مقابلہ میں جن سے دُنیا اور آخرت میں نفس حقیقی طور پر زندہ رہتا ہے کیا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ مال لذات جسمانی کا مادہ ہے اور علم قوت روحانی کا مددگار۔ پس جتنی رُوح کو جسم پر فضیلت ہوگی علم کو مال پر اُسی قدر زیادتی ہوگی۔ مال زبردستوں کے تعرض، چوروں کی طمع اور خرچ کی کثرت سے آفات اور خوف کا شکار رہتا ہے۔ اور علم، ہر قسم کرنے والے کی لوٹ جھپٹ سے محفوظ اور سالم رہتا ہے۔ اور پھیلانے، خرچ کرنے اور فائدہ پہنچانے کے پیالے پلانے سے زیادہ اور دُگنا ہوتا ہے۔ مال علم کے ساتھ کیا مقابلہ کی طاقت رکھتا ہے؟۔ مال، ایک مادہ ہے جس کو گدھوں اور کوڑیوں میں، ضائع ہونے کی مشابہت رکھتے ہیں اور علم ایک "صورت" ہے جو عقل فعال (دسویں عقل) کے نتیجہ سے رُوح کی تختی پر نقش پاتا ہے۔ ان مقدمات کی بنا پر اگر اُسے کسی قسم کا رشک ہوتا تو کمی نہ کرتا۔ اس دعوے کی تحقیق کے لئے موجودہ زمانہ کے بعض اکابر فاضلوں نے مندرجہ بیان کیا کہ انہوں نے بغداد میں دفع ملال کے لئے چاہا کہ گلگوں گھوڑے (شراب) کو میدان عیش میں، خلوت کے

Marfat.com

[illegible] دلاتی [illegible] اور کچھ دیر ابنائے گردوں کے حوادث اور اغیار کے ازدحام کی بھیڑ سے کنارہ کشی [illegible] نسیم چہرہ والے (بہشت جیسے چہرے والا) انوری ہیئت والے (منسوب او) سجد طالع آفتاب کے نیلے آسمان کے قبہ پر طلوع ہونے سے قبل فردوسی شکل حسینوں او [illegible] عنصر جیسے پیالوں کے حاضر کرنے کی اجازت دی۔ دونوں بھائی فرقدین کی طرح [illegible] چند رازداروں کے ساتھ جو اہل کرم میں سے تھے اور فضل اور ادب کے [illegible]

[illegible] جاحظ اور ثعالبی کے مانند ہر ایک شعر، ادب، فضل اور ترسل میں مشہور ہے۔ [illegible] مشاہیر مندرجہ فنون میں بہ مذہب مشہور تھے)

[illegible] ایسی جگہ میں جو دمیۃ القصر (تصنیف ابوالحسن) کے عجائبات کی طرح لطائف سے آراستہ [illegible] جو خوش آئندہ حدیقۃ الحدائق کے مانند نوادرات سے مزین، جس کی شعر [illegible] سے زیادہ میٹھی اور صاحب جلیس کی منظومات سے زیادہ نفیس اور جس کی خوشبو باد شمال سے پاکیزہ تر اور پاک تر اس شخص کے قول سے جس نے کہا (یہ عربی شعر [illegible] میں سے حذف کر دیا گیا ہے) ؎

اس کی نسیم کی خوشبو سے جو ٹھنڈک لاتی ہے۔ اگر مخمور اس میں سو جائے تو اسے افاقہ ہو جاتا ہے۔

معشوقوں کا شتی کی بدریات" (مجموعہ قصائد) سے زیادہ دلکشا اور ساقیوں کی زلفیں معرّی کی [illegible] سے زیادہ پیچیدہ۔ سارنگی کا نغمہ۔ داؤد کے نغموں کو رشک دلانے والا، راگ [illegible] کی مقولات [illegible] گانے والوں کا [illegible] رسائل، اور ناچنے والوں کا [illegible] حرکات۔ [illegible] گانے والی عورتیں بلبل کے نغمے کے عوض [illegible] چھیڑ خانیاں راغب کے محاضرات کی طرح پسندیدہ، حریفوں کی [illegible] قوت القلوب کی طرح [illegible] پرستوں کا عیش جان بخش ایہام [illegible] سرود [illegible] غزلیات [illegible] کے [illegible] نظم اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] طالب عطا [illegible] قبول کر [illegible]

شراب یا نمکین باتیں) ہوا صبح کی شیریں ہنسی سے پُر ہے منہ ۱۳ لا تلخ صراحی کا گریہ لا (مراد شراب)

(۲) فضلہ شراب کو زمین پر گرادے کیونکہ زمین بے زینت ہے اُسے منقش کپڑوں اور حمائل سے آراستہ کروے یعنی شراب زمین پر گرا۔ صبح کی قبا کے لئے مشکیں زرہ مسلح ترکوں کی زلفوں کی خوشبو سے تیار کر۔

سب کے کان عود ساز کے نغمہ میں غرق اور دماغ عود سوز کے بخارات کو سونگھنے والے اور زبان اس دل افروز قول کو بار بار کہنے والی تھی ؎

اے عود بجانے والے یار اور اے عود جلانے والے محبوب۔ ایک عود (ساز) کو بجا۔ اور دوسرے عود کو جلا۔

اس مجلس میں مولانا صفی الدین عبدالمؤمن اُنس کے ہار کا ذریعہ تھا۔ جب خواجہ ہارون پر شراب کی خوش اور مست کرنے کی طاقت نے اثر کیا تو اس نے عیش کے زیادہ چاہنے، بے تکلفی اور خوشی کے حاصل کرنے کی راہ سے کہا۔ "اگر صفی الدین ہمیں اپنے دستر خوان فضائل سے نوالہ دے اور طبع لطیف کے شیریں پانی سے تھوڑا سا (پس خوردہ) عطا کرے اور ایک لحظہ استسقا کے مریض کی شکل والے ہمہ تن پیٹ (طنبورہ) کی نبض چھوئے (بجائے) تو کیا ہوگا۔" خواجہ بہاؤ الدین نے بطور مواخذہ کے کہا وہ کہ مولانا صفی الدین جیسے لوگوں کو کس طرح خالی نام سے خطاب کرنا گوارا کرتے ہو" پھر اس نے حاضرین کی طرف رُخ کیا پانی کی طرح تقریر کی کہ ہارون دل میں خیال رکھے کہ "چونکہ میں صاحب دیوان کا خلف صدق (فرزند) ہوں اور شرف خلافت کی سیپی کا موتی میرے نکاح کی لڑی میں منسلک ہے اور میرے بیٹے کا نام ہامون ہے اور میں خود بغداد کا حاکم ہوں۔ جو خلفاء کی عزت اور بیشمار فضائل کی قرارگاہ ہے پس اگر عادت خلفاء کے مطابق میں نے اُن کو صفی الدین (بغیر لقب کے) پکارا تو عجیب اور بعید نہیں

صہ ۱۳ خواجہ ہارون باوجود اس کے کہ بلند مرتبہ کی خصلت، بھائی کی [illegible] جانتا تھا جواب میں ایسے طریق سے جو آداب کے فنون کا جامع اور لطائف کے اصناف پر حاوی تھا۔ کہا "اگرچہ خواجہ اسی طرح فرماتا ہے۔ چونکہ یہ معانی قضیہ کی صورت اور حال کے موافق ہی بادروہ (کلام) جو کہ زبان اشرف پر جاری ہوا بالتمام موجود ہے۔ عذر کی طاقت نہیں۔"

القصہ جب اس کا کام انتہائی عنایت کے ذریعہ سے جلال کی چوٹی تک پہنچا اور اس کے مظالم

اور ملوک عراق کی بیخ کنی اور قلع قمع میں حد سے گذر جانے کی نادر کہانیاں پادشاہ کی رائے پر ظاہر ہوتی تھیں وہ اُن کو کمال مردانگی اور دلیری کی کثرت پر محمول کرتا تھا۔ ع

اور رضامندی کی آنکھ ہر عیب کی طرف سے غیر متوجہ ہوتی ہے

اور جس قدر کہ صاحب دیوان (شمس الدین) فرزند (بہاؤ الدین) کی جوانی اور جان پر جید شفقت اور دلسوزی کی راہ سے اُس کو اس جرأت اور آبروریزی سے منع کرتا تھا (جو وہ ہانیوں کے ساتھ برتتا تھا) اور عقلمندانہ دلائل اور عاقلانہ مثالوں سے ظاہر کرتا تھا کہ ضرور اس طرح کے بے گناہ قتل کا بُرا نتیجہ ظاہر ہونے کی توقع ہے۔ اسکے اکھڑپن کے سلسلۂ کی تحریک کا باعث اور غضب کی آگ بھڑک اُٹھنے کا سبب بنتا تھا۔

انجام کار روزگار نے اپنے جوہر کو عطیوں کے واپس لینے اور مرغوبات کو پھیر لینے میں ظاہر کیا۔ اور راز۔ ع۔ اسباب مختلف ہیں اور بیماری ایک ہے + فاش ہوگیا۔ مختلف امراض کے عارضے اور متضاد بیماریوں کے مختلف اقسام نے رُخ دکھایا اور طبیعت جو قوائے بخشندۂ الٰہی میں سے ایک قوّت ہے جس کا کام مناسب اور نامناسب میں تمیز کرنا ہے" کے بادشاہ نے جو جسم کی سلطنت کا مالک تھا، مواد کی درستی، مزاج کو اعتدال پر رکھنا اور انتظام اعضاء سے عاجز ہ ۱۳۲ ہوگیا اور رُوح حیوانی۔ جو قوائے جسمانی کی ضامن ہے۔ نے سُستی اختیار کی۔ ابھی اس کی زندگی کے ایام نے تیس سال کی گرہ نہیں لی تھی، اس کی جوانی کی رات نے بڑھاپے کی صبح کا اثر نہیں پایا تھا۔ اور اس کے کوّے کے پر (سیاہ بال) جو اصل پوش (سفید) نہیں ہوئے تھے کہ زمانے نے، اس کی عمر مقدر کے روزنامچہ کو میزان (خاتمہ) تک پہنچا دیا۔ اور اس کے اس قدر فخر اور تکبر میں سے سوائے حسرت اور ندامت کے باقی نہ رہا ؎

(۱) فریاد ہے اس دُنیا کی رنج بہلانے والی اور راحت کو جلانے والی آفت سے فریاد ہے اس جان کو شکار کرنے والی ستم پرور گردش آسمان سے (۲) کہ ایسی صورت جیسے اس نے ایک عمر (مدت) میں منقش کیا خود مٹا ڈالا۔ وہ گوہر جس کو تیس سال پرورش کیا۔ خود توڑ ڈالا۔

(۱) اہل عصر میں سے ایک نے اس کی تاریخ وفات ان دو تین بیتوں میں درج کی ہے ؎

Marfat.com

صاحب آفاق بہاؤالدین کا جانا۔ جس کے (ایوان) کا پہرہ دار زحل اور دربان قمر تھا (۲) اس فنا ہونے والے جہان سے جہان باقی کی طرف ہفتہ کی رات سترہ ماہ شعبان کو۔ سال چھ سو کے اوپر ستر اور اس پر آٹھ زیادہ (۶۷۸ھ) شہر اصفہان میں جو اس سے سرسبز اور آباد تھا۔

صاحب دیوان (شمس الدین) غم کے غرقاب میں گر گیا اور بڑھاپے کے سمن برگ کو سُرخ رنگ آنسوؤں کے قطروں سے پانی دیتا اور اپنے خاطر زادہ (تصنیف کردہ اشعار) سے یہ شعر پڑھتا تھا :-

(۱) اے فرزند محمد۔ اے وہ کہ تیرا غلام آسمان تھا ۱۳۲ اے وہ کہ تیرا ایک بال زمانے کے بازار کی قیمت تھا (۲) تو باپ کی قوت تھا۔ اس لئے (تیری وفات سے) باپ کی پیٹھ کُبڑی ہو گئی۔ حسینوں کے ابرو کی مانند تیرے دیدار کے بغیر۔

اگرچہ اور بال بچے بھی رکھتا تھا جن میں) سے ہر ایک بلندیوں کے آسمان کا روشن چاند اور فضائل کے چمن کا خراماں سرو تھا مگر زندگی میں عمدہ سہارا اور پُشت پناہی اور بعد از مرگ مرتبہ اور نیابت کے جمع کرنے کا مستعد صرف اُسی کو جانتا تھا۔

ذکر شاہزادہ قیدو اور اس کی سلطنت کے بعض احوال کا بیان اور براق کا بلاد مشرقی پر حملہ کرنا

قیدو (اوکتائی قاآن (بن چنگیز خاں) کا پوتا تھا اور اس کا باپ قازی اغول تھا وہ ایک عقلمند۔ عادل، کامیاب، دولتیار، بلند ہمّت شہزادہ تھا اور اس کی دوربین عقل، جدال اور نزاع سے پاک تھی اور ... فرمایا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کھینچتی ہے۔"

جب سلطنت کی نوبت قوبلائی قاآن تک پہنچی اور آریغ بوکا کی حرکتیں اور آلغو کی سرکشی بڑھ گئی تھیں حکم دیا "تاکہ ایک کثیر لشکر یعنی بہت بڑا لشکر ولایت چین کے کنارے تک آجائے اور تمام شہزادوں کو جیحوں کے اطراف میں جس وقت بھی اصرار کی ضرورت ... کے کار خانے میں نقش کریں اور اس کے ذریعے غرور کے خیال میں ہیں۔ درمیان سے اٹھا دیں (قتل کر دیا)

چنانچہ قوبلائے قاآن کے ایلچی بغیر کسی روک ٹوک اور اندیشہ کے پادشاہزادہ ص۱۳۴ ہلاکو خان کے پاس آئیں جائیں۔ قیدو نے اس بات سے ناراض ہو کر مخالفت اور نافرمانی کا خیال کیا اور قدم لڑائی اور مقابلہ کی راہ میں رکھا اور اس دلیل سے تمسک کیا اور مداخلت کی کہ پادشاہ کشورکشای چنگیز خاں نے حکم نامۂ بزرگ میں۔ جو مشتمل ہے قانونِ رسومِ مُلک گیری اور تمام احوال جہانگیری کے دستور پر۔ جو حکایت کرتا ہے تقدیم اور تاخیر امور کی اور ہدایت کرتا ہے جمہور کی کمی اور زیادتی کی علامات کی۔ صاف روشن، واضح اور معیّن طور پر فرمایا ہے "کہ جب تک اوکتائی قاآن کی نسل سے کوئی شیر خوار لڑکا زندگی کے دائرہ میں ہو، بیٹوں اور پوتوں میں سے وہی تاج اور رایت شاہی کی وراثت کا مستحق اور متواتر احکام و نواہی کے قیام کا حاکم ہوگا۔" ان وجوہات کی بنا پر بہت سے شاہزادے اور لشکر کثیر اس کی حمایت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے اور حدود تلاس، کنجک، اترار، کاشغر اور بلاد ماوراءالنہر پر غلبہ پالیا اور مغلوں میں اس کی شجاعت اور اس کے لشکر کے انتقام کی زیادتی کی ضرب المثل بیان کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں "جس پادشاہ کا لشکر قیدو کے لشکر کی طرح متفق اور دلاور اور سیاست اور عدل قوبلائی قاآن کی مانند اور گھوڑوں کی سواریاں قبچاق کے گھوڑوں جیسی ہوں۔ اسکی سلطنت زوال پذیر نہیں ہوتی۔" اور اس تمثیل کی تصدیق اور اس تاویل کی تحقیق اس وجہ سے مقرر ہوتی ہے کہ مدتوں اس کے لشکر اور لشکر قاآن کے درمیان دشمنی اور لڑائی قائم رہی اور چند دفعہ لشکر کثیر زمانہ دراز تک اس کی (قیدو) طرف چھ ماہ کے راستہ تک بڑھ گیا اس طرح کہ لشکر قاآن نے ارزن جس کو توکی (چینہ) کہتے ہیں جنگلوں میں بو دیا ہے اور بادل کے سینچنے والوں نے بارش کے پانی کے چھینٹوں سے سیراب کیا ہے اور آفتاب کی گرمی سے تربیت پاکر یہاں تک کہ فصل کے حاصل ہونے کے زمانے تک، کہ اس کی مدت کم و بیش چالیس دن بیان کی ہے جانوروں کا چارہ اور خوراک ص۱۳۵ اُس کا بنایا ہے باوجود اس قدر مشقتوں کے برداشت کرنے اور حسینوں کے ہجر کی رات کی طرح لمبے اور طویل راستے طے کرنے کے۔ جنگ کے وقت شکست کھانے والے اور بھاگنے والے ہوئے ہیں اور اُن کی کوششیں رائگاں گئیں ہیں اور ایک دفعہ لمغان پسر قوبلای نے ۶۶۱ھ میں خود لشکر کشی کی، اس کو مقید کر لیا۔ اور اس کے لشکر کی کثرت اس کی مددگار نہ ہوئی۔ پس اس کے قتل پر باوجود قدرت حاصل ہونے کے جلدی نہ کی۔ اور اس کو منگو تیمور کے پاس بھیج دیا۔ قبچاق کی طرف "قوبلای قاآن"

Marfat.com

اس حالت سے آزردہ اور پریشان ہُوا اور اس کے دل کا آئینہ ہر وقت اس کے لشکر کی تلوار کی نمی سے رنج و مصیبت کے زنگ سے بھر گیا۔ آخر منگو تیمور نے لغان کو صحیح سلامت شاہانہ آئین کے ساتھ پھر تو بلای قاآن کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کو اس دربار میں قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ مقصود یہ ہے کہ ہر دفعہ کامیابی "قیدو" کو ہوتی اور جب کبھی فتح حاصل کرتا اس علاقہ کو اپنے قبضہ میں لے لیتا، اسی طرح سرحد خان بالیغ تک (علاقہ) عزم ثابت اور مکمل کوشش سے فتح کر لیا اُس کے لشکر کی صفت کے لئے یہ کلمات تحریر کے قابل ہیں اور کاتب (مصنف) بھی خوف اور شرمندگی بلکہ حیرانی اور قصور کے محل میں ہے "اُنکے نزدیک قتال اقبالمندی ہے اور فاقہ، دولت ہے، تلوار بخشش ہے۔ نیزہ خوشبو ہے اور تکلیف مفید ہے۔ تلواروں کی چکاچک کے مشتاق ہیں جیسے عاشق پیاسا ہوتا ہے مےخواری اور وصال کا۔ دوست رکھتے ہیں دلیروں کی لڑائی کو اظہار خصومت میں اُس عاشق کی طرح جو چوستا ہے معشوق کے لعاب دہن کو ہونٹ پر ہونٹ رکھ کر" نیزوں کی انیوں کی نوک کو ملیح حسینوں کے رُخ کا بوسہ سمجھتے ہیں اور دلیر مردوں کے نعروں کو سیم تن، گانے والی شعر بجانے والی، حسین، ناچنے والی اور بازیگر عورتوں کا گانا خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں (مصنف) نے کہا ہے ؎

جب لڑائی کا نقارہ بجے تو اُنکے نزدیک ملے! زخم، رحم، ڈھال، خوف، عذاب، حفاظت۔ اور سختی، بوسہ ہے۔

باوجود اس شجاعت اور دلیری کے وہ ہرگز لڑائی اور مقابلہ کے ارادے میں ابتدا کرنے والا نہ ہوتا مگر جب تک لشکر قاآنی اس سے لڑنے کو حرکت کرتا۔ اسوقت اپنی سلطنت کی ناف (دارالخلافہ) سے مدافعت کرنے کے لئے اُن کا استقبال کرنے والا ہوتا۔ اور یہ طریقہ عقل کی رو سے نہایت پسندیدہ ہے اور شرع اسلامی کی زبان بھی حملہ کرنے والے کے ... قائل ہے۔ بیشک۔ اس کے لشکر سے فتح کا لشکر ملاقات کرتا تھا اور ... بلندی پر چڑھ جاتی تھی۔ اس کی باگ کی حرکت سے ہوا دوانت کے ساتھ متحرک ہوتی تھی اور اس کے رکاب کے سکون کے وقت مصیبت کی آگ ساکن ہوتی تھی۔ جسوقت کہ "آلغو" کی ناگزیر حالت ہوگئی (مرگیا) اور "مبارک شاہ" نے اس کی جگہ لی۔ جیسا کہ اس کا بیان کیا جاتا ہے "براق، باسمار اور مومن" چغتائے کے پوتے کہ اُن کا باپ "ایسان توا" تھا حد ود

چغانیاں میں جاگیر معین رکھتے تھے بُراق نے اس حادثہ کے سُنتے ہی لشکر کشی کی اور مبارک شاہ کو مالک ماوراء النہر سے پیچھے چھوڑا اور اپنے آپ کو امور سلطنت کا قابض بنادیا۔ اوزاوزکند میں ۶۶۳ھ کے شروع میں تخت پر بیٹھا اور آلغو اور ہرغنہ کے خزانوں کو اپنے قبضہ میں لے آیا ۔

(۱) بہت سے لوگوں نے خزانے جمع کئے اور دوسروں نے لے لئے۔ کسی قدر کوششیں انہوں نے کیں اور آخر مرگئے (۲) کسی شخص نے سلطنت ورثہ میں نہیں لی۔ مگر قُوت بازُو کے زور اور دلیری سے حاصل کی۔

ص ۱۳۷ جب "قیدو" احوال کے تغیر اور امور کے انقلاب اور لشکر قاآنی کے قصد جنگ کی وجہ سے "تلاس اور کنجک" سے حرکت میں آیا تو "براق" ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ (قیدو) بخارا اور سمرقند کا قصد کرے اور (یہ ملک) اس کے قبضہ سے نکال لے۔ اس خوف سے سبقت کی اور قیدو کی طرف چڑھائی کی۔ آب خجند کے مقام پر جنگ کی آگ کو جلایا اور حملوں کی ہوا اس طرح چلی کہ مٹی کے ذرات بے آرام ہوگئے ۔

تیر کی آواز اور شمشیر کی چاکاچاک نے ہاتھی کا مغز اور شیر کا پتہ چیر ڈالا۔

پس لشکر قیدو نے مل کر حملہ کر دیا ایسا کہ بہت بڑے پہاڑ کا دل اس کی ہیبت سے ذرّے کی طرح ہوا میں سبکسار ہو جاتا۔ براق نے ارادہ کو شکست پر مقصود بنایا۔ اور پھر بخارا چلا گیا۔ اور گوہر کی طرح سخت پتھر میں پناہ لی۔ اور ترتیب جنگ اور پختگی ارادہ سے جنگ کو نئے سرے سے شروع کر دیا اور اس قرار داد پر کہ چونکہ روز قیامت سے خبر نہیں رکھتا تھا، اہالیان و ساکنان شہر سے مردم شماری کا حساب اور ٹیکس (تکالیف) کو لینے لگا۔

اور طائیفو کے پاس توشا کو بھیجا کہ سمرقند اور بخارا کے باشندے اگر اپنی زندگی اور بیوی بچوں کی سلامتی چاہتے ہیں تو خالی ہاتھ شہر سے نکل جائیں۔ تاکہ لشکر جو بے سامان ہوگیا ہے اندر داخل ہو جائے اور جو کچھ رکھتے ہوں وہ لوٹ لیں۔ اور کوچ کے گھوڑے کی پُشت پر سواری کی طرف رغبت کریں۔ وہ لوگ بڑے لوگوں اور بزرگوں کے ساتھ سفارش کے لئے آئے اور مقرر کر دیا کہ ہر ایک قبیلہ اور گھر کی تفصیل مرتب کریں اور بالش ہائے زر خزانہ میں داخل کریں تاکہ لشکر کی ضروریات میں صرف کرے پھر اہل حرفت کو دن رات ص ۱۳۸ ہتھیاروں کے بنانے اور آلات حرب کی درستی میں مشغول کر دیا۔ اس ارادہ سے کہ دوسری دفعہ اپنے کو پھر آزمائے اور میدان جنگ میں جولانی دکھائے۔ ع کہ نصیبہ کس کا ہے؟ اور وہ کس کو دوست رکھتا ہے؟

Marfat.com

اگر آرزو کا سبو جستجو کی نہر کے کنارے سے درست نکل آیا اور نیک نامی کی آبرو باقی رہی تو فھو المراد۔ (بہتر) ورنہ اگر اُلٹی گردش کرنے والے طشت (آسمان) کی گردش سے نام و ننگ کا تھال بدبختی کی چھت سے نحوست کے پتھر پر گرے تو کسی دوسری طرف نکل جائے اور چیونٹی کی طرح تھال میں سرگردانی کو اپنا پیشہ بنائے۔ اور دستہ دار تھال کی مانند زمانہ کے رنج کا حلقہ اپنے کانوں میں ڈال کر اپنے آپ کو بیباک بنائے کہ اچانک "قبچاق اغول" پانچ سواروں کے ساتھ قیدو کے دربار سے ایلچی کے طور پر آیا اور پیغام لایا کہ براق پھر خود رائی کے راستہ کو طے کرتا ہے اور کاموں کے انجام کو نہیں دیکھتا۔ اور ہمارے لشکر کے ساتھ از سر نو مقابلہ کرنے کے ارادہ سے اپنے آپ کو اور سمرقند و بخارا کے باشندوں کو عذاب اور مصیبت میں ڈالا ہے۔ آزمودہ چیز کو آزمانا حرص و زیادتی پر ضد کرنا اور زیادتی اور لالچ کرنا صاحب دولت اور ہوشمندوں کا کام نہیں ہوتا ؎

وہ کتنا دیوانہ دل اور بیہودہ رائے ہے۔ جو آزمودہ کو ہمیشہ آزمائے

چنگیز خاں نے اس لئے خطرات کی سواریوں اور اطراف کے بوجھوں کو برداشت کیا اور صبح کے جھنڈے کی مانند زمانہ میں شہرت پائی اور آفتاب کی طرح جہانگیری میں تیغ زنی اختیار کی اور آباد زمین کے چھنے ہوئے علاقوں کو قبضۂ تصرف میں لایا تاکہ ہم فرزند قلیل مدت تک کہ زمین میں مہلت حاصل کی ہے، سلامتی، خوش خوئی، خوشحالی اور راحت سے زندگی بسر کریں اور گذرے ہوئے اور ناموجود کا غم، ایسا اژدہ ہے جس کا چشمہ بڑھنے والا ہے اور ایسی مصیبت ہے جس کی محنت بڑھنے والی ہے بموجب ؎ شعر عربی

خدا تمہیں نیکی دے میری بات سنو کیونکہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ روز گذشتہ تو گذر گیا آج اس بات کی کوشش کرو کل تمہیں فائدہ پہنچے۔ جو کوئی جہان کا غم کھاتا ہے وہ کب زندگی کا پھل کھاتا ہے؟ جانو جہان کا غم نہ کھا تاکہ زندگی سے فائدہ اُٹھائے (۲) تاکہ جہان کو برائی کے سپرد نہ کریں۔ کوشش کر کے نیکی کا پورا ہاتھ پکڑیں۔

مصلحت صلح ہے اور ہم کو ایک دوسرے کے کینہ کے مقابل۔ جو اتفاق کا حکم رکھتا ہے۔ معاف کرنا چاہئے اور سلامتی کے چشمے سے سر باہر نہ نکالنا چاہئے تاکہ مل کر جانوروں کی چراگاہیں اور لشکر کی چھاونیاں مقرر کر دیں اور بیفائدہ کی دھوڑ دھوپ درمیان سے اُٹھ جائے"۔

Marfat.com

(قیدو کا یہ پیغام براق کے نام قپچاق اغول نے پہنچایا)
قپچاق اغول نے پیغام پہنچا دیا۔ طائیفو، مسعود بیگ اور جس کا بخت مددگار، عقل رہبر، دانائی کی آنکھ مصلحت بین اور ہوش کے کان نصیحت سُننے والے تھے۔ نے ان کلمات (پیغام) کو جو عقل کے کانوں کے گوشوارے، اقبال کے بازو کے تعویذ۔ اور دولت کی دائیں ہاتھ کی انگوٹھی کے لائق تھے۔ پسند کیا اور کہا کہ خالص درست فکر اور درست تدبیر کا خلاصہ یہ ہے اور اس میں کچھ اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اس قرارداد پر بُنیاد اور اس بُنیاد پر یہ قرار پایا کہ فی الحال سنہ ۱۴۰ ماوراء النہر سے مسمی لینا ترک کریں اور شہزادوں کے درمیان اتنی باتوں کے بعد ملاقات ہو جائے اور لمبی لڑائیوں کے عوض میں مہربانی آجائے اور صفائی کی گرہ باندھیں اور سالیانہ حوالہ جات کے حساب پر ہر ہر شخص خلاصی کا نسخہ لکھ دے۔ پس انہوں نے دشت قنوان اور رباط ابو محمد کے نواح میں ایک جشن ترتیب دیا اور گانے والوں نے چنگ اور چغانہ پر نوا اور عشاق کے پردہ کو۔ جو اُن کا مقررہ نغمہ ہے۔ بجایا۔ غم اور رنج کی سواریوں کو آزاد کر کے خوشی کے نعروں کو کانوں میں ڈالا اور غم (کی (نام موضع) شراب کو بے غمی سے (شراب کی تعریف) ۵

(۱) جو عقل کا معیار، نیند کی دوا، مُنہ کی رونق ہے درد کا علاج، جسم کی راحت رُوح کی غذا ہے (۲) طبع کی طاقت، نطق کا آلہ، خون کی مصفا۔ غم کو دُور کرنیوالی دل کی شفا، رُوح کی راحت ہے (۳) سخاوت کی اصل، مردانگی کا عنصر، حُسن کی ذات، تواضع کی آنکھ، لطف کا جسم اور بیان کا سر ہے۔

نعرہ ہائے مسرت کے درمیان غٹاغٹ پیا۔
اس طرح دو لشکر جو "آرشی تیر" یہ چاچی کمان" میں ہمیشہ ایک دوسرے مقابل رہتے تھے۔ حفاظت تمام کے ساتھ بڑے پیالوں کو فوراً پی گئے۔ اور اشاروں اور توضیح کے ساتھ مصنف کی تصنیف سے اس غزل میں مرکب قول مجیر (نام نغمہ) کہتا تھا ۵

اے باوقار ترک تو غمگین کیوں ہے صفحہ ۱۴۱ چاہے ترے پاس تیز شراب ہے یا ہلکی تو یہ پیالہ مجھے دیدے

اگرچہ اس سے پہلے منافقت کی وجہ سے دونوں طرف کینہ کی تلوار چلاتے تھے مگر اب ۵ تمام مُنہ حسن و خوبی کی وجہ سے صبح کے پھُول تھے اور دمغز سے بادام کی طرح بالکل دل تھے۔

Marfat.com

ایک دوسرے کے سامنے شراب پی۔ شہزادوں نے ایک دوسرے کے ساتھ انگور کا
خون پیا۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ لباس تبدیل کر کے ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور اسکے
بعد زمین کی سطح کو شراب کے جرعہ گرا کر عاشق کے چہرہ کی طرح اشک آلود کر دیا۔ پختہ عہد اور
پکے وعدوں کے ساتھ طرفین سے یہ (عہد) محکم ہوگیا کہ کینہ اور دشمنی سے دور رہیں اور اتفاق
اور اتحاد سے ایک دوسرے کی پشت پناہ۔ کینہ کی گرہوں کے کھل جانے اور نفرت کی گرد کے دور
کرنے کے بعد قرار پایا کہ شاہزادوں میں سے ہر ایک، مقررہ قبیلوں اور خاص کارخانوں سے
جو بخارا اور سمرقند میں رکھتا ہے۔ قناعت کرے اور لشکر براق کی چھاونی گرم سیر و سرد سیر علاقوں میں مقرر کی
اور قیدو نے اپنے لشکر کو بخارا کے دوسری طرف جگہ دی۔ چنانچہ وہ بخارا اور براقیاں کے درمیان حد فاصل تھے
اس وجہ سے کہ لشکر براق عیش پرست نہیں تھا اور آغاز صلح میں بھی وہ ناراض تھا۔ قریب زمانہ میں
ایک لشکر منگو تیمور کی طرف سے نازل ہوا۔ لشکر قیدو نے ان کی مدافعت کے لئے اپنی چھاونی
سے حرکت کی۔ براق نے آرزوؤں کا میدان خالی پایا اور پھر بخارا میں آیا اور ۶۶۸ھ کے آخر میں
مسعود بیگ کو ایلچی کے طور پر آباقا خاں کی خدمت میں بھیجا اور دوستی اور مصالحت کا اظہار کیا اور
اس کی غرض پیغام رسانی اور خط و کتابت سے یہ تھی کہ لشکر کی تعداد ۱۲ اور ساتھ کی کیفیت
کی احتیاط رکھے اور خیال میں یہ ٹھانا اور دل میں مقرر کر رکھا تھا کہ اس ملک (آباقا خاں) کا قصد
کرے بہتری کی امید کے ساتھ مسعود بیگ اپنے نام کی طرح مبارک شگون اور اپنے عقیدہ کی طرح
درست عزم، اور اقبالمندوں کے ستارے کی طرح قوی دل کے ساتھ راستہ [illegible] سے گذرا اور
جس منزل پر پہنچا احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے دور اس [illegible]
وہاں رکھے اور اس کی نگہداشت اور ہوشیاری کے طریقہ کو لازم [illegible]
صاحب دولت روشن دل (مسعود بیگ) کے پہنچ جانے کی خبر مشہور ہوئی تو [illegible]
شمس الدین اس کے ورود کے اعزاز اور تشریف آوری کی تعظیم کے لئے استقبال کے [illegible]
مہمانی کے رسومات بجا لائے۔ صاحب دیوان اگرچہ بزرگی کی سواری پر سوار [illegible]
میدان کے شہسوار (مسعود بیگ) کے سامنے پیادہ پا ہونا ضروری [illegible]
باگ کے مالکوں نے اس سے آزادانہ ملاقات کی، مگر اس (صاحب دیوان) نے اس کی رکاب کی
طرح پابوسی کی رسم ادا کی۔ مسعود بیگ نے حقارت اور نفرت کی راہ سے کہا کہ صاحب دیوان کی
ہے؟ تیرا نام تیری شکل سے زیادہ اچھا ہے۔ سعیدی کو سننا اچھا ہے اس سے کہ تو [illegible]

Marfat.com

صاحب دیوان اپنے آپ کو اس طرح خیال کرتا تھا کہ اگر آصف بن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام اُس سے ملاقات کرتا تو انصاف کی رو سے اس کی اوصاف خوانی اور ثنا گوئی کو بے اختیار زبان پر لاتا۔ لیکن اس حالت میں سوائے شرمندگی آمیز تواضع اور غیرت انگیز برداشت کے کوئی راہ نہ رکھتا تھا اور اس کا جواب سینہ کے خزانہ میں سربمہر (محفوظ) رکھا۔ اسوقت تک کے لئے کہ اُسے ایلخانی نصرت یاب لشکر کے روانہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اور غیرت کی آگ سے اس کے علاقہ کی مٹی کو بربادی اور بدبختی کی ہوا دی۔ اور یہاں اس قصہ کے بیان کرنے کا مقام نہیں۔

مسعود بیگ آباقا خان کی خدمت میں پہنچا تو مرحبا، خوش آمدید، مہربانی اور کثیر ۱۴۳ خلعت شاہانہ حاصل کئے۔ اور اس نے بھی قاصد بنا کر بھیج حکیم کو اور اُسے کوئی وصیت نہ کر" کی بشارت سے پیغام کے ادا کرنے میں عمدہ عبارت، لائق اشارے، بے عیب تمہید اور سحر حلال سے دلپذیر تر مخلص (گریز) کے ساتھ۔ ؎

ایسا نرم کیا الفاظ کو کہ اُسے شراب حرام کہا گیا۔ ایسے عمدہ معنے ہیں کہ اس کو سحر حلال خیال کیا گیا

موافقت کے قاعدہ کی تمہید میں دو رنگی رات اور دن کے درمیان رنگ یک رنگی ملا دیا اور اُن الفاظ کی ترکیب سے آب رواں کی مانند نقش مقصود پیدا کر دیا۔ چنانچہ اس در نثار کلام کے لئے نثرہ اور ثریا کا ہار اور ٹیکے کا کنارہ جوزا سے ٹوٹ گیا۔ آباقا خان نے فرمایا یہانتک کہ اس کو سُرخ پُرانی شراب کے پیالوں کی گردش اور صاف شراب کے پیمانوں کے دور سے حسینوں کی آنکھ کی طرح مست کر دیا۔ لیکن چونکہ ابھی اپنے بخت اور دولت کی طرح ہوشیار اور بیدار تھا پیغام ادا کرنے اور انعام اور خلعت سے مخصوص ہونے کے بعد۔ جواب بھی موافقت اور مصالحت کے پردہ سے ثنا اور رحم نے اُن سے سلوک کیا جیسا کہ انہوں نے کیا" کے بموجب دیا اور اس کا راحت پانا پیغام کے ابتدا میں معلوم کیا۔ تیسرے روز حال کے چہرے میں غور کرنے سے کسی قدر تغیر اور تبدیلی مشاہدہ کی اور بدگمانی کا اثر اپنے حق میں دیکھا۔ واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ آباقا خان نے اُسے واپس جانے کا حکم دیا اور وہ فوراً بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے اوپر سے ایسے گھوڑے کے جو ایک ہی حملہ میں طے کرتا ہے۔ اگرچہ اس کا میدان امید کی طرح دراز ہو جس ۱۴۴ زمین کو شوق کی طرح طے کرنے والا اور ہوس کی طرح فراخ رو ہے۔ جوانی کی طرح جلد گذرنے والا اور رُوح کی طرح قیمتی ہے۔

Marfat.com

ارادے کے پاؤں جو ہزار دفعہ زحل کی چوٹی پر رکھتے تھے کاٹ دئیے (سوار ہو گیا) اور اُمرا (آباقا خاں) کو اُس کے چلے جانے سے فوراً ندامت ہوئی اور معلوم کیا کہ وہ ایسا کیا گیا ہے کہ پھر اس کا مُنہ نہیں دیکھا جا سکتا اور یقینی طور پر وہ باطل خیال سے پھر ہاتھ نہیں آئیگا (از مؤلف) اس تیر کی طرح جو کمان کے قبضہ سے باہر نکل جائے۔

ایلچی کو اس کے پیچھے روانہ کیا تاکہ جہاں کہیں بھی اُسے مل جائے واپس کر دے منزل بمنزل چونکہ کے گھوڑے آرام سے کھڑے تھے اور سردار (مسعود بیگ) زیرک اور تجربہ کار تھا۔ تاخیر کی کیا گنجایش ہوتی۔ اس طرح چلا کہ صرف چار دن رات میں دریائے جیحوں کے کنارے تک پہنچا اور دریا کو عبور کر گیا۔ جب براق کی خدمت میں پہنچا۔ تو مشاہدات کے حالات بیان کئے اور اس کی حرص اس جانب روانہ ہونے میں زیادہ مقبول ہوئی ع تو خیال کریگا کہ اس کے کام کا حکم بدی پر محمول ہوا (براق نے) قیدو کے پاس ایلچی بھیجا کہ چراگاہ کے میدان کی تنگی کی وجہ سے اس جاگیر میں جو مقرر ہوئی تھی لشکر کا گذارہ نہیں کر سکتا تھا اور مجبور ہو کر پھر بخارا کی طرف انتقال کیا گیا۔ اب جو آباقا خاں بہت چوڑی سلطنت رکھتا ہے۔ اگر قیدو اس کو مصلحت سمجھے تو ایک لشکر کی مدد کرے۔ تاکہ میں دریا سے ہوا کی طرح گذروں اور اس کی آگ کو اس خاک میں فروغ دوں۔ اور اس سلطنت کے ایک حصّہ کو اپنے قبضہ میں کر لوں۔

یہ پیغام قیدو کے ارادہ اور رائے کے مطابق پڑا اور موافق ہوا شعر، طبقہ کے "پڑھا" کیونکہ (داناؤں نے) کہا ہے کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو مقصود کا شکار دوسروں کی کمند سے پکڑے۔ اور دانا وہ ہے جو بیگانوں کی تلوار سے اپنے دشمن کی گردن مارے۔ (قیدو) چاہتا تھا کہ اس کے زخم پر پھایا رکھے۔ اور اس کی سلطنت کی کدو کی بیل کو جو بہت جلد بڑھ رہی تھی آباقا خاں کے قہر کی باد صرصر سے معدوم کر دے۔ اور ایک جہان کو اس کے ظلم۔ بدخوئی۔ جفا [illegible] تنگدلی سے آسودہ کر دے۔

جواب میں بہت دلجوئی کی۔ اور اس ارادے کی پختگی اور اس رائے کی [illegible] فرمان بھیجا کہ احمد بوری، نیک پے اغول اور بالغو شہزادے اپنے لشکر کے ساتھ اس (براق) کی امداد اور اعانت کے لئے دریائے پنج آب اور ترمذ کے پل سے گزریں اور جبا و مبارک شاہ اور قبچاق۔ براق کے ساتھ مل کر دریائے جیحوں کے گھاٹ سے عبور کریں۔ اور کوکا جو بزرگ اور بانیال خیوہ سے جو خوارزم کی گذرگاہ ہے اوزکوکا جو کوچاب۔ منک کی گذرگاہ کشلاغ میں آئیں

اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر براق کے جھنڈے کے اہتمام میں رہیں تاکہ یہ ارادہ پختہ ہو جائے۔
جب ایلچی واپس گیا تو براق، لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گیا پہلے حکم دیا کہ کوئی شخص آختہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور جس قدر ریلیں لشکر کے لئے دے لیں۔ اور لشکر ہی ہر ایک گھوڑے کو روزانہ سات من (من ۲/۱ ۱ سیر) جو اور گندم دیں تاکہ موٹا ہو جائے۔ اس حکم سے پورا قحط پیدا ہو گیا۔ اور جس قدر گائیں اس علاقہ میں ملیں حکم دیا کہ اُن کو ذبح کیا جائے اور کھالوں سے گائے کی سپریں بنائیں۔ بجا ہو بوڑھی گائیوں کی کھالوں سے جو سپر بناتے ہیں وہ زمانے کے حوادثات کے تیر کو اچھی طرح روک سکتی ہے۔

ان وجوہات سے مخلوقات ناکامی کی تنگیوں میں پڑ گئی اور کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ لشکر کی ضروریات اور اُن کی رسد کے مہیا کرنے کے لئے حکم دیا کہ بخارا اور سمرقند کو لوٹ لیں۔ پھر مسعود بیگ جو رحمت آسمانی کا مبارک قاصد تھا مانع ہوا اور کہا کہ موجودہ ولایت کا برباد کرنا جو بادشاہ کے تصرف کے ۱۲۶ قبضہ میں ہے اس ولایت موہوم کے فتح کرنے کے تصور میں جو اس کے قبضہ ملکیت سے باہر ہے۔ دانائی اور عقل کے تقاضا کے خلاف نہ ہوگا؟ اور اس قدر رعایت کرنی چاہئے کہ اگر یہ کام رکاوٹ کی گرہ میں پڑ جائے اور ضرورت ہی ضرورت ہو جائے تو بخارا سے بادشاہ کے لشکر کیلئے ماحضر اور پیشکش سے مدد دے سکتے ہیں براق نے جب سچی بات سنی اور کوئی جواب نہ رکھتا تھا غصے ہو گیا مسعود بیگ کو سات بید مارنے کا حکم دیا۔ لیکن ہاتھ لوٹ مار سے بالکل کھینچ لیا۔ اور وہ (مسعود بیگ) "سب سے بڑا جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے" کے درجہ پر فائز ہو گیا۔

شہزادوں میں سے جو قیدو کے شاہی حکم سے براق کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ جباد۔ مبارک شاہ۔ قپچاق اغول اس کی خدمت میں پہنچ گئے اور امرا یاسا ور بزرگ، یاسادر، کوجک اور سرغاول اور جلال التائی نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ مگر دوسرے شاہزادوں نے خلاف کیا براق نے لاکھ سوار پیش کئے۔ اور ۶۶۷ھ میں دریائے جیحون کو عبور کیا اور خراسان میں آ گیا اور حد بدخشاں، کشم، شیبرغان۔ طالقان بندہ، مروجق اور مرو شاہ جان سے لیکر نیشاپور کے قریب تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور شعرائے وقت میں سے ایک نے اس کے حق میں کہا تھا ؎

اُن بالوں سے جو تو نے پیٹھ پر ڈالے ہیں۔ اُنہی بالوں سے تو بیشک جیحوں کو

لے لے۔

اس بیان کی تحریر کے دوران میں حاضرین میں سے ایک نے یہ بیت پڑھا جینے جواب میں کہا کہ نظم کے اس سیاق سے معنے حاصل نہیں ہوتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ راوی " شعر کی آفت ناقابل راویوں سے ہے " کے قبیل سے تھا یا کہ خوبصورت اشارے کی خوبی اور الفاظ کا ربط اس طریقہ سے بھلا معلوم ہوتا ہے ھ

ھ۱۴۷ اس سبب سے تو جیجون کو بے شک حاصل کریگا۔ کیونکہ وہ بال تو نے اپنی پیٹھ پر ڈال رکھے ہیں۔

ان حالات کے درمیان شاہزادہ قپچاق اور جلار تا ے کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا قپچاق رنجیدہ ہو گیا۔ اور موافقت کی رسّی جو کہ خود ہی محکم نہیں ہوتی ٹوٹ گئی۔ اور وہ بیٹھ جس پر سب لوگوں کا منہ تھا۔ (سب کو اُمید تھی) دکھائی۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ واپس لوٹا۔ راستہ میں جہاں کہیں پہنچا لوٹ مار کا ہاتھ کھول دیا اور بخارا کو بھی اس چاشنی (لوٹ) سے محروم نہ رکھا۔ القصہ براق نے مملکت ایلخانی (آباقا خاں) کو صاف کرنے کی ہوس میں آرزو کے میدان کو طول وعرض دیا (لمبا چوڑا کیا) چمکدار تلوار کے ساتھ جس طرح بجلی بادلوں کے اجزا کے چھپنے کے مقامات میں تیر کی طرح گھس جاتی ہے۔ شاہزادہ تبسین کے لشکر پر دوڑا اور اُن کو بھگانے اور لڑنے کے بعد۔ ستاروں کی طرح جو آسمان کے ایک سوار (سورج) کی تلوار سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ شکست دیدی۔ ابتدائے بغاوت میں گورگان ایلچی کو اپنے بھائی کو دا اغول کے پاس جو آباقا خاں کے دربار میں ملازم تھا۔ بھیجا۔ اس بات کی اطلاع دینے کے لئے کہ ہم (براق) ایسے لشکر کے ساتھ جو موجیں مارنے والے سمندر کی مانند تموج میں ہے۔ ملک آباقائی لشکر کے ارادہ سے دریائے جیجون سے عبور کرینگے اور اس علاقہ کو لشکر کی چھاؤنی بنائینگے۔ چاہئے کہ تم زمانے سے آگاہ اور لڑائی کے منتظر رہو " خط کو توبرہ کے اندر پوشیدہ کیا۔

جب ایلچی نے براق کا پیغام پہنچایا پیچھے سے خبر پہنچی کہ براق نے دریائے جیجون کو عبور کر لیا اور پادشاہی لشکر کے ساتھ اُلجھ گئے بلکہ بہت سر خاک میں ملا دیئے اور تبسین نے ہرات میں مقام کیا ہے اور ایلخانی لشکر کی امداد اور جھنڈے کو روانہ کیا ہے۔ پادشاہ بھی مستعد کار اور لڑائی کی آگ کو ھ۱۴۸ بھڑکانے والا ہو کر حدود آذربیجان اور عراق میں آیا۔ یشمت کو کثیر لشکر اور بے انتہا سامان کے ساتھ بطور مقدمہ کے خراسان کی طرف تبسین کے پاس پہلے لشکر کی مدد

کے لئے روانہ فرمایا اور فراہمی لشکر کے لئے آباد ممالک کے اطراف سے ایلچی بادل سے پانی کی طرح اور سخت پتھروں سے آگ کی طرح نکلنے لگے۔ اس اثنا میں نکودار جان خوف کے مارے اپنے لشکر کے ساتھ بھاگا اور گرجستان کی راہ لی۔ اور زمانہ کی خود بھی یہی عادت ہے۔ آباقاخان نے چاہا کہ پہلے اس (نکودار) کے حال کا انتظام کرے تاکہ اس کی سرکشی کی نافرمانی متعدی امراض کی طرح دوسرے شاہزادوں میں سرایت نہ کرے۔ شیرامون نوئین کو اس قدر لشکر کے ساتھ جو تیار اور موجود تھا اس کے پیچھے جس طرح کہ ٹوٹنے والے ستارے شیطانوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ بھیجدیا۔ اس کے بعد فریقین کی ملاقات حاصل ہوئی ہے

دونوں فوجوں میں سے ایک شور اُٹھا اور میدان جنگ کی طرف ایک دم چلے گئے مقابلہ اور جنگ نے طول کھینچا اور حملہ نے طوالت اختیار کی۔ سکزی بہادر نے امرائے نکودار میں سے حملہ کردیا اور تقریباً پانچسو آدمی شیرامون کے مددگاروں میں سے باریک تلواروں کی میانیں بن گئے (قتل ہوگئے) پھر ایلخانی لشکر اس حملہ اور بھاگ دوڑ میں کامیاب اور فتحمند ہوگیا اور توفیق ربانی کی مدد سے متواتر حملوں میں سکزی بہادر کو قتل کردیا۔ اور اس لشکر (نکودار) کی تمام فوج کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ اور چند کو اسیری کی قید میں گرفتار کیا۔ نکودار نے ثبات کا سامان نہ پایا ایک ہزار سوار کے ساتھ گرجستان میں چلا گیا اور داؤد ملک سے پناہ جوئی اور امان خواہی کے لئے فوراً اپنی لڑکی اس کو (نکاح میں) دیدی تاکہ شاید رشتہ داری (سمدھیانے) اور پشت پناہی سے ۱۴۹ مخالفت کی تکلیف سے محفوظ رہے۔ گرجستانی فوج کی نسلی دشمنی اور عناد کی بدی حرکت میں آئی۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ نکودار کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس نے اُنکے مکر کی ناپاکی کی اطلاع پائی توفیق کے معلّم کی تعلیم سے اختیار کرو ننگ آگ نہ کہ عار موت نہ کہ ذلت کا سبق پڑھا۔ اور عقاب کے شہپروں میں رات کی تاریکیوں میں جو کوے کے پروں کی طرح تھی (تاریک تھی) اور ضرب المثل ہے کہ رات دُور کردیتی ہے مصیبت کو" اپنے آپکو (گرجستان کے) باہر پھینک دیا اور ایلچی کو (آباقاخاں کے) دربار میں بھیج دیا اور عذر کے طور پر استغفار کی زبان سے ایلخان کی چشم پوشی اور معافی کو وسیلہ بنایا۔ جب حاضری دربار کا شرف حاصل کیا تو آباقاخان نے اس کو نوازا اور انعامات عطا کئے۔ دلجوئی کی آستین سے رعب، ہراس، خوف اور مایوسی کی گرد اس کے حال کی پیشانی سے دُور کی۔ نیت کی تبدیلی اور اطاعت کی رسی سے نکل جانے کی بابت اس نے سوال کیا۔ (نکودار نے) عرض کیا کہ براق کا خط آیا جو مشتمل تھا

Marfat.com

گمراہ کرنے، ورغلانے اور وفا اور اخلاص کے راستہ سے منحرف کرنے پر۔ اگرچہ مجھ غلام کی عقیدت اس کا انکار کرتی تھی مگر ایلدر بہادر اور کوکاچی نے مجھے اس کے اقدام کی طرف رغبت دلائی ماجرا کی کیفیت جس طرح کہ واقع ہوا عرض پہنچانے کی جگہ (آپ کے سامنے) عرض کر دیا اگر حقوق کے جلدی بھلا دینے اور انوکھی نافرمانی اور خطا کے مقابلہ میں سپاہیوں کی عقیق رنگ تلوار کو شہ رگوں کے چند قطروں کے ساتھ رنگنے کا حکم دیں۔ ع۔ تو یہ ہے سر، تلوار بارۂ حکم تیرا ہے۔ اور اگر بندہ پرور بادشاہ کی مہربانی آیت غیر المغضوب جن پر غضب نازل نہ ہوا پڑھتی ہے اور زندہ رکھنے کی خلعت کے ساتھ بندہ کو اس نافرمانی کی تلافی نیک غلامی میں دیتی ہے تو گناہ کو جلانے والی معافی سے۔ جو ہر مجرم کی شفاعت کرنے والی اور ہر دادخواہ کو پناہ دینے والی ہے تعجب خیز نہ ہوگا ۔

عقل کو شراب بند کر دیتی ہے اور آنکھ کو نیند سے ۱۵۰ گناہ کو معافی دھو دیتی ہے اور کپڑے کو پانی۔

اس عبارت کو سننے سے جس کا ترجمہ یہ کلمات (بالا) تھے۔ پادشاہانہ مہربانیوں کے اسباب اور خسروانہ عنایات کے وجوہات حرکت میں آئے اور مزید مہربانی عفو کے بعد جس کی قدرت تھی مبذول کی۔ یقیناً عذر کی خوبی اور گفتگو کی لطافت لغزشوں کے معافی میں بڑی تاثیر رکھتی ہے فریب دینے والے امیروں کو جو شہزادہ کے ساتھ تھے اور دام فریب اس کے راستہ میں بچھایا تھا بے دریغ تلوار کے گھاٹ اُتارے اور نکودار کو نوئین کی وارفتگی میں خدا نے اس کی مانند کسی صورت کو تتار، چگل، قفقل، قرنغ اور قی میں سے نہیں بنایا تھا۔ سپرد کیا۔

جب یہ کام پورے ہو گئے اور یہ مہم طے ہو گئی تو پورے یقین، مکمل غور و خوض، محکم حکم، پختہ تدبیر، بوڑھی رائے اور جوان بخت کے ساتھ براق کی آگ کو بجھانے، منتشر لشکر کے کالی کرنے اور اس کی لائی ہوئی تباہی کے دفع کرنے کے لئے پچاس ہزار لشکر کے ساتھ [illegible] ارادہ فرمایا۔ ابتائی نوئین کو تواددن بہادر کے ساتھ بطور ہراول کے آگے بھیجا [illegible] تامی، اُجامی، تکمشی، نکودار، اور ہولاجو شاہزادگان اور ارغون آقا، ارغسون، ہارونی، احمد کوچک، تیمور، الیناق، منکسار، عبداللہ پسر تولاک باورچی اور اراجوک امرا کے مبارک فال اور نیک شگون جھنڈے حرکت میں آئے۔

جب خراسان کی زمین نے لشکر ایلخانی کے گھوڑوں کے سموں سے دائرہ فلک کے

Marfat.com

میدان پر سر فرازی کی دُگرد اُڑ کر آسمان پر پہنچی) اور اس حدود کے لشکر جمع ہوئے تو بارگاہ ایلخانی (آباقا خان) میں اطلاع پہنچی کہ براق اور ہشمت کے درمیان بغیر نیکی کے بُری طرح بہت حملے ہوئے۔ اور لشکر ایلخانی کو ایک سال کے عرصہ میں۔ کہ براق وہاں مقیم تھا۔ بہت دل تنگی اور آزردگی ہوئی۔

براق کے دو بہادر امیر تھے، کہ بہادری کی گٹھڑی کا مُنہ (اچھا کپڑا بُغچہ میں اوپر رکھتے ہیں) اور سپاہ صفدری کی پُشت (مدد) اس زمانے میں انہی کو جانتے تھے۔ ایک کا نام "جلار تلئے" تھا جس کی کمان یقین کے ساتھ نہ کہ رشک کے ساتھ۔ چرخ فلک کی طرح کسی سے زہ نہیں ہوتی تھی اور دوسرا "مرغاول" جو حصول شجاعت، عقلمندی، کمال بہادری اور مردانگی کے ساتھ "یاسے کا علم" یعنے بارش کے پتھر کا علم خوب جانتا تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ قنغر کے گھوڑے کو قنغر الانک میں باندھونگا اور آلا کے گھوڑے کو الاطاق میں چھوڑونگا۔ ورنہ گھوڑونکی تھکاوٹ دُور کرنے کے لئے۔ لگام کو اُن کے سر سے نہ کھولونگا اور زین کا نمدہ خشک نہ کرونگا اور پور بہا (نام شاعر) نے اس بیت کے ساتھ اس قصیدہ میں سے جو صاحب شمس الدین کی مدح میں نظم کیا تھا۔ اسی کو مراد لیا ہے۔ ~~

تیرے فراق کا مرغاول صبر کے ملک میں لشکر براق کے ساتھ لوٹ مار میں لگا رہا ہے

آباقا خان نے ہرات کی طرف لشکر کشی کی اور آب سیاہ کے مقام پر لڑائی کی آگ کو روشن کیا ~~

جب سُورج نے پہاڑ پر تلوار ماری تو یاقوت کی مانند دُنیا کا مُنہ چمکدار اور سُرخ ہو گیا

اور جب سبز تخت والے بادشاہ (سورج) نے جھنڈا تاج کے گوشہ کو ظاہر کیا اور روشنی کے سلاح داروں کی تلوار کے ڈر سے ستاروں کے گروہ پردہ کی امن گاہ میں بھاگ گئے تو افراسیاب کی ہمت والے آباقا نے جو جمشید کی ہیبت اور فریدون کے دبدبہ والا تھا اور تہمتن کے دل والے اور رستم کی طاقت والے لشکر نے زمین کو بھی ص۱۵۲ لشکر کی مزاحمت اور گھوڑونکی دھکا پیل سے لوہے کے جسم والا بنا دیا۔

دوسری طرف سے براق بھی قوی دل، مکمل رعب اور کثیر دبدبہ کے ساتھ اس لشکر کے درمیان جس نے اپنا مُنہ سوائے صیقل شدہ باریک تلوار و نکے کسی چیز میں نہ دیکھا تھا اور جس لشکر نے اپنے ابرو کی طرح ہمیشہ کمان کشی کو عادت بنا لیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا اور

Marfat.com

فتنہ کی گرد آسمان کی بلندی تک اُٹھی۔ صفوں کو برابر کرنے اور لشکر کی آراستگی کے بعد قلب (لشکر کا درمیانی حصّہ) میمنہ (دایاں حصّہ) میسرہ (بایاں حصّہ) جناح (اگلا حصّہ) اور ساقہ (پچھلا حصّہ) کو دلاور جنگجوؤں اور لڑنے والے بہادروں سے مزیّن کیا اور فریقین کے دل میں عاشقوں کے دل کی طرح جُدائی کے دن کے خوف سے ؎

جھنڈے کے ہلال پر چیتے اور شیر حرکت کرتے تھے (پھریرے پر شیر کی تصویر تھی)
اور جسم قیمتی کپڑے تھے اور رُوح شمالی ہَوا (ہلتے تھے)

میدان جنگ کو دشمنی کے ہاتھوں کھول دیا اور تلواروں کے قبضہ کو پکڑ لیا۔ اور زمانہ بیچ میں لاکھ آنکھ سے نظارہ کرتا تھا ؎

تاکہ کس کے قبال کی آگ بلند ہوتی ہے۔ اور کس کی تلوار کا قبضہ خون سے آلودہ ہوتا ہے۔

دونوں لشکروں کے بہادروں نے آگ کی طرح بڑھنے والے گھوڑوں پر زمین کو تلوار کے چشمہ کے پانی سے سیراب کر دیا۔ جب جنگ کی چکّی پھرنے لگی اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے پیالے لبالب بھر گئے تو آسمان نے گرد کی تاریک چادر اوڑھ لی اور زمین نیزوں کی چمک سے آسمان کی طرح چمکدار ستاروں سے مرصع ہو گئی ص۱۵۳

اُس بیابان کی چوڑائی میں گھوڑوں کے سموں سے زمین چھ ہو گئی (گرد ہو کر اُڑ گئی) اور آسمان آٹھ ہو گئے (زمین کا ایک طبقہ آسمان سے جا ملا)

تلوار نے بہادروں کے ساتھ سرزنش کی زبان دراز کی اور ڈھال نے سخت منہ سامنے کیا۔ کمان کے ابرو نے ایک کرشمہ سے گوشۂ چشم سے یار کے غمزہ کی طرح خونریز تیر روانہ کیا۔ [illegible] سر کہ "گرز" اور "گوپال" کے دعوے سے ملزم نہ ہوتا تھا۔ آبدار تلوار قاطع حکم کے ساتھ [illegible] کر دیتی تھی اور اس کی عمر کے عہد نامہ پر خون کے ساتھ مُہر کر دیتی تھی اچانک [illegible] کے ساتھ میمنہ سے نکلا اور صدموں کی طاقت سے میسرہ کو جو بالمقابل تھا [illegible] جو ارغون آقا اور شیکتور کے سپرد تھا۔ لے لیا اور بھگا دیا۔ جس طرح باد صبا گلاب کے [illegible] چلتی ہے اور اس کو واپسی میسّر نہیں آتی۔ ان کو کئی زخم لگائے اور اس طرف سے باہر نکل گیا تاکہ علم کو چھین لے۔ اور علم ارغون آقا کے پاس تھا اس نے علیحدگی اختیار کی۔ جب ان متراد ف حملوں اور پے در پے لڑائیوں کی ہوا آگے گذر گئی۔ قریب تھا کہ ہراتی ہراول کامیابی

کی گیند بہادری کے چوگان سے مقصود کے کوچہ تک پہنچادیں۔ سنتائی نوئین پیادہ ہوگیا اور کرسی پر بیٹھا اور کہا کہ جو شخص آج لڑائی کے میدان میں ثابت قدمی اور استقلال کے پاؤں جمائیگا میں اُسے کیا کہوں! اس کے صلے کو خدا جانتا ہے اور چنگیز خاں کی روح۔ ہم یہاں جان کو لڑا دینگے اور دشمن پر حملہ کرینگے اور پور بہا کا شعر یہ ہے ؎

تیرے عشق کے حملہ کی میں تاب لایا ہوں اور بس مثلاً جیسے جنگ براق میں تمام امیروں میں سے سنتائی نوئین۔

اس تقریر سے لشکر کو سکون قلبی حاصل ہوا اور پھر حملہ کر دیا۔ خاطر داری لڑائی کے ساتھ بدل گئی۔ بار دیگر مقابلہ اور جنگ کا ارادہ کیا اور بذات خود حملہ کرنے اور لڑائی میں طوالت کرنے کی طرف رُخ کیا۔ تیر اولوں کی طرح جوار کی چھلنیوں سے گرتے ہیں۔ چلنے لگے۔ آباقاخاں نے بہادران لشکر کے ساتھ جو تاریک غبار میں نیزہ کے پھلوں کے ساتھ سیر و تفریح کرتے تھے اور تیروں کے ساتھ جو موت کے قاصد تھے۔ راز کے طور پر کہتا تھا۔ ؎

گویا کہ موت کے گھاٹ پر اُترتے ہیں پیاس سے۔ یا سُونگھتے ہیں نیزوں سے ریحان کو لڑائی کے میدان میں کُود پڑا اور دشمن پر کام ذلت ہو گیا۔ ؎

ایسے وقت میں کہ جب شیر حملہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ بھیڑیا کسی حیلہ و تدبیر کی گویا کہ مختاری (عثمان نام شاعر غزنی ہمعصر حکیم سنائی) نے ایلخان کی تعریف میں ان دو بیتوں کو نظم کا لباس پہنایا ہے۔ ؎

(۱) اس کے زخم کے خوف سے اس کے سامنے پناہ مانگنے آتے ہیں۔ جنگ کے دن سیمرغ، چیتا، شیر اور اژدھا (۲) سیمرغ نے آنکھوں کو جنگل سے چھپا لیا چیتے نے بچہ کو گردن پر بٹھا لیا۔ شیر نے بچہ کو سر پر رکھ لیا اور اژدہے نے مُہرہ کو دانتوں میں۔

آخرکار انہوں نے مرغاول کو جو شیر کی طرح حملہ کرنے والا اور انتقام کی تلوار تھا۔ اور اسپ قنغر کو قنغر الانات میں باندھنا چاہتا تھا۔ کمان کے تیر سے زندگی کی سواری سے نیچے اُتار دیا۔ ہلاکت اور ہلاکت کے پیالہ کی چاشنی چکھائی۔ جلارتائے کو بھی چونکہ اس کا نوکر تھا اور دشمن کی سپاہ کا پُشت پناہ تھا اور پہنچ گیا اس کا پانی گرتے ہیں " دوزخ میں اس کا مخواب بنا دیا۔ اور براقیوں میں سے بہت سے لڑائی کے میدان میں موت کا پیش کش ہو گئے۔ براق نے " نہیں نفع دیگا

تمہیں بھاگنا موت سے مگر تھوڑا" کی شاہراہ کو بے انتہا غنیمت اور خلاصۂ مقصود شمار کیا۔
اس وقت جبکہ مغربی اشرفی (سورج) نے غروب کی تھیلی میں چھپنا چاہا۔ اور روپہلی ستارے نیلگوں بساط پر ظاہر ہوگئے۔ عاجزی سے پُشت دکھائی اور اس لشکر کے حملوں کی دستبرد سے پاؤں اُکھڑے، اشک حسرت بہاتی ہوئی آنکھوں اور آتش غیرت میں پگھلے ہُوئے دل کے ساتھ دریائے جیحون پر سے گردباد کی طرح گذرا۔ تنبو اور خیمے" اپنی چھتوں کے بل گرے پڑے ہیں" رہ گئے جلدی سے غصب کرنے اور جیتی ہوئی بازی پر غلبہ پانے میں پادشاہ کامیاب ہوگیا یہ انواع غنیمت میں ہاتھ دراز کئے ہوئے اور بازوں کی طرح تیتر کے شکار میں دوڑتے ہوئے اور دُشمن رُسوائی کے بیابان اور خواری کے جہنّم میں سرگرداں تھا۔ پادشاہ نے بطور سابق "تمسین" کو چیدہ لشکر کے ساتھ خراسان میں متعیّن فرمایا اور خود (اردوئے خاص) شاہی کیمپ کی طرف توجہ کے ارادے سے، فتح اور ظفر دائیں اور بائیں دوڑتی ہوئی اور زبانِ نُصرت کہہ رہی تھی۔ ے

اس کی رکاب کے نیچے دیکھ آفتاب حلقہ بگوش ہے۔ اس کی باگ کے سامنے
دیکھ روزگار رسائیس ہے۔

باگ اُٹھائی۔ جب مبارک طالع کے دبدبہ اور روز افزوں دولت کے شکوہ کے ساتھ عزّت اور جلال کی قرارگاہ میں نزول فرمایا تو مملکت کے ساکنوں کے کان اس فتح نامدار کی بشارت سے آراستہ ۱۵۶ کر دئیے اور حسب قاعدہ عدل اور انصاف کے جھنڈے کو جو پادشاہت کی ہمیشگی کا موجب ہو سکتا تھا بلند کیا ے

دُنیا میں فتنہ کب پاؤں سے بیٹھتا۔ اگر تیری تلوار اُسے نہ کہتی کہ بیٹھ جا

براق اودھر سے تقریباً پانچ ہزار سوار کے ساتھ بہت قلق اور اضطراب اور کام کی پریشانی میں۔ ع۔ (از مؤلف) گویا کہ وہ اس معشوق کے مشکین (بکھرے ہوئے) بال تھے۔ آزردگی کے آثار اس کے حالات سے ظاہر اور رنج اور بدبختی کے ... کو زمانہ سے بہبودی نہ دیکھی۔ اس کو مرض فالج "میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں" گرجانے سے جس کا لڑائی کے میدان میں اتفاق ہُوا تھا۔ نے منہ دکھایا۔ حرکت کرنے والی نبض پٹھوں اور اعضا کے حرکت دلانے سے۔ جن کے ساتھ حرکت ارادی متعلق ہے۔ رو گئیں چنانچہ چوبی پالکی اس کی خاص سواری کا کوتل بن گئی۔ ع۔ ہیری نے بجائے عنایت اسپ ... ہیری

ہاتھ میں دیا پھر اس (براق) نے دعویٰ کیا کہ "میں نے اسلام کے حلقہ کو گلے میں ڈال لیا ہے (مسلمان ہو گیا ہوں)" اور لوگوں نے اس کا لقب سلطان غیاث الدین رکھا۔

(براق) نے ایلچی قیدو کی خدمت میں بھیجا اور بادشاہزادوں کے واپس جانے، وعدہ خلافی لشکر کے منتشر ہونے اور پریشان حالی کی اُسے اطلاع دی۔ قیدو نے جواب میں الزام اُسی پر رکھا اور فرمایا کہ شہزادوں کا جو گروہ آیا تھا رنجیدہ خاطر ہو کر واپس گیا اگر کوئی اور آتا تو بھی یہی حالت ہوتی۔ اور دُوسری بات یہ ہے کہ اس (براق سلطان غیاث الدین) نے اپنی بات بدل دی اور وہ یورت (منزل) ملک کے جو ہم نے اتفاق کر کے مقرر کی تھی وہ راضی نہیں ہوا یہانتک کہ تمام لشکر کو اپنے ناموس اور رونق ملک کی طرح خودکامی سے برباد کر دیا "جس طرح گدھے نے دو سینگ طلب کئے تو کان بھی ضائع کر بیٹھا" اس جواب کے ساتھ شاہی فرمان بھیجا اور اس کے لشکر کی رسد اور چراگاہ مقرر کی اور کہا کہ اس جاڑے میں بخارا میں رہے۔ یہانتک کہ بڑے جشن کے وقت جب ہم چھوٹے بڑے اکٹھے ہونگے تو اس کے کام کا انتظام کیا جائیگا۔ براق اس جاڑے میں بُخارا میں رہا اور ہر طرف سے لشکر اس کے پاس جمع ہوتا رہا چنانچہ تیس ہزار لشکر جمع کیا اور موجودہ خزانے لے لئے۔ اور پالکی میں بیٹھ کر لشکر سمیت سیستان کی طرف چلا گیا اور چاہا کہ اُن شہزادوں سے جنہوں نے بلاد مشرقی کے ارادہ میں قصور کیا ہے اور اسکی خدمت سے پیچھے ہٹ گئے ہیں انتقام لے۔ اُس خیال سے اس نے "براق تبکچی" کو روانہ فرمایا کہ "احمد بوری" کو حاضر کرے اور "براق تبکچی" کی زبان سے نکلا کہ اگر وہ سرکشی کرے اور لڑائی کی ضرورت پڑے اور جنگ میں قتل ہو جائے۔ تو کیا ہوگا؟۔ براق نے فرمایا کہ اس کا تمہیں اختیار ہوگا (کوئی ہرج نہیں)

اسی طرح یاسادر بورگ "نیک پے اغول" کے حاضر کرنے کے لئے تیار ہو گیا اتفاقاً براق تبکچی شکار گاہ میں احمد بوری سے جا بھڑا اور اس کے ساتھ تھوڑے سے آدمی تھے چونکہ غرور رکھتا تھا براق کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی اور اپنی خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ براق تبکچی نے پیچھے سے تعاقب کیا اور اس میں مبالغہ کرتا تھا اور احمد نے ایک تیر اس کی طرف پھینکا۔ براق تبکچی نے بھی جواب میں تیر مارا تو وہ احمد بوری قتل گاہ میں آگیا اور اپنی جگہ پہ ٹھنڈا ہو گیا (مر گیا)۔ ع۔ راز مؤلف) اے تیز رو آسمان، تمام سردی، گرمی، رنجش، و مصیبت تیری وجہ سے ہے۔

Marfat.com

اور دوسری طرف سے یاسادر بزرگ۔ نیک پے اغول کی خدمت میں پہنچا۔ اُسے معلوم
اکہ براق کا خیال کس طرف ہے؟ اور اس کا ضمیر پورے طور پر تُلا ہُوا ہے۔ یاسادر بزرگ
برا ہیں صف۱۵۸ نیک پے اغول کے ساتھ ملازمت کا تعلق مضبوط رکھتا تھا اس کا خادم تھا)
زادہ نے اپنے گذشتہ حقوق نعمت کو مغلوں کی رسم کے مطابق اس عبارت کے ضمن میں مقرر
اکہ "تو اتنی مدت ہمارے موٹے آختہ گھوڑوں پر بیٹھا ہے اور تُو نے زنگار رنگ کے لباس پہنے
ں اور صاف شراب کے پیالے ہمارے ہاتھ سے پیئے ہیں۔ شاید اُن حقوق کے بدلہ کے لئے
اج آیا ہے تاکہ ہمیں ہلاکت کے اژدہا کے مُنہ میں ڈالدے" اس نے انکار کیا اور کہا۔ ع
رتو قسم چاہتا ہے تو قسم ہے خدا کی اور اس کے دیدار کی۔ کہ سوائے حاضر کرنے کے میں نے
ی مکر اور کسی مکروہ (ناگوار بات) کی اطلاع نہیں پائی ہے اور اس کارد اور قبول کرنا شاہزادہ
ہ ارادہ پر موقوف ہے۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ احمد بوری کا ایک نوکر واقعہ کے وقوع کی کیفیت
بلانے والا پہنچ گیا نیک پے اغول کو براق کا ارادہ اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ اور اسکی خدمت
ں نہ گیا۔ تمام شاہزادے اس کے انتقام اور ارادہ سے مطلع ہو کر اس سے متنفر ہو گئے اور
نوں یاسادر (بزرگ اور کوچک) باقی اُمرا سے متفق ہو گئے اور اس (براق) کو سب نے
ک کر دیا اور قیدو کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تمام لشکریوں نے اظہار عجز کیلئے ہتھیار
ذن میں ڈال لئے اور براق کے ظلم، دلیری، تعدی اور بیباکی کا بدلہ لینے کی فریاد کی قیدو نے
ن پر نوازش کی اور منزل مقرر کی۔

براق نے رونق کو مراد سے دُور اور خوشدلی کو سینہ کے میدان سے علیحدہ دیکھا آخر کار اپنی
لم توکائی اور خادموں کے ساتھ۔ ع۔ (از مولف) گردش چرخ سے خاموشی، قیدو کی خدمت
ں پہنچ گیا۔ لشکر، اس کام کی طرح تھا جو ہاتھ سے نکل گیا ہو۔ بخت، پریشان زمانہ کی طرح تھا۔
ور اس کی مژگاں کی نوک نے آنسو کی زبان سے یہ بیت صنعت تردید اصرف یا ...
مختلف چیزوں کا بیان کرنا) جب کہ صف۱۵۹ انھوں نے اس کو بہت ہی تر ...
کی بیاض (سفید کاغذ) پر سُرخی سے لکھا (خُون کے آنسو) ع۔ زمانہ زیادہ پریشان ہے یا میری
لف زیادہ پریشان ہے یا میرا کام۔

قیدو کا دل اس کے ناواجب فعلوں سے ملول ہو گیا تھا اور معافی اور چشم پوشی کی باگ
س کے اختیار میں نہ تھی۔ اس کے چھوڑ دینے کی عقل سے اجازت نہ پائی کیونکہ ایک دفعہ

Marfat.com

لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں" کی آیت کو، اگرچہ اس کے معنے سے بے خبر تھا۔ عمل میں لا
تھا۔ نیز داناؤں نے کہا ہے کہ آزمودہ کو آزمانا اور غضبناک شیر کی پیشانی کو اُنس کی توقع
سہلانا، اور دشمن کو قید سے رہائی کا موقع دینا دیوانوں کا کام ہوتا ہے۔

آخر کار اس کو انہوں نے ایک شربت (زہر) پلایا۔ کہ اس سے اس کی عُمر کا پیالہ بے شرا
ہو گیا۔ اور اس کے اقبال کا پانی سراب کا نمونہ بن گیا۔ اور اس کے زمانہ کا حاصل مصنّف کا
ہُوا یہ شعر اس کتاب میں داخل ہُوا ؎

براق کا اقبال بجلی کی چمک کی طرح تھا۔ مٹ گیا جب اُسے آنکھوں نے دیکھا (دیکھ
دیکھتے مٹ گیا) اور یہ واقعہ ۶۶۸ھ کے آخر میں ہُوا۔ اور اس کی سلطنت کی مدّت چھ سال تھ
ع۔ کیا چھ کیا ساٹھ اور کیا چھ سو جب کہ انجام زوال ہے اور خدا ہی کی سلطنت باقی رہنے وا

اس ذکر کا تتمہ

براق کے چار بیٹے رہے ہیکتمور، توا بور، ناہوا ور لاد ای۔ اس کے بعد آلغو کے
اور قیان ایک لشکر کے ساتھ اُن سے مل گئے۔ اور چونکہ اس حال کے دوران میں چار بیٹے
کے مثل رباعی کے تھے دو بیٹے آلغو کے مل گئے تو رباعی مزید ہو گئے اور مطابقت کے اسباب
بناء مضاعف (دو حرف ایک جنس کے۔ شد سے پڑھے جاتے ہیں) کی طرح مدغم ملا دیا الف
کے ساتھ "قیدو" سے مخالفت شروع کر دی۔ اور خجند کی سرحد سے بخارا تک ویران کرنے او
عذاب دینے کے لئے ہاتھ دراز کر دیا۔ ماوراء النہر کے شہر جنہیں مدت کے بعد پراگندہ لوگو
اکٹھا ہونے اور خانما برباد لوگوں کے مل جانے سے رہنے والوں کی آبادی اور باشندگا
آرام کی امید حاصل تھی۔ پھر رہنے والوں سے خالی ہو گیا۔ اور مدتوں تک وہ علاقہ، فریقین
کشمکش اور دو لشکروں کی جنگ کے درمیان امن، خوشدلی، فراغت، اور آسودگی سے۔
تمدّن اور آبادی کے دعویداروں مہجور رہا۔ اور چند دفعہ ان کے مابین لڑائی ہوئی اور ہر بار نُصرت
ہوشیاری کی وجہ سے قیدو کا لشکر فتحمند ہُوا اور مخالفین شکست کھا گئے۔ یہانتک کہ ا
میں صاحب دیوان نے آباقا خاں کی خدمت میں عرض کیا کہ "قیدو اور دوسرے شہزادوں
درمیان بلاد ماوراء النہر کی وجہ سے لڑائی کا میدان بچھا ہوا ہے جس شخص نے بھی ہا
اور قُدرت پائی اپنے دماغ میں محال خیالات کو جگہ دی ایک لشکر بھیجنا اور اس علاقہ کو ویرانی سے

Marfat.com

سامنے پیش کرنا مصلحت ہوگی جائے (ویران کرنا) تاکہ بفائدہ رکاوٹ درمیان سے اٹھ جائے۔
حکم نافذ ہوا کہ نیک پے بہادر، چاروداور آقبک ترکمان۔ بخارا کو جائیں اور اسی طرح کا لشکر
یسف، قرغدای امرا اور جنتیمور کے بیٹوں جورغدای اور ایلابوقا کے اہتمام میں۔ خوارزم جائے
یک دم اس علاقہ کی عمارتوں کے نشانات مٹا ڈالیں۔ مثل مشہور ہے کہ گرگ کو چیرنا پھاڑنا نہیں
سکھایا جاسکتا۔ ع۔ تو جس کی ماں مرگئی ہو اس کو رونا نہ سکھا

فرمان شاہی کے حسب الحکم ایسا لاتعداد لشکر روانہ ہوگیا کہ لشکر مغول کی شہرت پہنچتے
ہی مسعود بیگ بھاگ گیا۔ اور بخارا اور سمرقند کے بہت سے لوگ وطن چھوڑ کر مختلف اطراف
میں چلے گئے۔ اور بہت سے لوگ وطن کے خیال کو سوائے خواب کے نہ دیکھتے تھے اور جوئے مولیا
کی یاد میں یہ خط لکھتے تھے کہ ؎

اے میرے وطن اگر زمانہ سابق نے مجھے تجھ سے چھڑا دیا۔ تو چاہیئے کہ تیرے ساکن کا
دل خوش رہے۔

جنتیمور کے بیٹے ایک لشکر کے ساتھ خوارزم گئے اور گرگانج جو دارالسلطنت تھا اور خیوہ و
ترافس میں قتل عام اور بیحد لوٹ مار کی۔

اور دوسری طرف سے نیک پے بہادر ایک لشکر کے ساتھ سات رجب سال مذکور
(۶۷۱ھ) میں "بخارا" داخل ہوا اور سات دن قتل عام کیا اس طرح کہ دس ہزار آدمی۔ زمین
کے پیٹ میں منزل آباد اختیار کی (مرگئے) اور سوائے مارنے، چھینٹے، قتل کرنے، غارت
کرنے، بیخ و بن سے اکھیڑنے اور جلانے کے اور کوئی شغل نہ رکھا۔ سبحان اللہ گویا یہ جواب
مسعود بیگ کے اس مذاق کا تھا جو صاحب دیوان کی ملاقات کے وقت (کیا تھا)

القصہ وہ مدرسہ۔ کہ اس (مسعود بیگ) کا ایجاد کردہ تھا اور جہان کی بستی کی چوڑائی میں ا
جیسے مدرسہ کا، کمال آراستگی میں کوئی پتہ نہیں دیتا۔ اور قریب ہزار طالب علم کے اس کے گوشہ
میں علوم کی تحصیل اور نفس کی تکمیل میں مشغول رہتے تھے۔ آگ کی نذر کر دیا اور اس کا
ہوا دھواں بلند آسمان تک پہنچا دیا اور فردوسی کے کلام میں یہ شعر بڑھتا تھا

بات لڑائی کو وہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ کہ (وہ) اپنے گھر (صدیوں کے آباد) ویران
کردیتی ہے

جب قتل اور غارت سے فارغ ہوگئے۔ پچاس ہزار جوان، کنواری لڑکیاں اور خوبصورت

لڑکے، خوش گفتار، خوش رفتار، سومعشوق کی طرح آراستہ، دل بیقرار کو پریشان کرنے
صلا۱۶۲ اور بازار روزگار کے فتنہ غلاموں کی طرح دریائے جیحون تک لے گئے پھر جوبا اورقیا
(پسران آلغو) ایک لشکر کے ساتھ پیچھے سے پہنچ گئے اور اُن قیدیوں میں سے تقریباً نصف
مقدار کو واپس لے لیا اور بخارا پہنچا دیا۔

ماوراء النہر کے باشندوں نے اس جنگ اور لوٹ کو آقبک ترکمان کے ورغلانے وربرانگیختہ
کا نتیجہ جانا۔ اور آقبک ایک غضبناک ترکمان تھا اور کانے ترکمان کا غلام تھا، کاش اس کی
دونوں آنکھیں برابر ہوتیں (یعنی اندھا ہوتا) ظلم اور ستم کی آگ بھڑکانے کا حریص، اور شر اور
نقصان کی تند ہواؤں کے حرکت دلانے پر راغب تھا۔ اس کی جائے پیدائش بخارا کے دیہات
میں سے تھی۔

اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے بخارا جو کئی سال تک مسئلہ باطل کی طرح بے معنی (ویران) رہا!
اِن ایام میں خوشحالی کی ہوا متوطنوں کے دماغ تک پہنچی اور عیش کا گھونٹ اُن نامراد دل
حلق میں پہنچنے لگا کہ اس ظالم (آقبک ترکمان) کی نفس کی کمینگی سے تاریک گھڑی
ہوگیا۔ اگرچہ امداد مذہب حمایت دین ہے اور حُبّ وطن ایمان ہے (مگر صرف) شریف
اصیل اصل، اپنے مولد اور ہمعصروں کے حق میں اس قسم ہی کی کوششیں کرتی ہے ؎

عاق شدہ بیٹا شروع میں اپنے باپ کی ڈاڑھی پکڑتا ہے۔ اور بے بہرہ نسل پہلے
ماں پر ہاتھ صاف کرتی ہے۔

(داناؤں نے) سچ کہا ہے کہ تین گروہوں کی دوڑ دھوپ مطلوب کی تحصیل میں امید محال
ہے۔ اور عمر کا خرچ کرنا تلاش کرنے والے پر وبال ہو جاتا ہے (۱) پہلا وہ بیوقوف جو شور زمین
میں تخم پاشی کرے اور حصول فصل کا خواستگار رہے۔ (۲) دوسرا وہ بدبخت جو ذخیرہ کرنے اور
مال جمع کرنے کی حرص غالب رکھے اور اپنے آپ کو اور دوستوں کو اس کے منافع سے محروم
رکھے (۳) تیسرا وہ نادان جو بد اصل، بد گہر، کمینہ آدمی سے وفا کی توقع رکھے، حقوق کی
کا خیال کرے، اور حُسن جزا کی توقع کرے صلا۱۶۳ ؎

بد اصل سے بھلائی کی امید رکھنا۔ آنکھوں میں مٹی بھرنا ہے۔

سنہ ۶۹۴ھ مہینوں میں جوبا اور قیان (پسران آلغو) اور براق (چاروں بھائی) جمع
اور لوٹ مار اور غصّے کی آگ جلائی۔ مارتے، قتل کرتے، لوٹتے اور جلاتے تھے۔ یہاں تک

Marfat.com

سونے کا ایک دینار اور ½ اسیر غلہ جو متوطنوں کے پاس باقی معلوم کرتے تھے۔ سزا عذاب اور تکلیف دے کر چھین لیتے تھے۔ چنانچہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ کھانوں، بستروں، سامان اور لباس میں سے۔ اور مثال ہے کہ "جو غالب ہوتا ہے وہ چھین لیتا ہے"۔ متواتر سات سال وہ علاقہ باشندوں سے خالی رہا اور اطراف جانوروں کے اقسام سے عاری۔ اور یہی حال تھا کہ قیدو نے حکم دیا اور مسعود بیگ بن یلواج جس کا طالع اور انجام اپنے اور باپ کے نام کی طرح مسعود اور محمود تھا۔ اور ان کی کوششیں اور علامات بلندیوں اور اونچائیوں کی بلندی پر روزگار کی پیشانی پر لکھے ہوئے تھے۔ بخارا اور سمرقند کو گیا اور اطراف سے متفرق لوگوں کو خاطرداری کر کے جمع کیا اور اُن کے حالات کے چشموں کو زلنے کی مصائب کی آمیزشوں سے صاف کر دیا۔ اور وہ مبارک منازل اور میدان جو یہ صفت رکھتے تھے۔ ۵ عربی شعر کا ترجمہ (اے منازل دلوں میں تمہاری جگہ ہے۔ کیا تم ویران ہو گئیں؟ اور دل تم سے آباد ہیں) تھوڑی مدت میں ترک اور تاجیک کی اُمیدوں کا مقام ہو گئے اور دُور و نزدیک کے طوائف کے مقصد کے لئے روز بروز نصیبہ وری اور فتحمندی کی امداد نے سلسلہ قائم کر دیا اور راحت و فراخ عیشی کی افراط نے رعیت پروری اور رفاہ اندوزی کا تار باندھ دیا۔ اور اب یہ حال ہے کہ ابنائے ماوراء النہر کے منازل، اُنس کی چراگاہیں ہیں اور اس کا میدان، فردوس کا باغ ہے سغد سمرقند (شہر اور علاقہ کا نام ہے) مبارک فال اور نیک ستارے سے مشہور ہو گیا۔ ۱۶۴ اور حسین عورتوں کا لعاب دہن اور چشمہ حیوان کا پانی اس کے جیحون کے مقابلہ میں کمترین حوض تھا۔ لوگوں کے گروہ در گروہ وہاں اکٹھے ہوئے اور اس کے باشندے مختلف نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے والے بنے زمین مٹھاس سے شیریں بیانوں کے لفظوں کی طرح قند ریز تھی اور اس کی معطر ہوا زُلف جاناں کی طرح باد صبا سے جان دلکش بن گئی تھی ۵

(۱) سمرقند کے سرو قد حسین محفل میں یارب ایسے خورشید کے سے چہرے اور زہرہ کی شکل والے ہیں (۲) عاشق کو قتل کرنے والے، ساغر چڑھانے والے چالاک ہیں۔ چاندی جیسے سفید جسم والے، فرمانبردار، اور خوش اخلاق (۳) جب ہونٹ کھولتے ہیں کیا عجیب بات ہے کہ دل اُڑا لیتے ہیں۔ جب مانگ دکھاتے ہیں تو دونوں قدر بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

اور بخارا جب سے ہے تبحر علماء کے گروہ ہونے کے جمع ہونے کی جگہ اور ان کے شیریں بیانی کا

منبع، کمال بلاغت کا آشیانہ اور فصاحت کی پوشاک کا کارخانہ رہا۔ اہل شمشیر اور اہل قلم رُعب اور شیریں زبانی سے رہے۔ اور گوشوارے اور پردے والی عورتیں فصاحت حُسن شمائل کے ساتھ رہیں۔

اور یہ حکایت تواریخ میں لکھی ہوئی ہے اور تلاش کرنے والوں کے سامنے مشہور رہے کہ جب امیر نصر بن احمد سامانی۔ اللہ اس کی قبر کو سیراب کرے۔ خراسان کی منزلوں میں آیا تو میدان کی وسعت، علاقہ کی شادابی، مکانات کی تفریح گاہوں اور گھروں کی سیرگاہوں کو نہایت پسند کیا اور وہاں کی آب و ہوا سے راحت حاصل کرنے والا اور آرزو پوری کرنے والا ہُوا گویا۔ خزاں اور سرما میں وہاں قیام کیا۔ جُدائی کی مدّت کے بڑھ جانے سے وزراء، دوستوں، امیروں اور تمام لشکروں کے دل میں ملال اور سستی ۱۶۵ بڑھ گئی اور طبیعتوں کا میلان بخارا کی نادر چیزوں اور اس کے فردوس کی طرح کے میدانوں کی طرف غالب ہوگیا۔ یاران قدیم کے شوق کے ہاتھ نے رُوح کے گریبان کو مروڑا۔ اور ساقیٔ محبت نے سب کو آنکھوں کے آنسو سے خالص شراب پلائی۔ رات کی سیاہی میں شمع کی مانند سوز و گداز میں تھے۔ اور صبح کی تباشیر (سفیدی) کے نکلنے کے وقت بادِ صبا کے ساتھ اس راز میں تھے اور کاتب (مصنّف) کے دل کے ساتھ ہم آواز تھے ؎

(۱) صبح کے وقت جب رُوح کا قافلہ گذرتا ہے۔ ہر ہَوا جو فلاں (معشوق) کے کُوچہ سے گذرتی ہے (۲) گویا کہ اُنس کی نسیم روضۂ قدس میں سے حُوران بہشتی کے ہاروں پر سے گذرتی ہے۔

گویا کہ دوستوں کا خط وطن کی طرف" اُن کے دل کے کلمات سے جمع کیا تھا اور اُن مہجوروں کے فراقی شعروں سے رعد اور رباب نے خروش اور نالہ کو حاصل کیا تھا" جرباذقانی" کے شعر لکھنے اور دیکھنے کی آرزو میں ہر ایک کو موافق آ گئے ؎

(۱) اگر صبح کے وقت کی ہَوا دوستان قدیم کے پاس میرا سلام پہنچائے اور وہاں سے جواب لائے (۲) شوق کی وجہ سے میرے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے اسے ٹھنڈا کرے اور مجھ مصیبت زدہ کے کام پر رونق پیدا کر دے (۳) اس مصیبت کی رات کی سیاہی کو میری آنکھ کے سامنے سے دُور کر دے اور شُعور رخ (معشوق) کی نور پر... دوستوں کی مجلس میں میری فغاں اور نالہ نے جا کے اور

اور وہاں سے چنگ اور رباب کے بجانے کی آواز لائے۔
مخفی طور پر اتفاق کر کے "رودکی" شاعر کے پاس جو سلطان کا خاص مدح کرنے والا تھا ۔۔۔ لے گئے اور عاجزی ظاہر کی: ۔ تا کہ شعر کو گا کر بادشاہ کے ارادہ کے سلسلے کو حرکت دینے والا ہو۔ اور اس شرط پر سونے کے چند ہزار دیناروں کو انہوں نے قبول کیا اور ان کو ادا کرنے کے ۔۔۔ ہی میں ذمّہ دار بنے۔ رودکی نے اس قصیدہ کو تصنیف کیا اور (دربار میں) خوش الحانی سے پڑھا

"جوئے مولیان" کی ہوا آرہی ہے۔ مہربان دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ باوجود جیحوں کی ریت اور اس کی وہ سختیاں کہ گویا میرے پاؤں کے نیچے ریشمی کپڑا آرہا ہے۔

کہتے ہیں کہ سلطان اسباب سفر کی تیاری کے بغیر ان شعروں کے گانے کی مجلس سے ۔۔۔ سوار ہو گیا محض کرتہ پہنے ہوئے اس طرح کہ جامہ داروں اور داروغۂ توشہ خانہ نے خاص موزے اور شلوار ایک فرسنگ طے کرنے کے بعد بادشاہ کے پاس پہنچائی اور اس سبب سے کہ ان شعروں کے الفاظ لغت عرب سے پاک۔ شوق اور خوشی کو بڑھانے والے اور ۔۔۔ معنی اور مطلب کی ۔۔۔ مبنی ہیں۔ طبیعتوں کو موافق اور مناسب معلوم ہوئے۔

چونکہ زیادہ تر ارباب عصر کی تعریف اور مذمت کا شمار ۔۔۔ اس ذکر کے ۔۔۔ وقت بعض دوستوں نے اس کا جواب دینے کے لئے مجھ سے التماس کی اور مقابلہ کرنے کے لئے فی البدیہ کہنے کو کہا معذور رہے" کے مطابق یہ چند اشعار اگرچہ فضائل کے ظروف سے ۔۔۔ ہیں۔ صاحب دیوان ۶۲ۂ محکوم ممالک شمس الدین جوینی کی مدح میں نظم کئے گئے۔ چونکہ اس صاحب قران کی زندگی کے زمانہ میں ان بدائع کا مؤلف (مصنف کتاب) اس کے دربار میں حاضری کی سعادت سے محروم رہا۔ یہ قصیدہ اس کی روح پر۔ کیونکہ ۔۔۔ زندہ ہے پڑھتا ہے۔ اس امید سے کہ ان دونوں قصیدوں کے درمیان ۔۔۔ خداوندانِ فضل کی نقاد طبع اور روشن دل ہوگا۔ پس یہی کہا ۔۔۔ ہے

(۱) مشک بکھیرنے والی ہوا چلتی ہوئی آرہی ہے۔ پھولوں کی ۔۔۔ ہوتی ہے (۲) صبح کے وقت مشک بید کی نسیم ۔۔۔ مشک سے بہتر معلوم ہوتی ہے (۳) آتش گل سے کہ اس کی مٹی ہمیشہ تازہ ہے۔ جہان کے منہ پر رونق آتی ہے (۴) گلبنوں کے کانوں اور ہاتھوں کے لئے شبنم موتیوں کی ۔۔۔

معلوم ہوتی ہے (۵) مُرغ بانسری بجاتا ہے اور سرو ناز۔ اس کی آواز سے ناچنے لگتا ہے (۶) باغ کی طرف بنفشہ اور گل لالہ کے طرف۔ کارواں کے کارواں آرہے ہیں بان (خوشبودار درخت) کی ہوا اور پھولوں کی خوشبو خوشی میں۔ میری کشتی کے بادبان معلوم ہوتے ہیں ص ۱۶۸ (۱) لالہ کی روشنی سے ہرات کو شام کے وقت باغ آسمان کی طرح (ستاروں سے بھرا ہوا) معلوم ہوتا ہے (۲) روشن ستارونکی چمک سے صبح کے وقت آسمان باغ کی طرح نظر آتا ہے (۳) مغز جان آسودہ حال ہو رہا ہے، شاید معشوق کی زُلفوں کی خوشبو آرہی ہے (۴) خوشی کی آنکھ پھڑکتی ہے۔ یا اللہ شاید میرا وہ نامہربان یار پھر آرہا ہے (۵) دُنیا کا دامن عنبریں ہو گیا کیونکہ وہ معشوق میرے پاس دامن سمیٹے ہوئے آرہا ہے (۶) صبر میری نیند کی طرح مجھ سے بھاگتا ہے۔ اور آنسو بن بلائے جاری ہو رہے ہیں (۷) میں شمع کی مانند جلتا ہوں اور اس کی یاد شعلہ کی طرح میری زبان پر آرہی ہے (۸) اگر میری امید یار سے پوری نہیں ہوتی تو میرے آنسو فی الفور جاری ہو جاتے ہیں (۹) اس کی محبت وزیر ممالک (شمس الدین) کی مدح کی طرح روح و رواں کی راحت بن جاتی ہے (۱۰) وہ شخص جس کا نام ہمیشہ قائم رہے ص ۱۶۹ اس کے مقابلہ میں اس کے دشمن کا نام بے نشان معلوم ہوتا ہے (۱) وہ شخص جو اپنے موتی لٹانے والے ہاتھوں سے۔ دریا اور کان کے لئے آفت معلوم ہوتا ہے (۲) اس کے رحم اور سخاوت کی پناہ میں ایک جہان۔ بُوڑھے ہوں کہ جوان آتا ہے (۳) اس کا بیدار بخت دوستوں کی مراد کے مطابق حاجت بر آر اور مشکل کشا ہوتا ہے (۴) یہ کلام ہے جس کی آرزو سے بہشت کے منہ میں آبِ کوثر آتا ہے (۵) اگر رودکی سُن پاتا تو کب کہتا کہ "جوئے مولیاں" کی ہوا آرہی ہے۔

اس بھرتی کلام سے مقصود جو اگرچہ (حلوہ کے اندر میووں کی بھرتی) کی مانند یہ ہے کہ آج کل بلاد ماوراء النہر، بہشت کی تازگی سے حصہ رکھتے ہیں اور زمانے کی ذلتوں سے بچے ہوئے ہیں اور قہر کے لائق ہونے سے امن میں ہیں اور بادشاہزادہ قیدو کے قبضہ کے اندر ہیں اور اُن کے باشندے اس کی قید میں پابند ہیں۔ صبا کی ہوا بغیر اس کے عدل کے اجازت نامے کے غنچہ کے رُخ پر نہیں چلتی اور بُلبل اس کی سزا کے خار کے خوف سے گل کے عشق کا خیال نہیں

Marfat.com

۱۱ یکالی ۔

ذکر ملک شمس الدین محمد بن کرت

وہ ایک بزرگ ہمت صاحب شجاعت مرد تھا اور آداب کے فنوں میں کمال رکھتا تھا۔ اس کا باپ "کرت" سلاطین غور کے عہد میں امیر سپہ سالاروں کے شمار میں گنا جاتا تھا۔ بخت والے نصیب اور غیر محدود شان کے ساتھ تھا۔ اور قرابت کا تعلق سلطان شہاب الدین سے رکھتا تھا۔ جو ہمت کے سر کو سلطان محمد خوارزم شاہ کے سامنے نیچا نہیں کرتا تھا۔

منگوقا آن کے ابتدائے جلوس میں جب اس کے اور اولاد چغتائے کے درمیان منافرت کے اسباب بہت زیادہ پیدا ہوگئے اور دشمنی کی رسیاں گرہ در گرہ ہوگئیں تو یاسون منگو۔ جو کہ چغتائے کا صلبی بیٹا تھا۔ لڑائی کے ارادہ سے سامان کرنے لگا۔ منگوقا آن نے ایسے لشکر کو بھیجا جو جنگ کی شمشیر زنی کی آواز کو سرود کی آواز سمجھتے تھے۔ لوہے کو ریشم اور فولاد کو دیبا شمار کرتے تھے۔ انہوں نے پیکانوں کے لبوں کے سامنے غنچہ کی طرح آنکھ کو ڈھال بنادیا اور سر کو خود کے آگے نرگس کی طرح تلج سے آراستہ کیا تاکہ اس سے پہلے کہ دشمن شام کا کھانا کھائے اُن پر دوپہر کے کھانے کے خون پینے والے ہو جائیں۔ چنانچہ خونریزی اور جانفشانی کے بعد یاسون منگو کو گرفتار کرکے باتو کے پاس بھیج دیا۔

اِن دنوں ملک شمس الدین کرت قید تھا۔ اس نے منگوقا آن کی سلطنت کے میدان کو دشمنوں کے ازدحام سے خالی پایا تو بادشاہ کی خدمت میں دوڑا۔ وہ فرمان جو فاتح جہان پادشاہ چنگیز خاں کے عہد میں جاری ہوا تھا۔ عرض کی بلندی پر پہنچایا اور تاکید کی ہم نے لشکرکشی میں ترغیب کے سبب اور ڈر کے واسطہ کے بغیر چنگیز خاں اور اس کے خاندان کو خلوص کی راہ سے منزل بمنزل پہنچایا ہے۔ اور اطاعت کے آستانہ پر اور صرف اغور کے علاقہ اور شہر کو جس کا اسم جنس "سیستان" ہے ہمارا حکم کو مقرر فرمائے تو از سر نو لوازم بندگی خوب پر عمل ہوگا۔ منگوقا آن نے اس کی صداقت اور ہدایت اور بزرگی کے علامات کو معلوم کیا اور انہی احکامات کے تقاضا پر حکم جاری کرنے کیلئے شاہی فرمان اور شیر کے سر والا جھنڈا دیا۔ ہرات، نیمروز اور دیگر چند قصبے اس علاقہ کے اس کی جاگیر میں اضافہ فرمائے اور وہ پوری نوازش کے ساتھ امیر ارغون کی خدمت میں گیا۔ اور زبان کی فصاحت

بیان کی تیزی، چست عادات اور عمدہ خصائل سے اس کے دل کو شکار کر لیا اور اپنے اوپر عنایت کرانے میں اس کو پابند کر لیا امیر ارغون نے دریائے سندھ کے کنارے تک کا علاقہ بطور ٹھیکہ کے اس کے اہتمام کی نظر کے حوالے کر دیا۔ اور اقبال مندانہ تربیتیں کیں۔

ان اسباب سے اس کا نام شہرت کی بلندی اور اقتدار کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اور امور مملکت کا انتظام اور مصالح ملکی کا بند و بست اس طور سے اختیار کیا۔ کہ قاآن کے حُسن قبول اور پسندیدگی کا مقرب ہو گیا۔ اور کیکانات اور قصدار کے اطراف کو بھی تابع کر لیا۔ اور سرحد دہلی تک تمام راستوں کو رہزنوں سے پُرامن اور مطمئن کر دیا۔ بلند مراتب کی شہرت کو منتشر کرنے، فضیلتوں کے صحیفوں کو پھیلانے اور شجاعت اور سخاوت کی نشانیوں کے مشہور کرنے میں عمدہ کوششیں کیں۔ اور روشن شعر جو اس کی طبع کے نتیجہ تھے اطراف میں صبح اور شام کی ہواؤں کے دامن سے متعلق کر دیئے

اسوقت جب کہ پادشاہ کامگار ہلاکو خاں نے تیسری اور چوتھی اقلیم کے اکثر حصوں پر فتح پائی سیدوں میں سے کسی سبب سے اور پروردگار کی تقدیر سے وہ (شمس الدین بن کرت) سرکش (منحوس) ہو گیا۔ اس نے ۶۵۵ھ میں ایک لشکر اس کے مادہ بغاوت کو روکنے کے لئے مقرر کیا اس کا افسر تغور تھا۔ اور نہایت غصے سے حکم دیا کہ شمس الدین کے اعضا کی کھال کو بھوسہ بھر کر دربار میں بھیجدیں۔ جب اس نے احکام کے مضمون اور لشکر کی تیاری کی اطلاع پائی اس بیت کو ایک تیر پر ہے لکھ کر ایلخاں کے پایہ تخت کو بھیجدیا ؎

اگر میں کبھی کابل کی طرف لگام موڑ دوں۔ تو تغور کا بدلہ تغر سے لوں۔

اس کے بعد حدود سیستان میں اس لشکر کے ساتھ لڑائی کی باگ کو کھول دیا۔ اور دونو طرفوں سے پیش قدمی کے پاؤں موت کے مقام پر رکھے۔ صلح لڑائی سے تبدیل ہو گئی۔ آخر کار تغور کو ہلاک کر دیا اور وہ معاملہ جو شمس الدین کے متعلق دل میں رکھتا تھا خود اس کے حق میں پورا ہوا۔

جب اس حالت میں کافی مدت گذر گئی تو پھر "تشلوین" کے مرغزار میں حدود ہرات میں سے ہے ایلخانی لشکر کے ساتھ لڑائی اور جنگ کی اور اس کے بعد ایلچی اور پادشاہ دولت یار کی مہربانی سے مدد حاصل کی (ان کا اہل رعیت) اور مطیع ہو گیا۔ انعامات کی نظر سے دیکھا گیا اور مشہور خدمات اور قابل انعام معاملات پادشاہ کی خدمت میں کئی دفعہ انجام دیئے۔

Marfat.com

اور برکہ کی لڑائی میں حدود دربند باکو بہ ہیں فلک فرسا رکاب کا ملازم تھا۔ اور ابغاں کو اس کی دلاوری اور بہادری معلوم ہوئی اور تخت سلطنت پر اس کے اخلاص اور دلیری کے متعلق گفتگو [illegible] حکایت بیان کی ہے کہ جب ملک سیستان کو اس نے قتل کیا ہلاکو خاں کی خدمت میں (اباقو ہلاکو خاں نے) اس سے مواخذہ فرمایا کہ کیوں بغیر حکم شاہی کے نیمروز (سیستان) کے حاکم کو تو نے قتل کیا اور اس کے جوانی کے دن کو رخصت کر دیا۔ تو اس نے بغیر تاخیر اور جھجک کے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ ہے تا کہ دشمن کُش پادشاہ یہی سوال اپنے بندہ کے متعلق اس سے نہ کرے۔ "برجستہ جواب اچھا مددگار ہے" یہ جواب۔ جو پانی کی طرح رواں تھا۔ اور جامعیت اور حاجت روائی کے فنون پر حاوی تھا فوراً ابغان کو بہت پسند آیا اور بے انتہا مہربانی مبذول کی۔

جب سلطنت کی باری ۶۶۳ھ آباقا خاں تک پہنچی تو دلیری کی وجہ سے دربار کی طرف [illegible] پیچھے رہ گیا (یعنے نہ گیا) اور اس مثل میں نہ آؤں گا تیرے پاس جب تک کہ نالہ کریں مُردہ بچے والی اُونٹنیاں، اور جب تک کہ تاریک رہے رات" کے ساتھ مثال دی اور بہ دانائی اس [illegible] کے خیال سے جو رکھتا تھا صاحب دیوان (شمس الدین) کے پاس بھیجی ہے

(۱) ترکوں کے پادشاہ کو اس طرح کون کہہ سکے کہ نیمروز پسر دستان (رستم) کا وطن ہے (۲) جس کی شمشیر اور گرز گاؤ سر کی ہیبت سے ابھی تک افراسیاب کا گھر ویران ہے۔

صاحب دیوان نے اس طرف کو نرم کرنے اور اس کے دل کو مائل کرنے کے لئے [illegible] جس سے لطافت کا پانی ٹپکتا ہے اور فضیلتوں کی بنیادیں اس سے محکم ہوتی ہیں بھیج دیا [illegible]

(۱) ملک شمس الدین محمد کرت! تو ہی ملک کی روشنی ہے۔ کہ فرشتے کی طرح تو سراسر جان ہی جان ہے (۲) وہ رنج جو تیرے ہجر سے میرے دل کو پہنچا ہے۔ اس کی تہ تک انس اور جن کا وہم نہیں پہنچتا (۳) سچ ہے تیری باریک بین روشن رائے یہی زیب دیتا ہے کہ تو جب یہ نامہ شوق پڑھے (۴) تو گھوڑے سے [illegible] بھڑکائے، اور تدبیر کے پانی سے جو غبار کہ بیچ میں اٹھا ہے [illegible]

۶۶۴ھ چونکہ بے مہر آسمان اور جفا پیشہ زمانے کی عادت یہ ہے کہ [illegible] رو کے رکھتا ہے اور دل و جان کے مقصود کو بہت آسانی سے پورا نہیں ہونے دیتا [illegible] اور کوشش جو اولادِ آدم کرتے ہیں اس سے نتیجہ [illegible]

Marfat.com

جمع کرنے میں جس چیز کے ساتھ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں وہ محرومی اور ناامیدی کا مادہ بن جاتی ہے اس معاملہ کی تصدیق یہ ہے کہ کئی سال ہوگئے ہیں کہ روح کے کان اور کان کی رُوح ملک اسلام کے مخدوم، ایران کے پادشاہ اور خشکی و تری کے خسرو شمس الحق والدین (محمد بن کرت) کی سخاوت کی شہرت سے روزگار اس کے امر و نہی کے تابع اور فلک کی گردش اس کے مقصد کے موافق رہتی ہے (گوش جاں) گوشوارہ پہنے ہوئے ہیں اور جان گوش راحت یافتہ ہے۔ بندۂ ادنیٰ (شمس الدین) محمد بن محمد جوینی نے چاہا کہ آنکھوں کو دل کی بصیرت کی مانند کرے (ملاقات کرے) اور جب وقت قریب آیا وہ مراد بر آئے اور زمانہ ایک قدم آگے بڑھ جائے۔ تو غیب سے تاخیر نے منہ دکھایا جو حسرت کا باعث اور ناتواں دل کی حیرت کا سبب ہوئی اور جان ہوش سے محروم ہوگئی "وہ حریص محروم رہتا ہے" مثل مشہور ہے۔ اس سعادت (ملاقات) سے محروم رہ گیا۔ ~~

اس لاجوردی بام (آسمان) پر ایک فرشتہ ہے۔ جو عاشقوں کی آرزو کے آگے دیوار کھینچ دیتا ہے یعنی مانع ہوتا ہے۔

ان چند ایام میں فرزندزادہ محمد کے قاصد اُدھر سے پہنچے اور مبارک دربار اور برکت والی بارگاہ کی خوش کرنے والی خبریں پہنچائیں۔ وہ نفس مسیح کی خاصیت رکھتی تھیں کہ اس مُردہ سے زندہ بدن ہوگیا حضرت عالی (آباقاں خاں) سے پھیر اور گریز کے بارے میں انشاپرداز کے قلم نے تھوڑا سا لکھا تھا جرأت اور گستاخی کرکے اتنا ہی عرض کرتا ہے کہ کنارہ کشی اور توہم کی راہ کو بند کردے اور اس دربار کا عہد، بطرز مشرق پختہ اور محکم کردے۔

اس (شمس الدین کرت) نے صاحب کے (خط) کے جواب میں یہ خط صادر فرمایا:

"چونکہ دن اور راتیں لگاتار اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کوئی مخلوق دل کی مراد تک نہ پہنچے اور ہر خیال کو جس پر دل کو ٹھہرایا ہے۔ تغیر اور تبدیل کردیں۔ لہذا سعی اور کوشش مفید اور حاجت برآر نہیں ہے اور کوشش اور سعی نافع اور فائدہ مند نہیں کئی سال ہوگئے ہیں کہ نماز و روزہ سے دعاؤں کی امداد اور التجاؤں سے خواہش کی ہے کہ پھر عزیز صاحب اعظم بہشتی، عادل و مکرم، بابرکت رائے اور قدم والے وزیر شمس الدولۃ والدین کو دیدار کرے اور تمنا اور پیاسی آنکھوں کا اظہار کرے۔ مگر ~~

(۱) میرے دشمن کے ساتھ جب میرا دوست بیٹھا۔ تو پھر مجھے دوست کے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہیئے (۲) اس شہد سے پرہیز کر جس میں زہر مل گیا۔ اس شہد کی مکھی سے

شمس الدین کرت

بھاگ جو سانپ پر بیٹھ گئی۔

ایام شباب کے آغاز اور اوّل جوانی کے سالوں اور برسوں سے جانبین میں اتحاد اور محبت کی قرابت اور دوستی کے طریقے پختہ اور اتحاد کی بنیادیں مضبوط اور بیگانگی کی زہریلی ہوا سے محفوظ تھے! اور قبلۂ حق کی طرف سے منہ کر کے اور اُس طرف (صاحب یا اباقا) سے ہر روز ایک خط آتا اور پہنچتا ہے اور وہ تتار۔ کُفّار اور فاجروں کی طرف مجھے دعوت دیتا ہے۔ ع تم سے یہ بات مجھے پسند نہ آئی کہ تم میرے آنے کو اباقا کے پاس پسند کرو۔

لیکن عقل سلیم کی راہ ہے نہ کہ شریعت پاک نبوی اور رسول کی احادیث اور اخبار کے تقاضا سے (کیونکہ انکار دعوت شرع میں منع ہے) **رباعی**

(۱) یہ بہتر ہے کہ ہنرمند گوشہ نشینی اختیار کرے ص۱۶۲ یا کسی قلعہ کے گوشہ کو اپنا حصار بنائے (۲) شراب پیتا ہے اور حسینوں کے لبوں کو بوسہ دیتا ہے تاکہ پریشان جہان آرام حاصل کرلے۔

ان چند ایام میں فرزند محمد کے پاس پہنچتا ہے۔ جو کچھ درست ہوگا انشاء اللہ کو پہنچائیگا اگر چاہا اللہ غالب نے (خط ختم ہوگیا)

اور عجیب بات ہے ملک شمس الدین کرت باوجود عقل و شجاعت، محمود عادات اور دلیری کے اس کمال کے عجمیوں کی شراب (بھنگ) پینے کا عادی تھا اور اس کی بہت سی رباعیاں ... اس کی مدح اور ترجیح میں شراب پر حیران کرنے اور تعجب میں ڈالنے کے لئے ... تحسین مستقبح (قبیح چیز کو اچھا جاننا اور بیان کرنا) کی صنعت کی قبیل میں سے ہیں۔ س

(۱) شراب پینے والا اگر امیر بھی ہو تو غریب ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ... سے جہان پرشور ہو جاتا ہے (۲) لعل کی ڈبیہ (منہ) میں زمرد (بھنگ) اس لئے ڈالتا ہوں۔ تاکہ میرے غم کے سانپ کی آنکھیں اندھی ہو جائیں (زمرد سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے) س

(۱) جس وقت میں سبز (بھنگ) سے خوش ہوتا ہوں تو افلاک کے سبزہ ... کے لائق بن جاتا ہوں (۲) سبز خطوں (معشوقوں) کے ساتھ سبز (بھنگ) پیتا ہوں سبزہ میں۔ اس سے پہلے کہ سبزہ کی طرح مٹی میں مل جاؤں۔

اسوقت اس تشریح سے ... کا چہرہ شاہ ...

کے خون سے ۶۰۶ھ سُرخ ہوجائے (دعوی سرخرو ہو) اور جاہل لوگ۔ سیاہ رو سبزہ (بھنگ) سے سیر ہو جائیں (مصنف نے) یہ رباعی تصنیف کی اور لکھی ؎

(۱) اے سُرخ رُخسارے والے۔ سُرخ پھول (گلاب) کے ساتھ وہ سُرخ شراب جلدی سے لا (۲) تاکہ خوشی کا چہرہ سُرخ ہوجائے سبزی (بھنگ) سے اپنا چہرہ زرد مت کر اگرچہ نیلگون آسمان سے۔ رات اور دن سیاہ اور سفید ہو گئے ہیں۔

چونکہ اس (شمس الدین کرت) کے اور ملک ضیاء الدین کابل کے درمیان دشمنی نفرت اور ہلاکت بڑے درجہ تک پہنچ چکی تھی ملک ضیاء الدین نے یہ رباعی اس کے پاس بھیجی ؎

(۱) غوری بچہ کابل سے دشمنی کے لئے اُٹھا وہ مجھ جیسے آدمی سے سخن آرائی کرنا چاہتا ہے (۲) تو سورج (شمس) ہے اور میں روشنی (ضیاء) اور تمام لوگ جانتے ہیں۔ کہ سورج کا آسمان پر لانا روشنی کے لئے ہوتا ہے۔

تردید کرتے ہوئے ملک شمس الدین نے جواب میں یہ رباعی لکھی رباعی

(۱) اے اپنے آپ سے بے خبر دائیں بائیں دیکھ۔ مجھ جیسے شخص کے ساتھ تیری دشمنی کیوں پیدا ہوئی (۲) میں سورج ہوں اور تو روشنی اور سب لوگ جانتے ہیں کہ جس قدر روشنی دُنیا میں ہے سُورج ہی سے ہے۔

۶۰۶ھ اس کے بعد آباقا خاں کی بندگی میں شامل ہوگیا اور مدت تک دریا مقدار درگاہ اور آسمان مدار آستانہ کا ملازم رہا۔ اور جب سیستان کی طرف رجوع کیا تو پادشاہ کی بندگی کی اطاعت اور شاہی احکام کی تعمیل بیحد کرتا تھا۔ یہانتک کہ اس غرور کے غار (دنیا) سے خوشی کی سرائے (آخرت) میں پہنچ گیا (مرگیا)

ذکر سلاطین مصر

ساتوں ولایتوں کے وسیع میدانوں میں سے آجکل مصر اور شام کا علاقہ ہے جو پیغمبر عربی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی رُوح پر افضل رحمتیں اور پاکیزہ تحفے نازل ہوں؛ کے کوچ چھوڑنے کے زمانہ سے چھ سو اوپر کوئی نوّے سال ہجری کے بعد سے۔ دین پروری اور حُسن اعتقاد کی جدوجہد کی راہ پر ثابت قدم اور صادق دم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے اُن کی جانیں اور مال۔ اس بات پر کہ ان کے لئے جنت ہے اسی لئے یہ لوگ

Marfat.com

خدا کی راہ میں تو کفّار کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں" کے حکم کو دین کے نگینے کا نقش اور یقین کی نئی دلہن کا لباس بنایا ہے" اور نہ اطاعت کر کافروں اور منافقوں کی" کی دوستی اور محبّت کا بیج نیّت کی صاف زمین میں بویا ہے او ... کے پاک درخت سے جو لوگ اللہ کو مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اُن کے لئے جنّات الفردوس میں سرائیں ہونگی" کا ثمر چنا اور معذور لوگوں کے سوا جہاد سے مُنہ چھپا کے گھر میں بیٹھ رہنے والے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جان اور مال سے جہاد کرنے والے ہیں ہر گز برابر نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھ رہنے والے لوگوں پر بڑی فضیلت دی ہے" کی طواف گاہ کا طواف کر کے جان اور مال کو دین کے ۱۷۹ھ مددگاروں کی امداد اور سرکشوں کے گروہ کی گوشمالی اور حق کے فرقوں کو باطل سے تمیز کرنے کے لئے دے تاکہ تمیز دے اللہ تعالیٰ بُرے اور بھلے میں اور بہرہ یاب اور مایوس میں امتیاز کر دے"۔ بربادی اور ہلاکت کے میدان میں لانا پسندیدہ طریقہ جانتا ہے اور اسلام کی مملکت کی حفاظت اور ایمان کی عظمت کی حمایت کو "مدد کرو ایک دوسرے کی نیکی اور پرہیز گاری پر" کے مطابق چلنا یقینی ادا کی ہوئی پہچانتا ہے۔

یقیناً (ملک مصر اور شام) اس فضیلت سے تمام بلاد اسلام پر برتری کی قدرت رکھتے ہیں اور امتیاز کا شرف حاصل کیا ہے۔ بلاد شامی کا روضۃ الاسلام (اسلام کا مرغزار) دمشق ہے جو تمام لوگوں کے اتّفاق کے مطابق عجیب ترین علاقہ ہے جنّات اربعہ (چار بہشت) میں سے اس کی زمین کا دامن پاکیزگی سے حضرت مریمؑ کے آستین کی طرح ہے اور اس کے پامال شدہ سنگریزے لطافت میں سمندر کے بیٹے (موتی) کی مانند ہیں۔ اس کے غوطہ (دمشق) کے درخت طوبیٰ کی نازک شاخوں سے ملے ہوئے ہیں، اور اس کی نہروں کے چشمے حوض کوثر کے قطرات حاصل کئے ہوئے ہیں اور فرمایا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر آسمان میں بہشت ہوتی تو وہ دمشق سے بڑھ کر ہوتی۔ اور اگر زمین پر ہوتی تو وہ دمشق ہی میں ہوتی۔ اس کی جامع دوسرا کعبہ اور بہشتی تخت کا قبہ ہے دو ہزار طالب علموں کے جمع ہونے کی جگہ صداقت والے نوجوان جوانمردوں اور مروّت والوں کے سردفتر ہیں ... سے ... لڑیاں پادشاہ لایزالی (خدائے تعالیٰ) کے اخلاص ... کے ساتھ منظم ہو کر قتال ... اور شرائع محمدیؐ کے شعار کو بلند کرنے کے لئے ہمیشہ کے لئے قائم ہیں۔

۵۶۹ھ کے آخر میں صلاح الدین یوسف بن ایوب نور الدین شہر کو ... جو ایک

Marfat.com

شام معین الدین محمود بن زنگی بن اقسنقر کے مقربوں کے سرداروں میں سے تھا۔ اسباب قضا کے اقتضا کے مطابق اور قدر کے اسباب کے موافق، ملک مصر پر قابض ہو گیا اور العاضد بن اللہ ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ۔ جو کہ ابو تمیم معد ملقب بہ مستنصر کی نامقبول اور مذموم اصل والی شاخ میں سے تھا۔ اور حسن صباح ملعون نے اس کے عہد میں دعوت الحاد کی دی اور اسکے دو بیٹوں نزار اور مستعلے کے ذریعہ جو بدعت اور الحاد کی طرف، دعوت دینے والے اور غیر مفید پھل دینے والی شاخوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک اسماعیلی جو نزاریہ کے نام سے مشہور تھے یعنی عراق، شام، قومش اور خراسان کے ملحد اور دوسرا مستعلیوں کا گروہ جو اسماعیل مصر کے نام سے مشہور تھے۔ اس (سلطان صلاح الدین) کی سلطنت کی ابتداء کے ایام میں گذر گیا (یعنے مر گیا) اور صلاح الدین نے اس کی اولاد اور رشتہ داروں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اور انکے وجود کا پودا۔ جو اس دین متین کے اُگنے کی جگہوں (کھیتوں) میں زہریلی گھاس (بچھناک) کا مرتبہ رکھتا تھا۔ پورے طور پر جڑ سے اکھیڑ دیا گیا۔

صلاح الدین حکومت اور استقلال میں کمال کی چوٹی اور جلال کی بلندی پر پہنچ گیا پھر اس نے امامت کے شعار کی دعوت خلفائے بنی عباس کے خاندان میں منتشر کر دی اور محرم ۵۶۷ھ کے پہلے جمعہ میں خطبہ اور سکہ خلیفہ الناصر الدین اللہ (صحیح المستضی باللہ) کے نام پر اس ملک کے تمام علاقوں کے منبروں کے کندھوں پر مزین اور رائج کر دیا۔

اور وہ منتظر جہاد، مجاہد، کامگار اور دین دار بادشاہ تھا اور بے شمار خزانہ اور بے تعداد لشکر اُسے حاصل تھا اور اٹھارہ ہزار تلوار کے دھنی اور شیروں سے لڑنے والے غلاموں کے سر دار اس کے قبضہ ملکیت میں بندھے ہوئے تھے۔ اور باوجود سلطنت کی اس فراخی کے شجاعت سخاوت کے ساتھ شفاعت کرنے والی، اور دلیری، سیاست کی ساتھی اس کی ذات میں موجود تھی۔ کفار کے ساتھ جہاد کرنے میں تو اپنی ذات سے شروع کرتا۔ یعنے خود شمشیر زنی کرتا اور پاؤں میدان جنگ میں رکھتا۔

اور اٹھارہ لڑکے جو تاج اور تخت سلطنت کے مستحق اور لائق تھے۔ ہر ایک کو سلطنت کے اطراف میں سے ایک طرف مقرر فرمایا جب اس کی عمر کا سورج خاتمہ کے غروب کو پہنچا۔ تو وہ سلطنت اسی طرح اس کی اولاد کے قبضہ میں رہی۔ یہانتک کہ زمانوں کے پے در پے آنے اور رات دن کے باری باری آنے نے سلطنت کی نوبت ملک صالح تک پہنچائی۔ جو اس (صلاح الدین)

کے نواسوں کی اولاد میں سے تھا۔ اور سلاطین سلف کے دستور کے مطابق حج کے راستے کا سامان کرنے اور بیت اللہ (کعبہ) کے قافلوں کی ترتیب میں مبالغہ کے ساتھ حکم دیا اور جہاد دین اور کفار کی لڑائیوں کی رسومات اور اوقات کے پیش کرنے میں پورے طور پر غور کرنے میں مشغول ہوا اور ملک کی دُلہن کو جو کہ وہ مقصود تھی۔ رائے کامل سے زینت دی۔

جب اس (صالح) کی عمر اور سلطنت کا حاصل انجام تک پہنچا۔ غلاموں نے کفران نعمت کے اظہار کو اختیار کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ ایک ترکمانی غلام قنبر نام جو مطالب اور نام کا طلبگار تھا۔ مصر اور شام کی سلطنت کا مالک ہو گیا۔ اس کو ملک مظفر کہتے تھے اسکے امر و نواہی کے بہت زیادہ اطاعت گذار اور فرمانبردار ہو گئے اس تاریخ سے پھر اُن ممالک کی سلطنت کا کاروبار غلاموں کے ہاتھوں میں آگیا۔ اور جو شخص غالب ہوتا ہے لے اُڑتا ہے یہ کا طریقہ اُن میں ظاہر ہو گیا" اور ہر زمانے کا کوئی مصاحب ہوتا ہے" جس وقت کہ افراد کا اتفاق کسی ایک پر ہو جاتا ہے اُسی کو پادشاہ بنا دیتے ہیں اور سلطنت کے تخت پر بٹھا دیتے ہیں اور آج کے زمانے تک یہی قاعدہ عام ہو گیا ہے۔

اُس علاقہ کے پادشاہ استقلال میں۔ جو ملکداری کی قوی ترین شرط اور مضبوط ترین رکن ہے۔ یکتا ہوئے ہیں (از مؤلف) ؎

(۱) جس کسی کو بخت نے تخت شاہی پر بٹھا دیا پہلے تقدیر نے اُسے معزولی کا پروانہ سُنایا (۲) آسمان نے ان کے لئے ایک حلقہ بنایا ہر ایک اُس میں سے ایک دوسرے کے پیچھے باہر نکل گیا۔

بغداد کے واقعہ کے بعد منگو قاآن کے فرمان اور پادشاہزادہ ہلاکو خان کے اشارے سے ۱۹۲ھ سے جیسا کہ مقدمہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کید بوقا نے شامات (علاقہ شام) کی طرف لشکر کشی کی اور ملک مظفر اور اس کے لشکر کے ہاتھوں سے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا۔ ملک مظفر نے اگرچہ نام کی طرح دولت کی قرارگاہ اور خوشی کی قیامگاہ کی طرف باگ موڑی لیکن [illegible] کی طرح ارادہ کی اور قضا نے باگ کی طرح دستگیری نہ کی۔ [illegible] ایک غلام تھا قبچاق الفی [illegible] تھا اُس پر چڑھائی کی۔ اُس پادشاہ (خدا) نے جس کی عام مہربانی کا درزی مستحقوں کے قیمتی قد پر شان کے عطیہ کی پوشاک پہناتا ہے اور جس کی قدرت کا ہاتھ دولتمند دینے ارادے کی سر و پیشانی پر سرفرازی کی بزرگی کی کلاہ رکھتا ہے۔ بندق دار کو اس بات کی لیاقت دی

کہ اُس نے زمرد کے جسم والی بیجادہ (رنگ) کو گرانے والی (خونریز) اور عقیق کی چمک والی تلوار سے
اس کی روح کو ارکان کے بدخشاں کی کان سے باہر نکال دیا اور ملک لازوال کے بادشاہ جس کی
شان بلند ہے کے خزانہ میں بھیج دیا۔ بندق دار پیادہ کی طرح ملک مصر کی سرزمین پر حاکم منصب
شاہی کے لائق ہو گیا۔ اور ملک ظاہر اس نے لقب پایا ذمہ دارانہ عدل، عام دلیری، پوری تائید
قوی رائے، مکمل استقلال، اور بلند ہمت کے ساتھ مہمات ملکی کی تنظیم اور کامیابی کے مصالح
کی تکمیل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی تلوار نے روانی میں فتنہ کے ہاتھ کو کاٹ دیا اور اس کے قلم نے
زیرکی میں تلوار کے گوہر کی رونق کو کھو دیا۔ پھر ممالک روم کو صاف (فتح) کرنے کی ہوس اسکو
اُٹھانے والی اور ورغلانے والی ہوئی یہانتک کہ خفیہ اور پوشیدگی کے لباس میں جاسوس
کی طرح اپنے خاص دو تین آدمیوں کے ساتھ روم گیا اور راستوں کی احتیاط اور لشکر کی
آزمائش کر کے واپس ہوا۔ جب سکون کے خیمہ گاہ (مصر) اور سلطنت کے سراپردہ میں پہنچا تو
آباقا خاں کے پاس ایک ایلچی بھیجا اور سانپ جیسے جسم والے (قلم) اور پرندے جیسی چونچ والے
کی سفارت کے ذریعہ کہ جب وہ صریر (آواز قلم) کا چہچہہ شروع کرے تو اہل کمال کے دلوں کے
طاؤس صدہا (مضامین) جلوہ نشاط (یعنے وجد اور رقص) میں آجاتے ہیں اور نشیمن قدس کے
طوطی (مضامین) شکر کے شکار شکن ہو جاتے ہیں وہ غوطہ خور (قلم) جو ایک ہی غوطہ میں سیاہ
رنگ کے سمندر (دوات) میں سے ہزارہا قیمتی اور پاک موتی (مضمون) باہر لاتا ہے۔ وہ بغیر
کان والا (قلم) وہ باتیں جو قوت واہمہ میں آتی ہیں سنتا ہے اور بغیر دیر تک سوچنے کے اچھوتے
معانی کے برجستہ جواب زبان پر رکھتا ہے۔ اور وہ ایسا لاتیں کھانے والا اور کینہ پرور ہے کہ
چاہے کتنی ہی تیزی سے اس کو سرزنش (قط) کریں اور اس کے پہلو سے چھیلنا (گھڑنا) جب وا
جانیں۔ (مگر) اللہ تعالیٰ کی قدرت سے قوی دل اور تیز زبان ہو گا وہ الف جیسی صورت والا
جس نے کاف "کن" کی طرح ازل سے ہی نون (دوات) کے ساتھ الفت کر لی ہے۔ وہ
ذوالنون مصری کی شکل والا جو وحدت کے نقطہ کی تاثیر سے الف کی طرح سیدھا پن اور سچائی
پیشہ رکھتا ہے۔ وہ قصب پوش (سونے کا قلم) جو خطیب کی طرح انگلیوں کے تین پاؤں والے
منبر پر خطیب کی سیاہ چادر (سیاہی) ڈالتا ہے واسط کی نسل والا (واسطی قلم) جس نے شروع
بچپن سے شیروں کے جنگل (نیستان) میں نشو ونما پائی ہے مصری نسب والا کہ جب تک وہ
زندہ رہتا ہے زنار (سیاہی) اور روم (کاغذ) کو باہم ملانے اور جفت کرنے کے لئے صبح (کاغذ)

Marfat.com

اور شام (سیاہی) کی رنگ آمیزی کے لئے آنے جانے کی مشقت کرتا رہتا ہے۔ وہ صاحب خط (یا سبزہ خط) کہ بلوغ کے زمانہ سے بغیر بلیغ سخن، کامل نوک جیسا کہ تو دیکھتا ہے آشکارا اس کی اعلیٰ تعلیم اور تعلّم کا سبق پڑھتے ہیں۔ وہ صفراوی مزاج والا (سونے کا قلم) بنی الاصفر (رومی زرد رنگ کے ہوتے ہیں) میں سے جس کے بیمار ہونے کی سچائی، زرد رنگ منہ کی کڑواہٹ (سیاہی) اور بدن کی لاغری گواہ ہے۔ وہ سودائی سر والا جنونی جس کی فضول گوئی اور بیہودہ بکواس کو اس (جنون) پر روشن دلیل اور ظاہر برہان جانتے ہیں، وہ چھوٹے چھوٹے قدموں سے دوڑنے والا جو ایک ساعت میں بلکہ ایک پلک کے جھپکنے میں قیروان مغرب (دوات) سے بلاد برفانی (کاغذ) کے خطّہ میں چلا جاتا ہے۔ وہ نو عمر (قلم) جس کا اُٹھنا کم عمری کے آغاز اور نشو ونما کے ابتداء میں بڑھاپے کی منزل کے مقیموں کی طرح بغیر ہاتھ کی مدد کے نہیں ہوتا یعنے قلم کے ذریعہ اس ذکر کے ارادے کا عریضہ پردۂ فکر سے آشکار کیا۔ (لکھا) کہ "ہم ۱۴۰ھ نے بذات خود روم کی سیر کے ارادے کو پورا کر لیا اور اس علاقہ کے مقامات اور طریقے ہمارے قدم کی سیر کرنے کی جگہ کی بزرگیوں کی منزل اور ہماری آنکھوں کی شعاعوں کی پڑنے کی جگہ ہو گئے۔ (یعنے اپنے قدموں سے وہاں چلے اور آنکھوں سے دیکھا)

اور اس بات کی دلیل کہ یہ خبریں سچائی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہیں۔ فلاں باورچی کی دکان میں جس کے تنور کی تعریف کرنے والا الشماخ کا رائے (جس کے اخیر میں حرف راء آیا ہے والا قطعہ) ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنی انگوٹھی کو تھوڑے سے کھانے کے لئے رہن کیا ہے۔ کیونکہ تیر اندازوں کی رسم ہے نشانہ لگانے کی جگہ پر انگوٹھی رکھ دینا۔ اُمید ہے کہ بادشاہ اس کے اس طرف پہنچانے اور واپس کرنے کا حکم دیگا۔ تاکہ اس احسان کے سبب سے انگوٹھی کی طرح جان کے نگینہ کو سلیمان مکانت ایلخان کے اخلاص کے نقوش سے آراستہ رکھوں۔ ع راز مؤلف، اور مطیع تیرے دونوں ہاتھوں کا مانند انگوٹھیوں کے" ہو جاؤں۔

آباقاخاں نے اس حکایت کے سننے اور بندق دار کے داخلہ اور کمان دار کے [illegible] تعجب اور حیرت کی حالت میں منہ پر ہاتھ رکھا اور حال کے ماتھے کو فکر کی انگلیوں سے کھجانے لگا۔ اور ایلچی کو واقعہ کی اطلاع کے لئے پروانہ (شاہ روم) کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب سوال کی خوبی دریافت کرنے کی شرط کی رعایت کی (یعنے دریافت کیا) تو واقعہ بیان کے موافق نکلا۔ ملک مصر کے بادشاہ کی انگوٹھی اقلیم حکومت کے "بہادر آباقاخاں" کے تخت کی خدمت میں

جو زمانہ کے سرکشوں کی گردن کو اپنی غلامی کے طوق سے طوق دار سمجھتا تھا لائے اور پھر اس مصر کو بھیج دی۔ اس زمانے کے بادشاہ اس کے احوال کے اخبار اور دلیری کے دستور سے کانپ گئے اور دوسروں نے فضائل کے مجموعہ پر مذمت کا نقش رکھا۔

اس حال میں کوئی زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا کہ پروانہ (سلطان) روم چونکہ آباقا خان کا زیادہ معتقد نہ تھا اور اس کی نیت کا موتی اخلاص کی لڑی میں پرویا ہوا نہ تھا۔ اس نے بندق دار کے ساتھ خط وکتابت شروع کر دی اور نفاق کے سینہ کی ہڈیوں کو مکر اور فریب کے ہاروں سے زینت دی اور اس کو مملکت روم کے فتح کرنے کی ترغیب، تحریص اور رغبت دی اور برانگیختہ کیا۔ اور ظاہر کیا کہ "مغلوں کے مظالم سے اس کا دل ملال کے دائروں کا مرکز اور ندامت کے لشکر کی منزل ہے۔ اگر اس طرح بندق دار کی درست رائے مصلحت سمجھے اور وہ ادھر باگ پھیرنے والا ہو تو ممالک روم کو، جو دولت کو مطیع رکھنے والے بادشاہوں کا مقصد ہے بغیر درازی مدت اور انتظار اور تکلیف کے برداشت کرنے کے سپرد کر دے۔"

بندق دار نے اپنی مشہور ہمت کے سبب اور پروانہ (بادشاہ روم) کی محبت کے اظہار کی بنا پر لشکر کے روانہ ہونے اور اسباب کی تیاری کا پروانہ (حکم) دیا اور آمادگی کے ارادہ سے سواری کی رکاب میں پاؤں رکھے اور مُلک گیری کے گھوڑے کی باگ کو حرکت دی۔

منزلوں کو نہایت تیزی سے طے کرنے کے بعد دیار روم کے نواح کو لشکر کے اُردو کا مرکز بنایا۔ پروانہ (شاہ روم) کو خوف (آباقا خان) کے اسباب اور ڈر نے اس بات پر مجبور کیا کہ ممالک روم کے میدانوں کو خالی چھوڑ دیا اور بھاگ گیا اور حسن عہد ووفا کے ہار کو بے وفائی کی انگلی کے سرے سے توڑ ڈالا۔ بندق دار اُن تمام علاقوں پر جس قدر کہ ایلخانیوں کے قبضہ میں تھے۔ غالب ہو گیا۔ تمام طول وعرض میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بہت قریب کے ملک میں اہل روم اہل فارس سے مغلوب ہو گئے" چند ماہ اس نے قیام کیا پھر بے شمار غنیمتوں اور مشکور کوششوں کے ساتھ مصر کی طرف جو اصلی دارالملک تھا توجہ فرمائی۔

پس پروانہ (شاہ روم) کے تمام خطوط جو معمّے کی تحریر اور دھوکے کے الفاظ پر (اس روم کی لشکر کشی) سے ۱۸۵ مراد رکھتے تھے آباقا خان کی خدمت میں بندق دار نے بھیج دیے۔

Marfat.com

جب ایلخاں نے اس حادثہ سے جو دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانیکا سبب اور دلی غصے کا باعث تھا۔ خبر پائی تو خشمناک شیر اور دلیر چیتے کی مانند قلق اور اضطراب میں موجودہ لشکر کے ساتھ روم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پروانہ کے اقبال اور عمر کی شمع کو جو لشکر مصر کی صلح کی وجہ سے بادشاہ (آباقاخاں) کی اطاعت کی پرواہ نہ کرتی تھی۔ قہر کی آستین سے بجھا دیا اور روم کے حاکم (پروانہ) کو مصر کی حکومت کے مالک (بندق دار) کے ورغلانے اور موافقت کے جرم میں، سلطنت کی دوڑ دھوپ کے اندر ابرو کے ایک ہی شکن سے ہندی تلوار سے قتل کر دیا۔ اور کینہ کے زنگ کو دل کے آئینہ سے صاف کر دیا۔

اور ۶۷۶ھ میں ایک لشکر شام کے علاقہ کے لئے مقرر فرمایا کہ صبح کی طرح دشمنی کی تلوار ننگی کھینچیں اور مخالفوں کی سلطنت کے دن کو زوال کو پہنچا دیں۔ یعنے چونکہ فغفور چین کی قدرت والے اور خاقان کی ہمت والے ایل خاں (آباقا) نے مصر کی بادشاہی بندق دار کو عطا کر دی ہے ممکن ہے کہ وہ روم کی قیصری کی طلب کا خیال بھی دماغ کے محل کے حجرہ کی دیوار سے مٹا دے۔

افراسیاب جیسے تخت خانیت کے لشکر نے پہلے پہل جو کینہ کا ہاتھ کھولا۔ قلعہ بیرہ کا محاصرہ کر لیا اگرچہ وہ مضبوط جائے پناہ اور مضبوط بنیاد تھی باشندے بے شمار ذخیروں سے مستحکم تھے۔ قریب آگیا کہ لڑائی کے فن کے ماہر یعنے مغل غلبہ کے مہرہ کو حیلہ کی بساط پر ششدر (عاجز، حیران) کر کے مقابلہ کے جوئے میں فتح کی داد جیت لیں اور باکرہ قلعہ (جس کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو) کو بغیر اشرفیوں کے حق مہر کے نیزے کے خون آلود عضو تناسل سے بکارت کو پھاڑ ڈالیں۔ بیرہ کے باشندے پریشان حال ہو گئے۔ صورت حال اور مردوں کی مدد پہنچنے کی اطلاع لینے کے لئے ہوا کے میدان کے سیاحوں یعنے پرندوں کے رہنماؤں (کبوتروں) "بازو والے قاصدوں" کو حماۃ اور حمص کی طرف چھوڑ دیا۔ اور وہاں سے قاہرہ تک چونکہ پرندوں کے کابک اور اس شغل کے ذمہ دار اور محافظ (کبوتر باز) موضع بموضع ۔۔۔ انہوں نے بھی اسی قسم کے قاصدوں کو بھیجنا ضروری خیال کیا۔

حکایت بیان کی کہ جب زرین پیکر سیمرغ (سورج) نصف النہار کے آشیانہ میں پہنچا (دوپہر ہوئی) تو وہ اُڑنے والا قاصد خط لے جانے والا بازوؤں کی حرکت سے ہوا کے عرض کے فاصلہ کو طے کر کے مصر کی مانوس کابک میں پہنچا۔ تو بلندیوں کی چوٹی کا شہباز بندق دار جب برج ذکاوت کے کبوتر (قلعہ دار قلعہ بیرہ) کی چٹھی کے مضمون سے مطلع ہوا۔ تو فوراً جواب

Marfat.com

لکھنے کے لئے حکم دیا کہ:۔

"قلعہ بیرہ کے محافظ مطمئن اور مضبوط دل رہیں کہ ہماری سلطنت کے جھنڈے کی صبح ساتویں دن کی صبح کو بیرہ کے مضافات پر طلوع ہوگی، اور اگر اس مدت میں بغیر زحمت کے پیچھے ہٹنا پڑے تو اُن کو قلعہ کو (دشمن کے) سپرد کر دینے کی اجازت ہے۔ والسلام"

پھر اس (بندق دار) نے بارہ ہزار سواروں کو حکم دیا تاکہ وہ سفر اور لڑائی کی تیاری کر کے روانہ ہوں اور خود سات غلاموں کے ساتھ چونکی کے گھوڑوں پر پوری تیزی سے روانہ ہُوا۔ دیکھنے والوں نے بیان کیا کہ قاہرہ سے بیرہ تک ستائیس جگہ ڈاک کی چونکی لگائی تھی۔ اگرچہ آسمان اوّل کے راستوں کا طے کرنے والا (چاند) ایک مہینے میں اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے (مگر) آسمان کی بلندی والا پادشاہ صرف چار دن کی مدت میں ستائیس چوکیوں کو آسمان رفتار گھوڑوں کے پاؤں سے قطع کر کے قلعہ بیرہ پہنچ گیا۔ دو سو سوار لوحما کے نواح سے شاہ کی خدمت میں مل گئے۔

اس (بندق دار) نے چاہا کہ قلعہ کے ساکنوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور اُن کے چہرہ کو جو مغلوں کی نیلوفر پیکر تلوار کے پرتو سے میتھی اور زعفران (زرد) کی کیاریاں معلوم ہوتے تھے خوشی کے غازہ سے گلابی بنا دے اور تسکین کی آستین سے خوف اور ہراس کا غبار جو اُنکی پیشانیوں پر جم گیا ہے دُور کر دے۔

جب آسمان کی سبز رنگ کی روشن مسند کو ستاروں کے پادشاہ (سورج) کے نور بخش وجود سے آرائش اور آرام دیا۔ تو (بندق دار نے) قلعہ کے سامنے دریائے فرات کی دوسری طرف سے (جو دو لشکروں) کے درمیان حائل تھا ایک ٹیلہ پر سلطنت (مصر) کا نشان ظاہر کیا قلعہ کے باشندوں نے خوشی کا شور آسمان تک پہنچا دیا اور لوہے کی بانسری (کرنا) کو جو دشمنوں کے لئے خوف کا صور (قیامت کے دن کا صور) پھونکنا تھا ۱۸۸ اور دوستوں کیلئے مسرت کے جشن کی خوشبو کا جھونکا تھا پھونکا۔

مغلوں کا لشکر اُن کی حرکت اور خوشی سے۔ اگرچہ اس کا سبب نہ جانتے تھے۔ تردد کے مقام میں سائن ہوگئے (پریشان ہو گئے)

تیرہ دن کے بعد لشکر مصری۔ جو فخر کے مقام پر گردن بلند کئے ہوئے تھا۔ پہنچا۔ لشکر کے لئے چونکہ دریائے فرات سے کشتیوں کے بغیر عبور کرنا دشواریوں میں سے تھا۔ بندق دار نے حکم دیا

Marfat.com

دو کہ ان جانوروں میں سے تیس ہزار جانور" اونٹ کی طرف دیکھو کہ اس کی پیدائش کیونکر ہوئی ہے" جن کی پیدائش کی مددگار رہے - ایک ہی دفعہ دریا میں ڈال دیں - اور اُن عجیب شکلوں والے اور بادلوں کی سی ہیبت والے اونٹوں پر سے شیر کی خصلت والا مصری لشکر گذرے پہلے خود اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا اور تمام لشکر دائیں بائیں سے حکم دیا - آگ کی طرح دریا میں گھس گئے اور آسانی سے گذر گئے اور رودکی کا شعر اس دریا کو عبور کرنے کے بارے میں جو سمندر کی طرح پانی کی کثرت رکھتا تھا موافق حال اور اُن کے قول کا مظہر بن گیا ہے - شعر

جیحوں کا پانی باوجود اس قدر گہرائی کے - ہمارے گھوڑے کو کمر تک آتا ہے -

مُغلوں نے جب مصریوں کے کمال جرأت کا مشاہدہ کیا اور اس موجوں کی طرح حرکت کرنے والے لشکر کو دریا میں دیکھا - مجبوراً ان کو اقامت پر کوچ اختیار کرنا چاہئے تھا - مقابلے کے مہرے کو ارادے کی بساط پر سے اُٹھا لیا اور چل پڑے - باوجود اس کے کہ مغلوں کے لشکر کا شمار مصریوں سے دُگنا تھا - بندق دار نے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا اور اُن کے پسماندوں میں سے چند مویشی پالان اور بار (سامان) غنیمت ہاتھ آیا - اور یہ ذکر اس کی بہادری کے [illegible] سے زمانہ کے روزنامہ پر یادگار رہا -

اس کے بعد کہ تین یا پانچ سال اس نے ناپائدار سرائے میں تخت کی بلندی پر گذارے اور بے رنج خزانے قبضہ میں لایا - اجل کے تقاضا کرنے والے نے "الرحیل" (کوچ کرو) کی آواز دے دی - آخر کار اس کے جسم کو گنج بار آور (خسرو پرویز کے ایک خزانے کا نام) کی طرح زمین کے سپرد کر دیا - شعر

۱۸۹ اس تنگنای (دنیا) کا حاصل سوائے حادثات کے کیا ہے؟ - اے تنگ حوصلہ والے تنگنائے خاک (دنیا) کو کیا کرے گا -

جب اس کی روح کے میزبان نے - جو جسم کے مہمان خانہ میں گوشہ گیر تھا - [illegible] علیین کی طرف میلان کیا تو قضا اور قدر کے منشیوں نے سلطنت کے [illegible] ملک سعید کے نام کے ساتھ دستخط سے مزین کر دیا اور [illegible] اور تخت دولت کے لائق کر دیا - وہ وراثت کے حق کے مطابق دنیا میں [illegible] لوگوں کو ان کی مرغوب چیزیں (مثلاً) عورتوں، بچوں، [illegible] گھوڑوں مویشیوں اور کھیتوں کے ساتھ زینت دی گئی ہے کی سلطنت کا مالک ہو گیا [illegible]

ساعتوں کے موافق (چوبیس ساعتیں) چوبیس ماہ جو دو سال کی مدت کا زمانہ ہوگا۔ اطراف کی بساط اور ملک کے درمیانی حصّوں کو سطوت کے تازیانے، عدل کے ستونوں کے نصب کرنے اور انصاف کی کتابوں کے لکھنے کے ذریعے۔ احاطہ کئے ہوئے اور محفوظ رکھتا تھا۔ آخر کار زمانہ نے مہلت نہ دی کہ آرزوؤں کے پاؤں سے اقبال کی بساط کو طے کرے اور فتح کے ہاتھوں سے امیدوں کا دامن پکڑے مجازی ملک (دنیا) کو ناچار ترک کر کے آخرت کی راہ طے کر گیا ۵

اگر سو سال رہے یا لاکھوں سال تو یہی دن ہے اور یہی کام ہے یعنی مرنا ہی ہے۔

اس کے بعد اس علاقہ کی پادشاہی سیف الدین قلاؤن المعروف الفی پر مقرر ہوئی اور قلم تقدیر سے سلطنت کا روزنامہ اس کے نام پر لکھا گیا۔ اس کی قدرت کی وسعت اور سیاست رعب، کا ذکر جہان میں مشہور ہو گیا اور امیروں اور لشکروں کے دل اور خواہشات ناخوشی اور خوشی میں اس کے تابع ہو گئے۔

۶۷۶ھ میں لڑائی کے ارادہ سے عرب کے دلیر اور بہادروں (لشکر الفی) کے ساتھ مبارک عہد پادشاہ آباقا خان کے لشکر نے خروج کیا۔ عرب کے دلیروں کے حامی جو لشکر ایلخانی (آباقا خان) کے سپہ سالار تمغو، نوئین اور توداون بہادر تھے اور صحراء ابلستان میں قیام خیموں کی منڈ ۱۹ رسیوں کو باندھا اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے اسباب کو مرتب کر کے مصری لشکر نے ان پر قضاء بد کی طرح۔ جو دُور کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ حملہ کر دیا۔ لشکروں کے جمع ہونے اور صفوں کی جنگ کے وقت۔ جب کہ تلوار روح کی حسین عورت کو خطبہ (پیغام نکاح) سنا رہی تھی اور نیزہ عمر کے دفتر کو لکھ رہا تھا۔ ۵

(۱) گھوڑوں کی آواز اور سپاہ کی گرد سے۔ سورج اور چاند کی روشنی دُور ہو گئی

(۲) ستارہ نیزہ تھا اور سورج تلوار۔ لوہے کی زمین تھی اور گرد کا بادل تھا۔

ان دو جان توڑ لشکروں کے سخت جھیلنے، جنگ آزمائی کرنے، ایک دوسرے کو پچھاڑنے دھکیلنے، جولانی دینے اور حملہ کرنے کے بعد اسلامیوں کے لشکر (الفی) نے۔ چونکہ ان کا قلب اور ساقہ (لشکر کا پچھلا حصّہ) "ایسے لشکر نے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا" گھرا ہوا تھا اور "وہی لوگ بلند مرتبوں اور وہی کامیاب ہیں" کے خطاب سے مخصوص تھا۔ حملہ کر دیا۔ اس طرح کہ مضبوط پہاڑوں نے آواز کی زبان سے نالہ و فریاد شروع کر دیا اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب تو ہم کو صبر عطا کر اور ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح دے۔ صحرا مقتولوں کے خون سے

Marfat.com

دریائے جیحوں بن گیا اور انہوں نے مغل امیروں کو زیادہ لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ اور اُنکے ہتھیار اور سواریوں کو بطور غنیمت حاصل کیا اور غزا (غازی) کا درجہ حاصل کر کے فتحمند اور خوش واپس ہوئے۔

اور پھر ۶۷۹ھ میں آباقا خان نے اپنے بھائی منگو تیمور کو اُمراء۔ اباجی، ارغسوان البیاقی اور تیس ہزار لشکر کے ساتھ جو مریخ کے پتّے کو آتش ریز تلوار کے زخم سے پانی کر دیتے تھے اور ذنب فلک (منحوس ستارہ) ان کے تیز سر والے نیزوں کے ذنابہ (ستارہ از اقسام شہاب مراد دُم) کے ساتھ برابری کا دعویٰ رکھتا تھا۔ اِن (مصریوں) کی روک تھام اور لڑائی کے لئے بھیجا تاکہ مصر کی سلطنت کو فتح کریں اور اطاعت کا نقش باشندوں کے ماتھے پر لگائیں۔

الفی (نام سردار) سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کے ساتھ حمص، کے نواح میں لشکر ایلخانی سے جا ملا ۱۹ جب کام ہرزہ گوئی (دال) اور قاف (دِق کھٹاکھٹانا، باہم گفتگو کرنا) سے لڑائی کے قیام اور وقوف تک پہنچ گیا تو بلا کے تنور نے منہ کھولا اور لڑائی کا شعلہ بلند ہو گیا اور شور وغوغا فلک اعلیٰ تک جا پہنچا ؎

(۱) تیغ، گرز، نقارے اور گرد سے۔ زمین سیاہ ہو گئی اور آسمان لاجوردی (سیاہ) ہو گیا

(۲) اس طرح کہ روشن آنکھ نے گھوڑے کی لگام کو نہ دیکھا۔ آسمان اور ستارے نے نیزہ کو نہ دیکھا (کیونکہ غبار بہت تھا)

میدان جنگ کے اندر سروں کے پیالے پھرنے والی گیند کی طرح تھے، اور اُن کے چوگان گھوڑوں کی ٹانگیں اور جنگ کا صحرا مقتولوں کے خون سے گہرا اور رہا اور اس کے تیرنے والے بغیر سر کے بدن نظر آتے تھے ؎

گُرزِ خود اور سروں پر اس طرح برس رہے تھے جس طرح بادِ خزاں بید سے پتّے گراتی ہے۔

تیروں کی تیراندازی، نیزوں کی مشق اور ہندی اصل تلوار کی کاٹ ۔۔۔۔۔۔ کے بیحد وحساب ؎

کمان ہاتھ میں، پٹکے کمر میں اور زرہ تن پر۔ زرہ پھٹ گئی۔ کمان ٹوٹ گئی اور پٹکے ڈھیلے ہو گئے۔

اچانک منگو تیمور کے لشکر سے الیناق اور اباجی نے جو میمنہ کے والی ۔۔۔ اہل مصر کے ۔۔۔

[illegible] کے سر کو برداشت کرنے کو ہاتھ کی انگلی کی طرح مددگار سمجھتے تھے تلواریں پشتوں پر سانپ کی زبان کی طرح نکالے ہوئے تھے۔ اور گرزوں کو ہاتھی کی سونڈ کی طرح بلند کئے ہوئے تھے۔ قضاء کی طرح بے حجاب موت کی طرح بے ہراس ص۱۹۲ اور رعد کی طرح گرج رہے تھے اور دریا کی طرح موجیں مار رہے تھے۔ گھوڑے ہوا کی مانند تیز اور اونٹ پہاڑ کی طرح بھاری تھے (کے ساتھ) حملہ کر دیا (یعنے البناق اور رباجی نے اہل مصر کے میسرہ پر تلواروں، گرزوں، گھوڑوں، اور اونٹوں سے حملہ کر دیا) تاکہ میدان جنگ کے دسترخوان پر ان (مصریوں) [illegible] نے قبل [illegible] کہ جوش میں آئے لشکر قتل کی چاشت (صبح کا کھانا) کو ترتیب دیں۔

جس طرح کہ سورج کی کرنوں کی تلوار سے صبح کا سر پھٹ کر منتشر ہو جاتا ہے اسی طرح مصریوں کا میسرہ متفرق اور شکست خوردہ ہو گیا۔ قریب تھا کہ مصری اور شامی لشکر کی رونق [illegible] مرتبہ [illegible] دور ہو جائے اور اس لڑائی سے اللہ کے گروہ (مصری) کی شکست (اور ہزیمت) ہو جائے) (اس وقت) زمین کے فرشتوں (نیک لوگ) نے زمین پر گر کر سجدہ اور زاری کی [illegible] مسلمانوں کے لشکر کو مدد دے اور نہ مددگاران کے [illegible] کی [illegible] آسمان کے رہنے والوں کے کانوں تک پہنچا دیا ارحم الراحمین (بہت زیادہ مہربان = خدا) کے حکم سے چونکہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے" کا حکم سبقت پا چکا تھا۔ [illegible] کا عقاب دین کے دشمنوں کے سر پر پرواز میں آیا اور مسلمانوں کی بے مثل [illegible] کامیابی اور رستگاری کے بازو پھیلائے، باحشمت شام کے بابرکت میمنہ سے ایک جماعت نے عرب کے حامیوں اور تیر اندازوں میں سے جو (قبیلہ) تارہ (مشہور تیر انداز قبیلہ) [illegible] تیر کا نشانہ اور ہدف بناتے تھے بے خوف مغول کے قلب پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ "[illegible] زمین پر کافروں میں سے کوئی رہنے والا" کی دعا مقبولیت کی مقرب ہو گئی اور پیچھے دین (اسلام) کے دروازے کی فتح ظاہر ہو گئی۔

[illegible] لشکر ہلاکت کی بیماری [illegible] کے فکر میں پڑ گیا اور شہزادے نے ایک حصہ لشکر [illegible] کیا ایک تیر مارا جس کے پھل کی زبان نے وعدہ موت کے خط کو اس پر روانی (جلدی) سے پڑھ دیا۔

باقی شام کے دلیر اور مصر کے سپاہی جو حملوں پر مصر تھے اور اعداء دین کے لئے مُفر تھے

Marfat.com

گھاتوں کے پیٹ میں سے، چونکہ ظاہر ہونے کا وقت تھا۔ ایسے گھوڑوں پر جو
صرصر کی رفتار والے، فولاد کی رگوں والے، بجلی پیدا کرنے والے۔ آسمان کے
بدن والے، دیو کے دل والے اور پہاڑ کی برداشت والے تھے۔

صلہ ۱۹۳ سوار ہو کر باہر نکلے اور ع "عزت والی جگہ دنیا میں گھوڑے کی زین ہے" کا مطلب ظاہر ہو گیا سے

ہندی تلوار سے حملہ کر دیا۔ اور لوہے سے آگ گرانے لگے۔

اور تمام لشکر کو اس میدان میں تیز تلواروں کے سامنے پیش کر دیا اور وحشی جانوروں اور گدھوں (گدھ) کو اُن صحراؤں میں اُن (ایلخانیوں) کے خون اور گوشت سے سالہا سال تک خوشی اور خوشی حاصل ہوئی "ہم نے اُن پر ہلاکت بھیجی اور نہ تھا اُن کا کوئی مددگار، کیا وہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور حق سے منہ پھیرتے ہیں عنقریب معلوم کر لینگے ظالم لوگ کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائینگے"

اس ملک کے باقی حالات مجمل طور پر اپنی جگہ بیان کئے جائینگے اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے اور اس کی نعمت کامل اور کثرت احسان سے"

اُس ذکر کے پورا کرنے کا مقام جو پہلے گذر چکا ہے اور اس کے سیاق کے متعلقات کی شرح

(مجد الملک کی مخالفت اور امرا کے ذریعہ سے ایلخانی دربار میں اسکا تقرب پانا)

جب خواجہ بہاؤ الدین ابن صاحب دیوان (شمس الدین جوینی) اس پُر غم ... سے خوشی کے باغات (بہشت) میں چلا گیا۔ تو تھوڑی مدت میں جس طرح ... جاتی ہے اور دانے ایک دوسرے کے پیچھے گرنے لگتے ہیں، ضعف اور ... حکومت صاحبی میں متواتر ظاہر ہونے لگے اور بہت سے حادثات پے در پے پہنچے جیسا کہ ظالم فلک کا عہد اور ناہموار زمانے کی عادت کا معمول سوائے آزاد لوگوں کو آزار پہنچانے اور شریر لوگوں کی پرورش کرنے، رذیلوں کو خوشحال کرنے اور فاضل لوگوں کو ملدر کرنے کے اور کیا ہے۔ اس بیوفا سبز باغ (آسمان) نے بیچے۔ گُل کا غنچہ کس شخص کے ہاتھ میں دیا کہ پھر اُسے اُسکا ... کا ...

نہیں رکھا صفحہ ۱۹۴ اور مقصد کی شراب کا گھونٹ کسی امیدوار کے منہ میں کب ڈالا جو صبح کے وقت اُسے دردِ سر اور حوادث کے خمار سے مبتلا نہیں کیا۔ کس روز کسی صاحب دولت کی سعادت کا آفتاب مراد کے مشرق کی افق سے بلندی کے دائروں پر خط استوا تک پہنچا جو فلکی گردشوں نے اس کو پستی کے دائروں پر غروب کی پستی میں نہیں چھپایا۔ یا کس وقت کسی صاحب کمال کی امیدوں کے پودے نے جوئبار کے کنارے طراوت اور تازگی کی نشو و نما حاصل کی جو بہت جلد بدبختی کی پچھوا ہوا اور ذلت کی ٹیڑھی ہوا کے ساتھ پژمردگی اور خشکی کے قابل نہیں ہوا سے

(۱) جب سے امید کے باغ کی جوئبار پر میں ہوں۔ میں نے کوئی پودا سرسبز اور تازہ نہیں پایا (۲) روشنی دینے والے سورج اور روشنی حاصل کرنے والے چاند کو مٹ جانے (مہینہ کی آخری تین راتوں کو محاق کہتے ہیں) اور زوال کے عیب سے پاک نہیں پایا۔

مجد الملک کی مخالفت پہلا خلل جو اس واقعہ کے متصل ہوا مجد الملک کی مخالفت تھی اور وہ ایک شریف نسل آدمی تھا اس کی جائے پیدائش اور اس کا اصل "یزد" تھا۔ مال اور طاقت والوں میں سے تھا۔ جاہ و حشمت کا مالک۔ بلندی اور رفعت کی چوٹی کی طرف متوجہ حال کے برگشتہ ہونے اور قوت کی تنگی (تنگدستی) سے زمانے سے مغلوب اور راتوں کے حوادث سے پامال ہو گیا اور صاحبی کے خادموں اور دولت خواہوں کے اعداد میں شمار ہو گیا اور آنجناب (صاحبی) کے سخاوت کے حرم (جائے پناہ) میں۔ جو آرزوؤں کا کعبہ، اقبال کا قبلہ، فضیلتوں کی شعاعوں کے پڑنے کی جگہ، اور عزت اور جلال کے وفدوں کی راہ تھا۔ پناہ لی۔ اس نے اُسے مناسب حال کاموں پر مقرر فرمایا۔

اس کے بعد عقیدت کی تبدیلی، بیہودگی اور مکر اس کے حال کے چہرہ میں جلنچے اس کے اعتماد اور اعتبار کا معیار کم ہو گیا اور اس کی طرف دلی توجہ زیادہ کم ہوئی۔

بارہا اس نے (مجد الملک نے) صاحبی کی بے دریغ مہربانیوں سے جو خلائق کے رزق کا ذریعہ صفحہ ۱۹۵ اور ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنے کا سبب تھیں۔ توسل ڈھونڈا اور سفارشی بنایا اور عاجزی کا اظہار کیا کامیابی کا دروازہ نہ کھلا اور اُن مہربانیوں کے باغات سے اُنس کی خوشبو اس کی آرزوؤں کے دماغ میں نہ پہنچی۔ پریشان ستارے، غصے میں آئے ہوئے بخت، ناسازگار فلک اور پریشان زمانے سے چپکے سے کہتا تھا کہ اگر مجھے کہا جائے کہ صبر کر تو میں کہوں گا۔ کہ نہیں ہے

صبر اس شخص کے لئے جس نے زمانے کے ایام سے اس حالت میں صبح کی کہ وہ اُسے تکلیف کے ساتھ قتل کرتا ہے" نہ طاقت تھی کہ قیام کا امکان تصور میں آتا نہ قدرت تھی خرچ اور گھوڑے کی کہ سفر اور ہجرت کو اختیار کرتا۔ نیز ہمت کی کمینگی اور قصد کی خست کے ساتھ سر بھی نہیں جھکا سکتا تھا کیونکہ عادت کو چھوڑنا اور مانوس اور پسندیدہ چیز سے علیحدہ ہونا۔ شطرتاً الم رساں اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مجبوراً لیت اور لعل کے ساتھ" اور حادثات کے ظاہر ہونے سے تمنا نہیں بچاتی" دن کو رات کے ساتھ ملاتا تھا امرا کے ساتھ آنا جانا رکھتا تھا اور اُن کے ساتھ دوستی کے تعلقات مضبوط کر لئے تھے اور ہمیشہ مُلک اور مال کے حالات کی جستجو میں رہتا اور علم متصدی گری سے بہرہ یاب تھا۔ آخر کار جب نا امید ہو گیا اور لوگوں نے کہا ہے۔ ع۔ نا امید دلیر اور تیز زبان ہوتا ہے پس ع۔ دل کو اپنے ہلاک ہونے پر خوش کر لیتا ہے ۵

تو اس بات پر مجھے کلیتہً مجبور نہ کر کہ آخر کار عاجزی سے جان دیدوں۔

"جب تو ارادہ کرتا ہے تو اللہ پر توکل کر" کا دامن کوشش کے دانتوں سے مضبوط پکڑا اور "بھاگنا اس سے جس کی طاقت نہ ہو" کا کمربند ضرورت حال کی کمر پر باندھا۔ اور پاؤں کو" دریا کا قرب بلحاظ انجام پر ہیز کے قابل نتائج رکھتا ہے" کے دریا میں رکھ دیا۔

۶۷۰ھ میں بعض امراء کو جن کے باطن میں صاحب (شمس الدین) کی مخالفت اور دشمنی جانتا تھا اپنے کھوٹے سکے کا رواج دینے والا بنایا۔ اُمرا کو اچھا موقعہ مل گیا اور شرانگیزی کا موقعہ اور وقت ملا۔ کہ اس کی شر پھر اس کی طرف رجوع کرے۔ اس کو حضرت (آباقا خان) کے دربار میں لے گئے ۔ ۱۹ مکاری کے لطف کی حقیقت، اچھے بیان کے ساتھ اُسے آتی تھی اور بادشاہوں کی خدمت کے آداب اور اُن کی عادت اور ادائیگی سخن کو اچھی طرح جانتا تھا عرض کیا کہ "صاحب دیوان نے اتنی مدت، جو اس عظیم کام میں مشغول ہے اور بڑی مہموں میں شروع کرنے کے وسائل میں لگا ہوا ہے۔ ہرگز ممالک کے مال کو ٹھیک نہیں بیان کیا ... کے تمام ممالک کو اپنی خاص جائداد بنالیا ہے اور اطراف کی ہر طرف ... مقرر کر رکھے ہیں"

اور اسی طرح ایک داستان علاؤ الدین کی چغلی میں بڑھا چڑھا کر بیان کی۔ اور تمہید کی سواری کی باگ کو اس مخلص (اگر یہ) کی راہ پر لایا کہ "خواجہ بہاؤ الدین نے حکومت عراق کی مدت میں دیوانی حقوق اور ضروریات کے علاوہ چھ ہزار تومان دیہات سے وصول کر لئے ہیں اور ایک دینار اس

آمدنی میں سے خزانہ اور فتحیاب لشکر کے کام پر صرف نہیں ہوا" "جو سُنتا ہے خیال کرتا ہے" کہ مقدمہ معلوم ہے اور زمانے کے سرکہ اور شراب کا مزا محسوس ہے۔

باری تعالٰی نے اس خیال کو قبولیت کے ساتھ ایلخان کے دل میں جگہ دی اور اسکا گوہر تقریر۔ چونکہ سونے کے ساتھ تعلق حاصل کر لیا تھا ہر چند عقل کی نظر میں ایک کھوٹا سکہ معلوم ہوتا تھا مگر بادشاہ کے گوش ہوش اس کے ساتھ گوشوارہ دار ہوگئے یعنے بادشاہ نے سچ مان لیا گلزار سعادت سے نسیم چلنے لگی ایلخان نے نوازش کی اور اس کی خواہش امید سے زیادہ مہربانی کی اور اپنے ہاتھ سے ایک پیالہ دیا اور خاص خلعت عنایت کی۔

نیز اسی مجلس میں تمام ممالک کے متعلق باتیں پوچھیں، اس نے بادشاہ کے مزاج کے موافق دلپذیر تقریر ادا کی۔ حکم شاہی نافذ ہوا کہ وہ ممالک کا چیف آڈیٹر مقرر ہو جائے۔ اور چند سالہ حسابات کی پڑتال کرے اور اموال کے کثرت کے گمان جگہیں اور مقرر کرنے کے مقامات ظاہر کرے۔ اور کوئی فرد شاہزادوں بیگموں اور اُمراء میں سے روکنے کے لئے سامنے نہ آئے (نہ روکے)

اور ان احکام پر شیر کے سر والا جھنڈا دیا جو کبھی کسی سلطان اور بادشاہ کو نہ دیا تھا۔ بادشاہ کا اعتقاد، صاحب (شمس الدین) سے بدل گیا۔ تبریز کے نوابوں ۱۹۰ھ اور وکیلوں کو حاضر کرنے کے لئے قاصدوں نے تیزی کی باگ پھیر دی۔

صاحب نے سخت تر دشمن کے مکروں کی کثرت کے تیر کی۔ پہلی دفعہ ہی جب کہ اُسے چھوڑا گیا نشانۂ مقصود کو نشانہ بنا لیا تھا۔ خبر پائی دلتنگی اور ندامت جو اصرار اور عناد کی ہمزاد ہیں اسکے نفس پر غالب ہوگئیں اور حکما کا قول "کہ لجاج اور اصرار موجودہ وقت میں کمترین چیز ہے اور مستقبل میں زیادہ نقصان دہ ہے" مناسب حال آیا۔

یہ حکایت مشہور ہے کہ خلیفہ ہارون رشید ایک دن سلطنت کی ملکہ اور اپنی دولت کی بیگم یعنی زبیدہ کے ساتھ شطرنج کی بازی میں دفع رنج اور حال کو خوش کر رہا تھا۔ داؤ کی شرط یہ تھی کہ غالب کا حکم مغلوب پر نافذ اور جاری ہوگا اور جو کچھ کہ فرمائش ہو (مغلوب کو) اس کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔ پہلے ہاتھ ہارون جیتا زبیدہ کو حکم دیا کہ وہ پیراہن اور پوشاک جو انسان کے جسم پر حادی ہوا تار کر ہارون کی آنکھوں کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ زبیدہ نے جتنا معافی مانگی مفید ثابت نہ ہوئی۔ مجبوراً حکم کی تعمیل شرط کے مطابق کی

Marfat.com

دوسری بار زبیدہ جیت گئی کہا کہ التماس یہ ہے کہ فائزہ جشن کے ساتھ جوادنی لونڈی تھی مجامعت کرے۔ ہارون اس کی بدصورتی اور زشت رُوئی سے عار رکھتا تھا۔ سفارش کی کہ اس التماس کی بجائے عمدہ جواہر اور آبدار یاقوتوں میں سے جس قدر آرزو کے جو مانگ سکیں لے لے۔ زبیدہ نے کہا کہ اگر تمام خزانے عنایت کیئے جائیں اور ملک میں شرکت دی جائے قبول نہ ہوگا۔ اس شرط کے مطابق جو ہوئی ہے اس پر قائم رہنا واجب ہے اور اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ ہرچند ہارون نے سفارش کا دروازہ زیادہ کھٹکھٹایا زبیدہ مبالغہ کو نصیح کرنے اور اصرار ورد کرنے میں "جو دلوں کو کینہ پر برانگیختہ کرتا ہے اور لڑائی اس کا نتیجہ ہوتا ہے" صفت رکھتا ہے مبالغہ کیا ہارون نے فائزہ کے ساتھ جماع کیا۔ تقدیر الٰہی سے اس کی پُشت کے شیشے سے وہ قطرے، جو چوتھے ہضم کے فضلے سے اس کے قابل ہو جاتے ہیں۔ کہ نوع کی حفاظت کے لیئے ایک فرد وجود کا مبدء بن جاتے ہیں۔ (فائزہ کے) رحم کی گہرائی میں چڑھ گئے۔ اور قوت ماسکہ نے اُنکی محافظت میں صہ ۱۹۵ قیام کیا "پھر ہم نے نطفہ سے خون بستہ بنایا اور خون بستہ کو لوتھڑا بنایا اور لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا" نے اجرام علوی کی تاثیرات کے ذریعہ سے اس کو انشاء کے مرتبہ سے دوسری پیدائش تک پہنچادیا (انسان بنایا) "پاک ہے اللہ۔ جو بہترین خالق ہے" فائزہ کے وضع حمل کے وقت اور نفاس کے وقت مامون مبارک نفاس عدم کی گہرائی سے وجود کے میدان میں آیا (پیدا ہُوا)

جب مامون شیرخواری کی پستی سے تمیز کی بلندی پر پہنچا شرافت کے دلائل اور دلیری کے فضائل اس کے حرکات اور سکنات سے ظاہر تھے۔ ایک روز ایک شخص کو جو نبوت کا مدعی تھا خلیفہ کے دربار میں لائے اس نے اپنے باطل دعوی پر اصرار کیا۔ اس کو عذاب کے تازیانوں میں کھینچ کر غضب کے تازیانوں سے گوشمالی کی۔ جب تازیانہ کی ایک ضرب لگی تو زور سے چیخنا، شور کرنا اور واویلا کرنے لگا

مامون نے جو بھائیوں کی صف میں گمنام جگہ اور پست مقام میں کھڑا ہُوا تھا متبنی سے کہا کہ دو صبر کر جیسا کہ اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے" ہارون اس کی تیزی طبع اور جودت فکر اور پختگی سے حیران ہوگیا۔ اور پدری شفقت جوش میں آئی اور کہا کہ سچ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہماری اولاد ہمارے جگر ہیں" اس کے بعد روز بروز محبت اور تربیت اس کے حق میں بڑھتی گئی یہانتک کہ مامون کُل علوم میں اپنے ہمجولیوں پر فوقیت لے گیا اور شاہانہ آداب اور رسوم کے ساتھ شہسواری اور میدان داری میں تمام بھائیوں پر غالب آگیا۔

Marfat.com

جب ہارون نے دعوت حق کو قبول کیا (مرگیا) تو زبیدہ نے چاہا کہ اس کا بیٹا محمد امین مسند خلافت پر (باپ کا) جانشین ہو لیکن "تو بھی کچھ ارادہ کرتا ہے اور میں بھی کچھ ارادہ کرتا ہوں اور ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں"۔

بھائیوں کے درمیان کئی دفعہ لڑائی ہوئی اور "تاریخ دولتین" میں ان حالات کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ جب محمد امین قتل ہو گیا۔ اور اس کی خلافت کی دعا کے لئے فرشتوں نے جس نے موافقت کی اس کی آمین کہنے کی۔ آمین کہنا ان فرشتوں کا ہے" کے حکم کے مطابق آمین نہ کہی۔ زبیدہ نے ٹھنڈے سانس بادخزاں کی طرح گرم جگر سے نکالے اور کہا:۔

"نہیں بٹھایا مجھے اس دن میں مگر اس دن نے جس دن میں نے تیرے باپ سے شرط پورا کرنے پر اصرار کیا تھا"

اس حکایت کے ایراد اور ترتیب سے شک کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے اٹھ جاتا ہے کہ دشمنی اور اصرار چھوٹی چھوٹی باتوں طے ۱۹ میں بڑی بڑی ناکامیوں کا نتیجہ دکھانے والی اور بھاری دشمنوں کی عداوتوں کا موجب ہیں اور حادثات کے واقع ہو جانے اور واقعات کے رونما ہونے کے بعد افسوس کرنے سے تکلیف اور رنج میں زیادتی ہوگی اور حسرت اور تنگی اور قدر کے مصائب کے بعد بیفائدہ اور بے سود ہے۔

بغدادیوں کی مثال ہے "بات سے بات پیدا کر" (پھر اصل مطلب شروع کرتا ہے) مجدالملک کا کام ایک ہی لحظہ میں جونہی عنایت ایلخانی کے آفتاب کا پرتو اس پر پڑا شبنم کی مانند خاک سے ثریا تک پہنچ گیا (از ابوسعید ابوالخیر) ے

(۱) تیری مہربانی سے کوئی شخص ناامید نہیں ہوا اور تیرا مقبول ہمیشہ مقبل جاوید ہی ہوا (۲) تیری مہربانی جس ذرہ سے ایک دم کے لئے پیوست ہوئی۔ تو وہ ذرہ کیا ہزار خورشید سے اچھا نہیں ہوا؟

پری صورت غلمان، سنہری کمر والے اور چاندی کے رخسار وں والوں کو عربی نسل کوہ پیکر گھوڑوں پر سوار کیا اور چالیس قبوں کا خیمہ اور شستری اطلس کی بارگاہ بلند کر دی ے

(۱) زمانے کی مجھے یہی حالت پسند آئی۔ کہ بھلا، برا، بد، اور نیک میں نے فنا ہو جانے والا پایا (۲) اس نیلگوں کاغذ (آسمان) پر سورج کے قلم سے ایک عمدہ بات سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھی (۳) کہ اے وہ شخص جو دو دن کی

Marfat.com

دولت سے قوی ہے۔ غرور نہ کر کہ میں نے تجھ سے بھی بڑے بڑے لوگ دیکھے اسکی
درگاہ نے "میٹھے چشمے" کی طرح اژدحام کی صورت اختیار کر لی۔

صاحب دیوان کے ضمیر کے دامن اور حال کے صفحہ پر دہشت کی گرد بیٹھی ہوئی تھی کہ حضرت (آباقاخان) کی خدمت میں دوڑا۔ بادشاہ نے مواخذہ فرمایا کہ سالہا سال ہمارے نیک باپ کی خدمت میں تُو نے کام کیا ہے اور اس عرصہ میں کہ تخت سلطنت ہمارے مبارک جلوس سے آراستہ اور مرغوب۔ ہم نے بھی حسب دستور تیرا مالوف منصب مقرر کر دیا اور تمام مال کو تیرے قلم کے ماتحت ہم نے سپرد کر دیا۔ آج مجد الملک اس طرح بیان کرتا ہے ہمارے بادشاہانہ عنایات کے حقوق کو ضائع کرنا اور کُفران نعمت کو قبول کرنا تو نے کس طرح صنت جائز رکھا؟

صاحبی کے ضمیر نے جو عقل کل کا رہبر، آسمانی رازوں کا کاشف۔ اور غیب کی بلندیوں پر چڑھنے والا تھا معلوم کر لیا کہ دشمن کو جھوٹا اور خطاوار کہنا بادشاہ کے عتاب اور غصّہ کے موقعہ پر موافق مصلحت اور پسندیدہ راستہ نہیں ہے۔ اور خلوص اور سچائی کے چہرہ کو سوائے سچائی اور اخلاص کے سوراخ کے نہیں مشاہدہ کر سکتا ؎

جہاں بات کرنا مشکل ہو جائے۔ تو سوائے پاک یزداں کے کسی کی پناہ نہ لے

سعادت کے تلقین کرنے والے کی تلقین، مُرشد عقل کی امداد اور اسباب ہدایت کی موافقت سے خدمت کے مقام میں فراخ دل اور فصیح زبان سے کہا کہ سر اور مال اور تن اور جان اور تمام کُنبہ خان (آباقاخان) کی جان پر فدا ہو۔ کہاں روئے زمین کے بادشاہ کی بے انتہا نعمتوں کا کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے۔ ؎

مَیں شُکر کس طرح کروں کہ مَیں خود سب تیری نعمت ہوں۔ نعمت کس طرح اپنی
زبان سے شکر ادا کر سکتی ہے۔

یقیناً اس مدت میں خود بھائی اور میرے فرزند حضرت کی فیض بخش [illegible] کھاتے اور اُڑاتے رہے اور کسی قدر شہزادوں، خواتین اور امراء کی خدمت میں خرچ کیا اور کچھ عام مخلوق کے صدقات میں دولت روزافزوں کے دوام کے لئے مقرر ہوا۔ اور آج جو کچھ میرے تصرف میں ہے۔ مال اور مزروعہ زمین میں سے، دیہات اور [illegible] میں، خزانہ اور اسباب میں سے اور ویران جائداد غلام اور جانوروں میں سے [illegible] سب کچھ

بادشاہ کے انعام کے دسترخوان کا فضلہ اور نعمتوں کے فیض میں سے قلیل حصّہ ہے۔ جس طرح حکم ہو جس وقت مصلحت ہو۔ جس کے لئے اشارہ نافذ ہو۔ دینے کے لئے رضامندی ظاہر کرکے سپرد کیا جائیگا۔ اور کسی وجہ سے کسی حال میں توقف اور تاخیر جائز نہ شمار ہوگی۔ اور خود جب تک کہ عمر سے کچھ مہلت مقدر ہے اور زندگی کے ساغر میں کوئی جرعہ باقی ہے ۔(۱) محض ایک قبا میں کمر باندھے ہوئے، زبان کے قلم کو کھولے ہوئے اور گدھے کا تنگ کسے ہوئے جاؤنگا اور حاضر رہونگا

ع تیری چیز تو تیری ہے میری بھی تیری ہے

یہ بات جو نعمت کی شکرگذاری پر مبنی، شرائط صدق اور انصاف پر مشتمل، سابقہ خدمات کو یاد دلانے والی اور لغزشوں کے اثرات کو مٹانے والی۔ جب صاحب (شمس الدین) کی زبان سے مبارک کانوں تک جیسے خوشخبریاں سُنائی گئیں "پہنچی تو عنایت کی نسیم، غیب کے چلنے کی جگہ سے حرکت میں آئی اور قبولیت کا غنچہ رضامندی کی صبا سے کھلنے لگا۔ معافی کے پانی اور بات کی چشم پوشی سے اغیار کے سخن کو دل کے صفحہ سے مٹا دیا۔ اور الطاف کی امداد "صاحب" کے حق میں تازہ کردی۔ زبان اشرف سے فرمان دیا کہ "تیرے گناہ جتنے یا نہیں تھے معاف کردئے اور قدیم خدمت پر رحم کیا گیا اور دیرینہ ملازمت بحال رکھی گئی۔ چاہئے کہ انہماک کے ساتھ کشادہ خاطری اور مضبوط دل سے باقاعدہ کام کو سرانجام دے"۔

"صاحب" نے بموجب "کیا چڑیا اور کیا اس کی چربی" بادشاہ کی مہربانی کے عنقا اور ہمت کے ہُما کے سامنے ہُدہُد (مطیع حضرت سلیمانؑ کا تھا) کی طرح بندگی کا سجدہ بار بار کیا اور حضرت ثانی سے قُمری کی مانند جان بخشی کے احسان کے طوق سے طوق دار ہو گیا۔ فوراً ایلچیوں کو قیدی کبوتروں کی طرح جو جال کی تنگی سے خلاصی پائیں یا شاہین کی طرح جو ہوا کی بلندی سے شکار کی طرف پر جوڑ کر ٹوٹ پڑے۔ اطراف ممالک میں بھیج دیا۔ اور ایک خط حضرت کی مہربانیوں کی حرکت سے خبر دینے والا اپنے بھائی صاحب علاؤ الدین کو لکھا وہ خود ارادے کے بازو پر بغداد سفر کا ارادہ رکھتا تھا) اس کو جواب میں یہ دو شعر لکھے۔ ۵

(۱) چغلخوروں کا قول کس طرح اثر کرے۔ میں تیری آبروئے شریف پر قربان جاؤں

(۲) کیونکہ اُن کی چغلیاں تیرے بلند مرتبے کی نسبت ایسی ہیں جیسے بچھوؤں کے ڈنک سخت پتھر میں۔

اور "صاحب" کی انشا میں سے "بشارت نامہ" کا اتفاق ہوا اُس کا آغاز اس آیت سے مزین

اور اس بیت پر مشتمل تھا صـ۲۰۲ (آیت) کاش میری قوم اس مغفرت کو جانتی جو میرے رب نے مجھ پر کی اور مجھے عزت والے لوگوں سے بنا دیا ہے" (رب سے مُراد آباقاخاں) (بیت)

آج اللہ کا شکر ہے کہ میرا دل دشمن سے بے فکر ہے۔ کیونکہ میرے تنگ دل میں دوست کے سوا کچھ نہیں سماتا۔

اور پادشاہی مہربانیوں۔ الطاف اور نہ ختم ہونے والے انعام کے فیض کے بیان کے بعد اُن کے درمیان کامگار ایلخان کے الفاظ کا ترجمہ اس طریقہ سے بیان کیا کہ "کئی روز ہو گئے کہ ہماری عنایت کے بدل جانے کی خبروں کے تسلسل سے سونے اور کھانے کی لذت تیرے اوپر منغص اور مکدر ہو گئی۔ اب اس جگہ سے میرے سامنے مست ہو کر پھر گھر جائے اور آج رات بے فکری، کشادہ دلی اور ہاتھ پاؤں آرام سے پھیلا کر جلدی سو جا۔ اور دیر سے اُٹھ"۔

اگرچہ فوراً "عنایت ایلخانی" کے معالج سے "صاحب" کے مادۂ خوف کے جوش کو سکون سا حاصل ہو گیا اور سخت گیری اور غصہ سے خلاصی پا کر قدیمی اور حاصل کئے ہوئے منصب سے قوی پشت ہو گیا۔ مگر "مجد الملک" چغلی میں کوشاں اور اس کے خاندان کے ارادہ پر۔ جو مسلمانوں کی امان اور انصاف کا موجب تھا مستعد رہا۔ ایلخان اور اشرافِ ممالک کے قرب کے شرف کی وجہ سے اطراف عالم کے اشراف کے لئے قابل رشک بن گیا اور تمام نواحی اور اطراف میں قابل پڑتال حسابات کے رفع کے لئے بڑی دشواری کے ساتھ نائب مقرر کئے اور احکام جو حضرت کے دیوان سے صادر ہوتے تھے۔ پہلے صاحب دیوان دائیں طرف اور آسانی نزدیک تھی اس کے دائیں ہاتھ سے دستخط کرتا تھا۔ اور مجد الملک بائیں طرف۔ مشرف ممالک بلکاسی کو اس طرح لکھتا تھا کہ لفظ بلکاسی کی یائے کا دنبالہ خط باطل کی طرح صاحب کے نام اور دستخطوں پر کھینچتا تھا۔

یقیناً "تذلیل اور تحقیر خصوصاً اس کے شریف خاندان اور قدیمی خاندان کے ساتھ [illegible] نتیجہ ظاہر کرنے والی اور دوست اور دشمن کے تمسخر کا باعث ہو گی اور یہ رباعی [illegible] سے تصنیف کی:۔

صـ۲۰۳ (۱) میں تیرے غم کے سمندر میں غوطہ کھانا چاہتا ہوں۔ یا غرق ہو جاؤنگا یا موتی باہر لاؤنگا (۲) تیری دشمنی بہت قوی ہے اس لئے ضرور کرونگا۔ یا سُرخ رُو ہونگا یا قتل ہو جاؤنگا)

Marfat.com

صاحب دیوان نے اس کے رد میں یہ رباعی کہی :-

(۱) چونکہ بادشاہ کے برخلاف نالش نہیں کرنی چاہئے۔ زمانہ کا غم بہت زیادہ کھانا چاہئے (۲) یہ کام جس میں تو قدم رکھتا ہے۔ اس سے تو مُنہ بھی سُرخ کریگا اور گردن بھی۔

"صاحب" قوتِ نفس اور بلندی ہمت سے حضرت کی خدمت کی ملازمت سے کنارہ کش نہیں ہوتا تھا اور عاجزی اور شرمندگی کے علامات کو خواہ اُن کا محل اور موقعہ ہوتا پیدا نہ ہونے دیتا تھا۔

حکایت بیان کی کہ ایک روز (آباقاخان نے) "صاحب" کو حاضر ہونے کو فرمایا تاکہ پایۂ تخت میں "مجدالملک" کے ساتھ کسی بات میں جو سمع اشرف تک اس نے پہنچائی تھی مقابلہ کرے۔ عادت کے مطابق دونوں نے ایک دوسرے کے مقابل زانو تہ کئے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ "صاحب" اس (مجدالملک) سے زیادہ نیچے بیٹھے۔ عناد رکھنے والے دشمن کے سامنے بادشاہ کی نامہربانی کے ساقی کے ہاتھوں اُس ناخوشگوار جام کو چڑھا گیا۔ اسی طرح بیان کیا کہ ایک جشن میں جس کی بزم کی مجلس، میدان بہشت کی طرح غم کو دور کرنے والی اور اس کی خالص شراب آبِ حیات کی مانند زندگی بڑھانے والی تھی۔ ؎

چنگ نغمہ اور بانسری کی آواز۔ مے پرستوں کے دل کو اپنی جگہ سے لے جاتی تھی (مست کر دیتی تھی)

"صاحب" نے تین دفعہ "ایلخان" کی خدمت میں پیالہ پیش کیا اور اس کے قبول کرنے سے (اس نے) رُوگردانی کی۔ چوتھی دفعہ نہایت دلیری سے دشمنوں کی طعنہ زنی کو دُور کرنے کے لئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر جام شراب پیش کیا صفحہ ۲۰۴ تو بادشاہ نے اُس گوشت سے جس کے حرام ہونے کا صریح حکم قرآن شریف میں محقق ہے۔ چھری کی نوک سے ایک ٹکڑا اس کو دیا (صاحب) زمین کو بوسہ دے کر اُسے نگل گیا۔ اس کے بعد ایلخان نے وہ جام پی کر تمام مصاحبوں سے فرمایا کہ نہایت دلیر آدمی ہے جس قدر ہم نے پیالہ کے قبول کرنے سے گریز فرمایا اس نے اسکے پیش کرنے پر زیادتی کی۔ اس کے ساتھ دل میں تھا کہ اگر وہ بوٹی کو رد کر دے تو اسی چھری کی نوک سے اس کی آنکھوں کو حلقہ چشم سے بوٹی کی طرح نکال دیتا۔

صاحب ان مقدمات اور ایلخانی کراہیت کے باوجود صبر پر مداومت کرتا تھا اور کینہ فلک کی سختی کے ساتھ دشمنی بڑھتی تھی۔

Marfat.com

جب ربیع الاول ۷۰۶ھ کا چاند گردوں کی پیشانی پہنائی پر دلدار کے کماندار ابرو کی طرح لوگوں نے دیکھا تو "صاحب علاؤ الدین" بغداد سے آیا اور آسمان شکوہ بارگاہ کی حاضری کا شرف حاصل کیا تحائف کے پیش کرنے اور جشن اور تعظیم کی ترتیب سے فارغ ہو کر سونے کا خزانہ جو ساتھ تھا پیش کیا۔ اور اس کے بعد حاکموں کے خزانوں کے بچت کے سبب میں ایک اور خزانہ پیش کیا یقیناً حاسدوں کا گروہ فساد کاری میں مشغول، اور ابخانی طمع کی آگ اُن کے جھوٹ کی ہوا سے بھڑکی ہوئی اور مشتعل تھی۔ تمام ممالک، خراسان، شیراز، کرمان، عراقین، روم، آذربیجان، دیار بکر، موصل اور میا فارقین سے چغلخور، غیبت کرنے والے کام کے لئے آئے ہوئے تھے اپنی خوف و خطر اور ہول اور دہشت کا سیلاب دلوں میں جاری ہو گیا تھا۔ بادشاہوں اور منصبداروں کی صورت کی قباحت اور دشمنی کے لئے کمر باندھ لی تھی اور زبان کھول لی تھی ؎

ایک حماقت ہے کہ دُور کیا خوف کو حلم نے تجھ سے عذاب کیا۔ اور گمراہی ہے جس میں
نفع اور ہدایت ہے۔

اور ان میں سے بعضے حالات کا ذکر اپنی جگہ پر مطالعہ کرنے والوں کی نظر میں آجائیگا انشاء اللہ "مجد الملک" نے از سر نو عرض کیا کہ بارہ سال کا عرصہ ہو گیا ہے عراق عرب اور خوزستان کے علاقے مع ۲۰۵ اور اس کے مضافات بطور اجارہ کے "خواجہ علاؤ الدین" کے سپرد کئے ہیں ہر سال بیس تومان بچت نکالی ہے اور پھر مال جمع کرکے زمین کے نیچے دفن کیا ہے معتبروں اور نائبوں میں سے بعض جو "صاحبی" کی نعمتوں سے مالا مال اور اس کے احسانات کے پروردہ تھے اور اُن کو دشمنوں کے دُور کرنے کے لئے مقرر کیا تھا اور معین اور مددگار جانتا تھا۔ انہوں نے بیحیائی کی پٹی ناشکری کے ماتھے پر باندھ لی اور افتراپرداز دشمن کے نابودہ الزامات کی تصدیق کر دی۔ اور اس "نہ ملاؤ حق کو باطل کے ساتھ، اور نہ چھپاؤ حق کو جب تم جانتے ہو" فرمان سے آزردہ خاطر نہ ہوا۔

حقیقت حال یہ فرض کرکے کہ مبلغ مذکور توفیر کے نام پر حاصل کئے ہوئے بادشاہزادوں، خواتین، امراء عظام اور آئے ہوئے سفیروں کے [illegible] تحائف کی مدد کی رقم عظیم الشان کاموں کے پیش آنے اور اموال دیوانی کے اجناس کا [illegible] ہیں۔ خاص کر اب [illegible] ادشاہ کی ایسے صاحبی کی نسبت از روئے قیاس معلوم ہو سکتا ہے کہ دو چند اور چار چند ہوگا۔ اور اعمال کے بقایا مال کی جزئیات ان کے وصول ہونے کی امید نہیں ہو سکتی

جن کی تفصیل کاتبوں کے دفاتر میں نہیں آتی اور میزان کے ساتھ شامل نہیں ہوتی اور یہی راہ اکثر امل کرنے والوں کی رائے کو معلوم ہوگا۔

اور ان دلائل کی روشنی میں سال گذشتہ توفیر کے نام سے تمام مال خزانہ میں پہنچایا تھا اور اُن کے عوض مزید مہربانیوں کے ساتھ خصوصیت حاصل کی تھی۔ چونکہ اسوقت تنگ خو آسمان کی تنگی اور بہانہ باز زمانہ کے جھگڑے کو آنکھوں سے دیکھا اور چغلی کے کام نے مساوی قیمت سے زیادہ رواج پایا تھا۔ نیک لوگ، رنجور دل، اور شریر، خوش دل اور تعظیم کے قابل اور دولت نے عیب جو چغلخور کا آغاز کیا تھا اور نعمت نے ہر الحاح کرنے والے چغلخور کے کام کے دامن کو پکڑا تھا۔ اس نے سوچا کہ بغیر اس کے کہ کمینوں کے جھگڑے اور گفتگو اور حاسدوں کے مقابلہ اور سوال و جواب سے پریشان ہوں آبروئے سلیم کی سلامتی کے لئے ۲۰۶ نا حاصل کئے ہوئے ٹیکس کا قبول کرنا پوری عزت ہوگی اور زائد آمدنی کو اس صورت میں ڈالنا کفایت کہلائیگی۔ کیونکہ ان ایک دو سالوں میں ادائیگی کی کثرت اور علاقوں کی وجہ سے تنخواہ کا روپیہ قرضہ اور خاص جائداد سے حاصل کیا تھا رعایا کے دل کی بہبودی اور کام اور کام کرنے والوں کی تخفیف کے لئے خرچ کر دئیے۔ اور جبکہ خزانہ کو مال کی ضرورت تھی جواب میں سستی اور نیست کا عذر اور حساب اور جلت اور جمع میزان کو پیش کرنے کا موقعہ نہیں پاتا تھا اس (خزانہ) کو بھی حسب طاقت بنانا چاہتا تھا اور دل کو فکر سے فارغ کرنا چاہتا تھا۔

مخالف گروہ نے اپنے دل میں کہا کہ وہ (علاؤالدین) اگر زائد آمدنی کو اس ٹیکس کے کام پر بٹھائیگا تو اس پر کوئی بوجھ نہ پڑیگا۔ بادشاہ کے سامنے رقعۂ تقریر کے چہرے پر ایک اور پیادہ روانہ کر دیا اور ارادہ کر لیا کہ ۶۶۹ھ میں کہ جب بغداد اور اس کے مضافات بطور امانت کے اپنے اہتمام میں رکھتا تھا تو امیروں اور کاتبوں کی ایک جماعت نے حسابوں کی جانچ اور پڑتال کر کے دو سو پچاس تومان باقی نکالے تھے اور اسوقت تک اس آمدنی میں سے کوئی چیز خزانہ میں نہیں پہنچی اور وہ مال بعینہ اُن کے ذمہ اور باقی ہے۔

اور اس تاریخ میں بادشاہ کی رائے پر جو کہ غیب کے بھیدوں کی جاسوس اور ممالک اسرار کی ناموس ہے ... واضح ہو کہا کہ بقایا، علاقہ کے تحصیلداروں سے متعلق ہے اور اس کی تکمیل ممکنات سے ... خارج ہے اور اگر اس قسم کا کوئی حکم جاری ہو تو سوائے علاقہ کی ویرانی اور رعایا کے افلاس کے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس معاملہ کو بادشاہ نے چھوڑ دیا۔ اور اس طرح نامہ کے

Marfat.com

کارنامہ کو تہہ کر دیا اور صاحب علاؤ الدین پر عنایات مبذول فرما کر واپس اس علاقہ کی حکومت پر جانے کا حکم دیا۔ ع قصہ کو کیا کریں گا لمبا ہے۔ چغلخوروں کے منہ سے بادشاہ کے دماغ میں پڑ جانے کی کہانی پتھر کے نقش کی طرح کھد گئی تھی اور ملک کی دنیا میں جب کوئی آنے والی چیز پردۂ قضا سے ظہور کے میدان میں آنا چاہتی ہے تو اس کے اسباب سلسلہ وار ایک ص۲۰۱ دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں اور عقلمندوں کی حسن تدبیر اس موقعہ پر وہی نسبت رکھتی ہے۔ جیسا کہ شعلۂ آتش کپڑے سے ڈھانپ دیں اور کوہ الوند کے ساتھ قوت بازو سے کوشش کریں۔ سمندر کو پاٹ دینے سے ڈرائیں اور سورج اور چاند کو نیچے اتار لانے کی دھمکی دیں (گویا بیکار ہے)

ان معاملات پر دوسرا باعث کلی اور محرک اصلی لشکر فتحیاب کو مال کی ضرورت تھی کیونکہ ان دنوں حدود مصر سے اطلاع پہنچی کہ الفی اور اشقر سنقور نے ایلخان عالم کے ساتھ جنگ کرنے کے ارادہ کو مضبوطی دیدی ہے اور شاہزادہ منگو تیمور کو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا لشکر جرار کے ساتھ ان کے لئے مقرر کرتا تھا اور اسی طرح کا لشکر مشرقی بلاد کی طرف بادشاہزادہ ارغون کے پاس روانہ کرتا تھا اور حدود دربند باکو سے طریقہ احتیاط کو اختیار کرنے کے لئے مدد مانگی تھی اور وہی کا موجب علاوہ ہوا۔

اور اس اثناء میں نصرت پیکر جھنڈے بغداد سے کوہ مقام کی طرف توجہ کرنے کے ارادہ پر اردبیل اور موصل کی راہ سے کوچ کرتے تھے اور صاحب علاؤ الدین کو ڈاک چوکیوں کی ترتیب اور سامان رسد کے انتظام کے لئے آگے بھیج دیا۔ بادشاہ نے اس گرد و نواح میں چند روز گھوڑا دوڑانے اور شکار کرنے کی تفریح کے لئے ایک گاؤں کے کنارہ پر جس کو دیرا سیر کہتے ہیں۔ جو مرجۃ الشام کے علاقہ میں سے ہے نزول فرمایا اور لشکر نے مغول کی رسم کے مطابق نرغہ کیا۔ (گھیر لیا) جب وحشی جانوروں کی تمام قسمیں جوش و خروش کے ساتھ حلقہ میں آ گئیں اور نرغہ کا دائرہ تنگ ہو گیا۔ ایلخان نے بذات خود چند خواص اور مصاحبوں کے ساتھ اور بہرام گور کی روح اس حملہ اور شکار گرانے پر آفرین کرتی تھی۔

(۱) وحشی جانور حیرت سے سوفار کی مانند منہ کھولے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے زبان خنجر کی طرح ان کو تیر سے گونگا کر دیا (۲) جب اسد (برج) میں سنبلہ کی مانند نیزہ تانے ہوئے پہنچا تو ثور نے اس کے سینے اور دال کو ضرب سے الف کی طرح سیدھا بنا دیا ص۲۰۲ اس کی ضربت کا نشانہ وحشیوں کے انواع کو لشکر کی تعلیم دیتا تھا

ان کی رُوح کے جدا ہونے کے وقت۔

ایک لحظہ شکاری شیر (بہادر) وحشیوں میں مشغول رہے اور پہاڑ کے برابر گرا ڈالے۔ شکار کے کام سے فارغ ہو کر ماہ رجب کو سنجار کے راستہ بغداد کی طرف ارادہ کرنے والا ہُوا۔ "مجدالملک" نے راستے ہی میں صاحب علاؤالدین کے جدا ہونے کے دن باقی داستان بالیخان کو سُنائی۔ اُمرا کا ایک گروہ صاحب علاؤالدین کے پیچھے رقم مطلوب کو کر دینے۔ جستجو اور تلاش کرنے۔ قبضہ کرنے اور حاصل کرنے کے لئے بادل سے بجلی کی طرح (بسرعت) روانہ کیا۔ اور وہ (طائفہ) صاحب (علاؤالدین) کے پاس پہنچا اور فرمان سُنایا۔ اُس نے جانا کہ یہ معاملہ گردش فلک کا پر تو ہے اور رات دن کا کام بغیر سُستی کے۔ سوائے آرزوؤں کے دُور کرنے اور مردوں کی موتوں کو نزدیک کرنے کے کچھ نہیں ہے۔ قضائے الٰہی کے ساتھ راضی ہو گیا اور اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں" ان کا ہم صحبت بغداد چلا گیا۔ اور تمام مخلوق کی اس حادثہ سے آسمان پر فریاد پہنچی اس کو مالوف جگہ بند کر دیا گیا۔

سب سے پہلے جو کچھ قبضے میں رکھتا تھا سونے سے رانگ تک اور خالص سونے سے کانٹ تک موتیوں کے دانوں سے جو مبارک چمکدار ستاروں کی طرح تھے، رذیل منکوں اور منحوس فال ٹھیکریوں تک، خوش منظر عبقری فرشوں سے بے شمار ٹاٹ چٹائیوں تک، پُرانے اور نئے ادنیٰ چیزوں سے عمدہ چیزوں تک۔ طلائی برتنوں اور مدفون مالوں سے پُرانے سامان تک کپڑوں کے تھانوں سے دروازوں کے پردوں تک۔ کمینے لوگوں کی آنکھوں سے دُور خوبصورت نیک کنیزوں سے لے کر اصطبل اور گایوں کے گھروں کے نوکروں تک۔ نقارخانہ سے بگل اور طبل، ردّی اور عمدہ گھوڑوں اور گدھوں سے ارزاں اور قیمتی گھوڑوں اور خچروں سے اُونٹنی اور اُونٹ، بھیڑ بکری کے بچوں سے ؎

جو شخص بکری اور بھیڑ کے بچے پر نظر رکھتا ہے۔ کمینگی کی وجہ سے وہ چھکڑے کے بیل کی مانند ہے۔

ص ۲۰۹ چونکہ غرض آبرو کے جوہر کی حفاظت تھی نہ کہ مال کی۔ وہ پیش کرنے کی صف میں حاضر کیا اور شکر برکت دے اللہ آبرو کے بعد میرے مال میں بُری ٹھوکر بلند ہمتی سے چونکہ کام ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ حاصل کئے ہوئے نفیس خسیس مال پر لگائی۔ کھرا سونا گم ہو گیا اور سرمایہ نمائشی ضائع ہو گیا، اور مال برباد اور املاک موجب ملال ہوئی۔

Marfat.com

سامان کی تفصیل، قرضہ کے تمسکات اور بلاد عرب و عجم کی موروثی اور کسب کردہ بلاد املاک کے کاغذات سپرد کر دئیے "نہیں کوئی معبود باقی سوائے اللہ کے" طول بیان کیا ؟ جائداد اور ملکیت کی تختی کو ہر اس چیز سے جس پر چیز کا نام صادق آتا تھا دھو ڈالا۔ چنانچہ رسائل تسلیۃ الاخوان' ہیں۔ جو اسی صاحب قران کے خطوط پر مشتمل ہے اس کی شرح مکمل موجود ہے۔

اور اگر جہان کا زمانے میں صرف یہی ایک عیب ہوتا کہ اس کی نعمت اور راحت۔ اس کے بعد کہ عمر اور عمر میں اس کی طلب اور تکلیف میں صرف ہو جاتی ہیں۔ بقا اور دوام نہیں رکھتی تو واجب ہوتا کہ عقلمند آدمی اس سے دل نہ لگاتا اور اس کے بیفائدہ حاصل کرنے کے لئے اس قدر دھوڑ دھوپ اور جستجو میں نہ پڑتا۔

اس ذکر کے لکھنے کے دوران میں حاضرین میں سے ایک نے یہ دو شعر سعدی رحمۃ اللہ کی ان پر" کے کلام میں سے پڑھے ؎

(۱) اگر عقلمند کمینوں سے ظلم دیکھے۔ چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو رنجیدہ نہ کرے اور غصہ نہ ہو (۲) بدگوہر پتھر نے اگر سونے کے پیالہ کو توڑ دیا۔ تو پتھر کی قیمت نہیں بڑھتی اور سونا کی قیمت کم نہیں ہوتی۔

ان وحشتناک خبروں کے تواتر سے اس کے بھائی صاحب دیوان نے جو رکابا علیٰ کی خدمت میں ملازم تھا کوئی وجہ ٹھہرنے اور دیر کرنے کی نہ دیکھی۔ اجازت لے کر بغداد آیا اور اس وجہ سے کہ ایلخانی غصے کے تند جھونکے اور غیظ کے شعلے، سکون اور آرام قبول کر لیں۔ مال کے حاصل کرنے اور وجوہات کے رواج دینے میں بے انتہا جد و جہد دعاؤں کے علاوہ کرتا تھا خاص اپنے اور بیٹوں کے گھر سے جواہر جڑاؤ چیزیں اور سونے چاندی کے برتن جو کچھ تھا باہر لے آیا اور نائبوں اور وکیلوں سے قرض کے طور پر مقدور کے مطابق نقد اور جنس اور اس پر اضافہ کر دیا۔

دشمنوں کے گروہ نے نقد اور جنس سے جو کچھ پیش کرنے کے لائق جانتے تھے اٹھا کر دجیل کے مقام پر تخت کی خدمت میں پیش کیا چونکہ بادشاہ کو اس سے دوچند کی توقع تھی اور وہ مقدار تصور کی ہوئی رقم کا سواں (۱/۱۰۰) حصہ بھی نہ ہوتی تھی۔ اس کی کچھ قدر نہ ہوئی اور صاحب دیوان کا حال ایسے طریقے سے پیش ہوا کہ نرمی اور ملاطفت سے مشہور ہو گیا مختصر یہ کہ

Marfat.com

سرکاری مال ہیں سے اس کی عطا اور ادارہ کا ایلخاں کی ناراضگی کا موجب ہوئی۔ قضا نے کام
کیا اور جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اور کوشش اور دوڑ دھوپ رائگاں گئی۔

ایک دفعہ اس قطعہ کا اتفاق ہوا تھا (تصنیف کیا تھا)

(۱) آسمان اور اس کے عدل کی تقسیم دیکھ کہ جب تک میں ہوں بیا لہا سال تو مجھے غم دیتا ہے اور خوشی محض چند گھنٹوں کے لئے (۲) میرا سرمایہ علم، ہنر اور حکمت ہے لیکن کیا فائدہ؟ کیونکہ اس سرمایہ سے مجھے جو حاصل ہوگا وہ نقصان ہے (۳) کسی نوں آسانی کے حاصل کرنے کی امید ہیں جو ممکن نہیں میری تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ کس قدر بربادیاں ہیں (۴) اسواسطے کہ فلک مجھے بے ہنروں کی طرح رکھتا ہے کہاں ہے وہ شخص جو اس سے میری سفارشیں کرے (۵) قابل آدمی سے تمام کامیابیاں روک لی ہیں۔ تمام طاقتیں، سفلہ اور کمینہ لوگوں کو دی ہیں۔
(۶) زمانے کی عادت کو معلوم کرنے کے بعد اسوقت میں نے اپنے نفس کی نافرمانی کی کیونکہ اس نے زمانے کی اطاعت کی۔

حکم شاہی ہوا کہ طغا چار یرغوجی (رسوا دینے والا) دشمنوں کے ایک گروہ کے ساتھ وہ
اعمال ضائع ہو گئے بغداد آئے۔ اور از سرِ نو مواخذہ اور سختی شروع کر دی۔ آشنا و بیگانہ
ہمسایہ اور اندرونی دوستوں سے خزانوں، دفینوں اور قیمتی جواہر کی کیفیت اور نیز ہر شے
تھا۔ دریافت کرنی شروع کی۔ یکے بعد دیگرے مہمان سرائے اور مقبرہ کہ اس کا تعمیر کیا ہوا تھا
وہ اس کی عزیز ترین اولاد اور قبیلہ کا مدفن تھا۔ میں گئے اور پورے مبالغہ کو قبر میں کھود ے
تلاشی لینے، بنیادیں گرانے اور جھاڑ دینے میں پورا کیا۔ اور چونکہ سب میں کچھ بھی نہ تھا سے
کچھ بھی نہ ملا۔

آخر کار اس کو مالوف گھر سے جو عزت اور دولت کے اُنس کی جگہ، راحت کے وفدوں کی
صلا جائے امن، خوشی کے پودوں کے لگانے کی جگہ اور حشمت اور اقبال کی منزل تھا۔ باہر لائے
اُسی گردن کو۔ جو گردش کرنے والے آسمان کے آگے سر نہیں جھکاتی تھی اور دنیا کے گردن کشوں
کی گردنیں (رقابیں) اس کی نعمتوں اور احسانات سے طوق دار تھیں۔ دل کے کھوٹ سے
کے طوق میں ڈال دیا۔ اور وہ ہاتھ جو زبردستی سے زمانے کے کانوں کو غلامی کے گوشوارے
سے گوشوارہ دار کرتے تھے۔ عذاب کی ہتھکڑیوں سے کنگن کی طرح کنگن دار بنا دیا۔ اور قضا

Marfat.com

درعلومرتبہ کی آنکھ خون کے آنسو روتی تھی۔
اگرچہ ظاہری اعضاء پر غموں کی زنجیریں نظر آرہی تھیں اور صبر اور قرار کے ملک [illegible] دل کے
یار سے مجنوں کی طرح معدوم تھے۔ مگر اعضاء کی سلطنت کا بادشاہ (دل) استقلال کے
تخت پر مطمئن اور متمکن تھا۔ اور دل کا میدان صبر کی امداد سے جو نصرت کا پیش خیمہ اور بہترین
صلہ کا موجب ہے "خدائے برتر نے فرمایا کہ صرف صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے
دیا جائیگا" سے بھرا ہُوا تھا۔ ۵
میں نے اپنی مصلحت اس پر چھوڑ دی ہے۔ خواہ مارے خواہ زندہ کرے۔ وہی جانتا
ہے۔
اور چونکہ غرض مندوں کی نظر صرف مالی نقصان پر نہ تھی ایلچی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور [illegible]
بغداد کی حکومت نے اسے قبول کیا۔ زنجیریں اُتار دیں اور اس کے عوض دو شاخہ لکڑی [illegible]
کی طرح اس کی گردن میں ڈال دی۔ عروس کی مانند پورے گئے [illegible] ڈال [illegible]
لئے دونوں ہاتھ اس سرفراز کی گردن میں حمائل کر دیئے اور [illegible]
نیشاپوری کے کلام میں سے لکڑی کی زبان سے خود گانے لگا ۔
مجھ دل شکستہ کے ہاتھ، ایک دن رات تک۔ خیال کر کے کہ میرا خون ہے۔ اپنی
گردن میں ڈال لے۔
یہ قطعہ اس حالت میں بھائی کے پاس بھیجا:۔
(۱) تجھ پر جاؤں قربان ہوں۔ سُن نوجوان کا قول۔ جس کو لوگوں نے خطرے میں
ڈال دیا ص۲۱۲۔ میں شکوہ کرتا ہوں اپنے خدا اور نعم سے زمانے کے [illegible]
عبرتناک امور لاتا ہے (۲) میری آرزو باریک کمر اور سرو قد معشوق سے گلے ملنا
تھی یہ دو شاخہ لکڑی میری مطلوب نہ تھی۔
دشمنوں نے اس مراسلہ کی اطلاع پالی ایک دوسرے سے کہا کہ اگر [illegible]
تو اس کی طبیعت ایسے حال میں جو زندہ رہنے اور ترقی کرنے [illegible]
اس طرح شاعری کی تصنیف سے مانوس ہوتی [illegible]
اس قدر سختیوں کے جھیلنے اور ایذا [illegible] کے برداشت کرنے [illegible]
بھوسا جسے ہوا اُڑا دے" ہو جانے میں [illegible] ۔

اُن نادانوں نے جہالت اور بے عقلی کی غلطی میں معرفت کا سررشتہ گم کر دیا تھا ۔ ے
دُنیا کا کام جو تُو نے اپنے اوپر مشکل کر دیا ہے ۔ اگر تو اُسے اپنے اوپر آسان کرے
تو آسان ہو جائیگا ۔

اس کے مشفقوں میں سے ایک مشفق نے اُسے (علاؤ الدین) چنانچہ خود دوں کے مشوروں سے
مطلع کیا ۔ جواب میں یہ دو شعر آب شیریں، حلال جادو اور نازو ادا کے کرشمہ والے احباب کے
کرشمہ کی طرح لکھے ۔ ے

(۱) میں نے تیرا دشمنوں کو کہ میں نہیں نرمی کرتا ذلّت اور فروتنی کے ساتھ گردش
اور حادثات زمانہ کی وجہ سے، بیشک یہ عجیب بات ہے (۲) اور کیونکر پرواہ کروں
میں حوادث کی، جب کہ میرا نگہبان خدا ہے ۔

بغداد کے باشندے، بغداد کیا بلکہ تمام لوگ ممالک کے اندر آقا اور غلام تک انصاف
کی رُو سے صاحب علاؤ الدین کے ساتھ اس دل شکن رنج اور محنتوں کے تیر کی سپر کے
شریک اور حصّہ دار تھے ۔

پس ایلخان نے ییلاق (گرم سیر) کی توجہ کے ارادہ کے لئے فرمایا یہانتک کہ لشکر کو روانہ
کر دیا اور بلند جھنڈا اُٹھا لیا ۔ اور ہوا کپھریرے کے پیچدار زُلف کی خوشبو سے زمانہ کے دماغ
کو عنبر آگیں بناتی تھی ۔ ۲۱۳ھ اور صبا کا فرش بچھانے والا منزل بمنزل، قدم بقدم رنگا رنگ کا
فرش بچھاتا تھا کبھی نوروزی رعد آگے آگے نقارہ بجاتی اور کبھی چمکدار بجلی خاص سپاہی کی
تلوار کی طرح روشنی کا عکس ڈالتی اور ہوا نے لشکر ربیع کے خوشی کے جھنڈے کو ہر طرف سے
بلند کیا تھا ۔

گمراہ جماعت اور رذیلوں کے فرقے نے چونکہ غرور کے عجائب کے اختراع کرنے اور خالص
جھوٹ کے گھڑنے اور بے معنی دعوے سے جو ایک بھی سچائی کا زیور نہیں رکھتا تھا بلکہ سب جھوٹ
بولنے اس کے متعلق جس کا انہیں علم نہیں تھا، سوائے مالی خسارہ اور مزاحمت حال کے کچھ نہ
پایا ۔ ہر چند مکر اور فریب کے اردگرد آئے بوڑھے، جوان، نیک و بدکار، غریب و امیر سے
کسی کو جو اس کے ظلم کی حکایت بیان کرنے اور شکایت سُنائے نہ پایا اور رشوت لینے دینے کے
طور پر جہاں طلب کیا اور چاہا" ایک چیز سے بھی اس کو ملزم نہ بنایا ۔ اور غصہ کی وجہ سے زائد
اخراجات اور حاجتوں کے عوض جیسا کہ دیوانی امور کے لواحق میں سے ہوتا ہے ۔ اس کی آبرو کو

Marfat.com

ملوث نہ کر سکے۔ تو خوف کے سیلاب نے اُن کے ناپاک دل کو گھیر لیا اور اضطراب اور انتشار نے اُن کے ظاہر کو متغیر کر دیا۔ اور ظاہر سزا اور بُرے قصد کے مقابل بُرے افعال اور اعمال کی جزا کے منتظر ہو گئے اور اس فکر میں از سر نو مکر کے اقسام کو گھڑا اور اسباب حیلہ گری کے استعمال کو اختیار کیا۔ روز بروز زر اور زور سے حرص کے زیور میں خالص کھوٹ ملاتے تھے اور گھڑتے رہتے تھے کہ پھر کسی چال سے افسانہ کی گرہ کو پیچیدہ بنا دیں۔

آرا (جمع رائے) کی تیر اندازی اور خواہشات کے مشوروں سے یہ فریب کا مُہرہ عرض کی بساط پر پڑا کہ اس کو بادشاہی کی خط و کتابت سے ملزم، اور نافرمانی کی نشانی سے داغدار کر دیں ایک گمنام یہودی کو دستیاب کیا اور اس نے کاغذ کے ٹکڑوں پر رنگدار خطوط، زعفران اور شنگرف کے پانی سے جادو کے طلسمات اور طلسم کے اشکال کی طرح کھینچے۔ مطلب یہ تھا کہ اُن کو اس کے کپڑوں کے اندر تفتیش کے وقت ملے ہیں ص۲۱۴ اور عرب کے گمنام لوگوں میں سے وہ تین جو امیروں اور کوتوالوں کے ساتھ عرب کے مشائخ اور سرداروں کے پاس ہر وقت پہنچتے تھے۔ طلب کئے۔ یہاں تک کہ ڈرانے، رغبت دینے اور عذاب اور امید دینے سے ان کی باتوں کی تصدیق کرنے والے، باطل امور کو حق کہنے والے، کھوٹے سکے کو رواج دینے والے اور باطل لفظ کو برانگیختہ کرنے والے بنے۔

اور حال یہ تھا کہ سال مذکور ۶۷۸ھ کے شروع میں الفی اور مصری امراء کے درمیان مخالفت ظاہر ہو گئی اور سنقور اشقر، بحری ترک امراء کی ایک فوج کے ساتھ سلطنت کی جانب کی شائستگی سے کنارہ کر گئے۔ اور عیسٰے بن مہنا۔ جو اعراب شام اور اس علاقہ کے امراء میں سے تھا۔ نے اس کے ساتھ موافقت کا دم مارا اور دوستی کے اسباب کو پختہ کر لیا۔ اور الفی دمشق میں اُن (سنقور اور عیسٰے) کی تیغ زنی اور تیر اندازی کے درد سے تشفی کے لئے لڑائی کے لئے مستعد اور فتنوں کی غبار انگیزی کو روکنے کیلئے تیار ہو گیا۔ ان حالات کے اثناء میں خبر پہنچی کہ بحری ترک لشکر مصری کی ٹکر سے شکست کھا کر عانہ اور حدیثہ کے نواح میں آ پہنچے ہیں [illegible] اور احتیاط کی رو سے دریافت حال اور [illegible] کے واسطے ایک ایلچی کو [illegible] امراء لشکر کے ساتھ بھیجا تھا۔ اور سنقور اشقر اور عیسٰے بن مہنا کو [illegible] حضرت (آباقا خان) کی موافقت کی ترغیب دی تھی اور مخالفت سے ڈرا اور [illegible] لازم کرائی تھی۔

اتفاق سے الفی سے اُن کی شکست کھانا ایلچی کے پہنچنے کے ساتھ اکٹھا ہو گیا۔ اس

پیغام سے انہوں نے خوشی کی اور اس پیام سے امداد بڑھ گئی۔ عیسٰے نے اپنے بھائی کو ایلچی کے ہمراہ بغداد بھیج دیا۔ صاحب علاؤالدین نے اس کو حضرت کی خدمت عالی میں روانہ کر دیا اور صورت حال سے مطلع کیا۔ ایلخان نے سنقور اشقر کے حق میں نوازش اور مہربانی فرمائی۔ اور عیسٰے کے بھائی کو خلعت دی اور زر اور غلہ (اس کے لئے) بغداد کے حوالے کیا۔

اور اسی زمانہ میں شہزادہ منگو تیمور ایک لشکر کو جو بارش کے قطروں کی طرح بے شمار اور پہاڑ کو ہلا دینے والے سیلاب کی مانند تھا۔ کنارۂ فرات پر لے گیا تھا۔ شامیوں سے جنگ کے لئے اس کی خدمت میں قاصد بھیجا اور اطاعت اور تابعداری کا اظہار کیا۔ سلطان میر دین سے بھی یہی خط وکتابت ہوئی ۶۸۱ھ ان میں سے ہر ایک نے اپنی جگہ سے کیفیت حال سے آباقاخان کو مطلع کیا اور حکم نافذ ہوا کہ منگو تیمور لشکر کو واپس کرے اور ان شامیوں سے جنگ کرنے سے رو کے مگر دوسری طرف سے "بایدو اغول" نے شام کے ملک پر لشکر کشی کی تھی اور تمام خلق کو قتل کر دیا تھا۔

اس شرح سے مطلب یہ ہے کہ اُن (دشمنان علاؤالدین) کے خیالات کا خلاصہ ایک کشش محال اور کاذب خیال تھا۔

اس دیوانگی میں ایلخان کے پیچھے گئے اور فریب گھڑ کر اور مغالطہ میں ڈال کر بنائی ہوئی بات کو اس طرح عرض کیا۔ اس امید پر کہ مال کے محصل (حاصل کرنے والے) چونکہ حال کو مضبوط کرنے والے اور کام کو چلانے والے تھے۔ اس تہمت اور الزام سے، جو سچائی سے کوئی نسبت نہیں رکھتا تھا۔ ایک غیر تسلی بخش تحقیق کریں۔

ایلخان نے فراست کی نظر سے کہ جام جہان نما اس کی تیز رائے کا عکس ہے۔ فضول فصلوں والے احوال کے دیباچہ سے افترا کی آیت پڑھ لی۔ اور ذکاوت کی انگلیوں سے کجی کی گھنڈیاں اس کے گناہوں کے کثیر رازوں سے کھول لیں "صاحب علاؤالدین" کے حاضر کرنے کا حکم ہوا اور ایلچی بھیجا کہ سریر دولت کی خدمت میں جو ہمیشہ مضبوط ستونوں والا رہے" گھونگھٹ کا کھل جانا بخوبی ہو جائے۔

وہ جب بغداد آیا تو فریب گھڑنے والوں کے گروہ میں سے جو اس کو پورا محل اعتماد جانتے تھے فرار کو قیام پر اختیار کیا تھا اور جو باقی رہ گئے تھے جھوٹ کی شہادت سے متنفر ہو گئے۔ دشمنوں کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس (صاحب علاؤالدین کو) رہا اور آزاد کر دیں تو کوئی فرد بشر ان

(مخالفوں) کی امداد میں رغبت نہ کریگا۔ بیحد اُمید بے انتہا آرزو دلانے سے انہوں نے ایلچی کو فریب دیا اور اس کو فریب کا مددگار اور اپنے حال کا مختار بنایا اور "صاحب" اسی طرح قید کی زنجیریں رکھتا تھا (یعنی قید رہا) بیشک ع

آسمان کی گردش سے ناکامی کا تسلسل + ہر حال میں، عجیب نہیں ہے۔

اور ان دو مثلوں (تسلسل ناکامی، دور آسمان) کے محال ہونے میں کسی کو سوال کی طاقت نہیں ہے۔

حفاظت الٰہی پر توکل کرکے مقام تسلیم میں "اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اس پر جو اس نے حکم کیا اور بھلائی ہے اس میں جو وہ حکم کریگا۔ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا۔ اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا" ۲۱ کو زبان کا وظیفہ اور بیان کی تسبیح (ورد) بنایا۔ اور رضا کے روزنامچہ کو جو مراتب نفس میں سے بلندترین ہے "جب نہ ہو وہ جس کا تو ارادہ کرتا ہے تو ارادہ کر تو اس کا جو ہوتا ہے" کے ذکر سے لکھ دیا اور اس کا مضبوط حلم اور محکم فکر پڑھتا تھا ؎

اگر آسمان اپنی جگہ سے پھر جائے تو تو نہ پھر۔ اور اگر زمانہ تیرے ساتھ موافقت نہیں کرتا۔ تو تو زمانہ سے موافقت کر۔

کہ جلدی سے غم کے ابر کے کھل جانے کا سبب ظاہر ہوگا۔ اور ایسے نشیب میں کہ دشمن کی کامیابی کا گڑھا اسی سے مراد ہے کامیابی کی بلندی حاصل ہو۔

ہر دانا غور کرنے والا جو اس میں غور کرنا ضروری جانتا ہے اس پر ظاہر ہو کہ کوئی بھلائی اور بُرائی، نفع اور نقصان بندہ کے فعل اور ارادہ سے متعلق نہیں اور تمام احکام قادر مطلق کے انداز سے ہیں اور دُنیا کے کام اُسی کی مرضی سے لٹکے ہوئے ہیں۔ پس مصیبت کے موقعہ پر تمام شدائد اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اور توکل اور رضا کی برکت سے مزید نعمت اور احسان کا مستحق ہو جاتا ہے

اور یہی مقدمات اس صورت حال کے تتمے شروع ہیں اور انجام میں ۲۲ اور اللہ ہی کے لئے ہے ابتدا اور آخر میں"

وہ گروہ "جنہوں نے لغو باتوں کو اختیار کیا"۔ بادشاہ کے جھنڈوں سے پیچھے جلدی کرنے اور سبقت کرنے میں سستی اور غفلت کرتا تھا۔ اور تاخیر کرنے اور رُک جانے کا قرعہ اندیشہ کی بساط پر ڈالتا تھا۔ ادنیٰ لوگوں کو خفیہ طور پر مختلف کناروں سے لاکر اپنے قبضہ میں کرتے تھے تاکہ ان کو اپنی افترا پردازیوں کا پیرو کار بنائیں۔ اور ان بیانات کو جھوٹے قول کے ساتھ اہل نمک

پہنچادیں۔ اور ان انفرادی غیر منقول باتوں کو "نہیں ہے یہ مگر جھوٹ گھڑا ہوا" کے ساتھ مسلسل کر دیں "اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول جس طرح یہ کفار تمہارے دشمن ہیں اسی طرح ہم نے خود شریر آدمیوں اور شیطانوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا وہ ایک دوسرے کو فریب دینے کے لئے چکنی چپڑی باتوں کی سرگوشی کرتے ہیں۔"

انہوں نے تمام بغداد میں اپنے جیسا کوئی اور جھوٹ گھڑنے والا نہ پایا۔ جب ایک پورا مہینہ اس فکر کے میدان میں جولانی کی تو ایلچیوں کی ایک جماعت کے ساتھ "صاحب علاؤ الدین" کو قید کرکے آباقا خاں کی خدمت میں روانہ ہوگئے۔

اور اس تو زرخ جیسے سفر میں خواجہ بہاؤ الدین علی بن عیسےٰ اردبیلی اور نور الدین عبدالرحمن تستری "جو صاحبی کی دولت کے شیر خوار اور نعمت کے پروردہ تھے اور کوچ اور مقام میں ذلت اور سلامتی میں اُس (صاحب) کی خاندان ثار مجلس اور فلک فرنہ کاب کے گرد طواف کرنے والے اور ہم صحبت تھے۔

باوجود اس کے کہ وہ اس طرح مقید (رہتے ہیں) تھے جس طرح ان کا نالہ ان کے سینے میں قید تھا جس طرح آنکھوں سے آنسو روانہ ہوتا ہے روانہ ہوگئے اور اگرچہ گفتگو قربت اُنس اور ہمنشینی کے اسباب کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ خطوط اور شعر بازی سے سینے کے درد والے کی آہ اور مصیبت زدہ کے غم کو دو زبانوں والے قلم کی زبان پر جو چغلخوروں کی صورت رکھتا تھا گذارتے تھے اور اس کی تاثیر سے دشمن کی طعنہ زنی کے رنج اور مسافری کی تکلیف کو سختی اور مصیبت میں اپنے اوپر آسان کرتے تھے۔

اور یہی حال رہا یہانتک کہ سواریوں کی پشت پر مرحلوں اور منزلوں کو اسد آباد کی گھاٹی کے قریب پہنچا دیا۔ ایلچیوں کو دیکھا کہ تیر کی طرح جو شست سے نکلے ہوئے تیر کی طرح رواں اور بارش کی مانند نشیب و فراز میں اتراں ہیں۔ دریافت کرنے اور پوچھنے پر حال کے قرینہ سے معلوم ہوا کہ ہمدان میں بادشاہ کو ایسی مشکل حالت نے، جس کے واقع اور حادث ہونے سے حفاظت اور بچاؤ میں بادشاہ، غلام، زبردست اور زیر دست برابر ہیں۔ منہ دکھایا اور تمام راستے اُن کی پرانی عادت کے مطابق ہنرمندوں کے کام کی طرح بند ہوگئے اور اس سے تمام لوگوں کے کاموں کے چہرے محبوبوں کی زلف کی طرح پریشان ہوگئے" صاحب کو بادشاہ کے دربار میں لے جانے سے انہوں (ایلچیوں) نے منع کر دیا۔

Marfat.com

حیلہ گری کی پٹی باندھنے والوں اور خیالی منصوبہ کے گھڑنے والوں نے ایلچی سے کہا کہ بادشاہ کے جلوس کے وقت تک اُسے (صاحب کو) رہا کرنا، ذکاوت اور دانائی کے تقاضا سے بعید ہوگا۔ اس بات سے باوجود بہبودی کی صبح کے تڑکے کے غموں کی تاریک رات میں رہا۔ اور محکم زنجیروں کی قید اور حاسدوں کے مکر کے ساتھ گزارا کیا۔

بھلائی اور برائی کے انجاموں اور آغازوں کے لئے عالم مجازی میں مقدار معین اور وقت مقرر ہے بیشک "اور ہر بات کا ظہور منحصر ہے اپنے اوقات پر اور ہر میعاد کے لئے ایک تحریر ہے مٹاتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب"۔

آباقاخاں کا حال اس طرح تھا کہ ہمدان میں شراب پینے سے مزاج اعتدال کی سمت سے منحرف ہوگیا اور ضعف طاقت پکڑتا جاتا تھا اور طبیعت ضد طبیبوں سے موافقت کرتی تھی۔ لاجرم مرض بڑھتا گیا۔ ایک روز کرسی پر بیٹھا تھا کہ ایک کوّا جو جدائی کے کوے کی دلیل تھا، بادشاہ کی نظر کے سامنے بیٹھا اور کائیں کائیں کرتا تھا ؎

(۱) کسی شاعر نے جدائی میں ایک قصیدہ کہا۔ جس میں مرثیہ (کسی بادشاہ کا ہے) قاف کی ردیف پر بنایا گیا ہے (۲) قصیدہ کی بنا ابتداء پر ہے اور اس میں اقواء، اکفاء اور اصراف نہیں ہیں"

کہا کہ سیاہ غلام (موت) مجھے طلب کرتا ہے۔ اُس کی کائیں کائیں سے کراہیت رکھتا تھا فرمایا یہاں تک کہ اُسے اُڑا دیا۔ جب کوّا اُڑ گیا۔ قلبی بیہوشی رونما ہوئی اور اسی غشی میں اُس کی روح کا طوطی اس کے جسم کے پنجرے سے پرواز کر گیا اور یہ واقعہ بیس ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۸۰ھ میں ہوا۔ اور اس کی مدت سلطنت۔ کہ سیاست اور عدل کے بازار کی رونق سوائے اس کے خیال میں نہیں آتی۔ سترہ سال تھی۔ ؎

(۱) اس کے نیچے انہوں نے تخت زر رکھا۔ دیبائے زرد اور سنہری ٹپکے
اس کے شاہانہ بدن کو آراستہ کیا۔ گل، مشک اور کافور چاہئے تھے۔

چند روز اپنی رسم کے مطابق مقام مصیبت (سوگ) اور سوگواری کے لباس میں رہے ماہ رخ بیگمات نے زلفوں کی لٹوں کو ؎

(۱) نوچتے بال بکھیلے منہ۔ زبان شاہ شاہ کہتی اور روح شاہ کو ڈھونڈتی تھی

Marfat.com

(۲) سرکشوں کے سر گردِ غبار سے اٹ گئے۔ تمام آنکھیں خون سے پُر اور تمام کپڑے چاک چاک ہو گئے۔

اور اس واقعہ کی تاریخ کے لئے ایک ہمعصر نے یہ بیت دل کے دیباچے کا عنوان بنائے۔ سے

(۱) آباقا خاں جس کے عدل اور انصاف سے۔ جہان بہشت عدن کی طرح شاداب تھا ۱۹ ۲ (۲) سنہ ہجری سے ۶۸۰ اور بیس تھی۔ ماہ ذی الحجہ کی نہ زیادہ اور نہ کم تھی (۳) کہ صبح کے وقت دار بقا کو چلا گیا۔ اس دار فنا سے، اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

جلوس سلطان احمد بر تختِ سلطنت

"مراغہ" کے قیام کے زمانہ میں جب ملک کے حالات نے خلل پذیر ہونا شروع کیا تو بادشاہ کے تعیین کے لئے مشورہ اور مصلحت میں مشغول ہوئے۔ اور استخارہ اور طلب خیر قرعہ پھرایا۔ بڑے اور چھوٹے اور امرا نے جو حاضر تھے۔ یک سخن اور ایک زبان ہو کر قرار کہ بھائیوں میں سے تکودار بادشاہ بنے۔ اور اس سبب سے چونکہ وہ اسلام کا ہار پہنے ہوئے تھا۔ اُس کو سلطان احمد کہا۔ اسی مشورہ پر تمام کی رائے ایک ہو گئی اور قرار دیا کہ دو شاہزادوں اور امیروں کو جمع کرنے کے لئے اُڑنے والے ایلچی عقاب کے بازو رواں ہو جائیں اور "الاطاق" میں ایک جشن منائیں۔ اور احکام اور فرمانوں کی ہاں بچے اور احکام قانون کی حد باندھیں۔

ان کے اجتماع کے بعد سبزہ غمزدوں کے دل کی طرح پھوٹ آیا تھا۔ اور کوہ اور دشت کے اطراف کو سبز فرش سے آراستہ کیا تھا۔ اس زمانہ کے کاتب (مصنف) کی غزل و رد زبان ہو گئی۔ سے

(۱) بادِ نسیم سے عنبر کی خوشبو آئی گویا کوچہ دلبر سے آئی (۲) چمن کی خوشبوئے حسینوں کی زلفوں کی طرح۔ دل اور جان کا مغز معطر ہو گیا (۳) لالہ نے پیالہ اُٹھایا یعنے سُرخ شراب پینے کا وقت آ گیا (۴) نرگس تخت گاہ کی طرف بادشاہ کی طرح سر پر تاج رکھے ہوئے آئی۔ صفحہ ۲۲۰ (۱) یہاں تک کہ صبا نے

Marfat.com

پھول سے کہا کہ تو خوب ہے۔ وہ بھی شیریں قہقہے لگانے لگا (۲) بلبل کی گلے کے گانے کی آواز سارنگی کے نغمہ سے بہت اچھی نکلی (۳) دہانِ یار کے نمک سے غنچہ نے صبح کے وقت (ٹھنڈا) سانس لیا (۴) ہوا کے لطف سے باغ کا مزاج شرف کی غزل کی طرح شگفتہ ہوگیا۔

دُور دراز ممالک سے شاہزادے، بیگمات، اُمرا اور بادشاہ اس ستاروں جیسی انجمن میں جمع ہوئے اور جشن منایا کہ اس زینت اور ترتیب سے کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ نشاط اور طرب کی بنیاد، عدل کے فرش کی طرح بچھ گئی۔ اور دروازے کھولنے کی خوشخبری دینے والوں نے اس آواز کی سعادت سے ۵

"زمانہ میں حُسن و خوبی بڑھ گئی۔ جب سلطنت احمدؐ نے اسلام کی تائید کی" مرکز خاک سے محیط افلاک تک پہنچادی۔ تائید یافتہ ہاتھ والا احمد اور عادل۔ دل شاہ نے بلندی اور خوش بختی کی قبا کندھے میں ڈال لی اور اقبال کے پنجہ والا تاج مبارک سر پر رکھ کر۔ اتوار کے دن ۱۳ ربیع الاول ۶۸۱ھ کو تخت سلطنت پر ظاہر ہوا۔ شاہزادوں نے خوشی کے مارے۔ ٹوپیاں اُچھالیں اور عشرت کے پاؤں سے زمین روندا + (ناچے اور کودے) دولت روز افزوں کی دعائی مراسم اور مبارک جلوس کی تہنیت کے شرائط قائم کئے گانے والوں نے باربد کے نغمہ کو داؤدی خوش الحانی میں رنگین آسمان کی چھت پر پہنچا دیا۔ بیگمات اور کنواری عورتیں باغ نو بہار اور صد ہزار نگار کی طرح آراستہ اور ان کی زُلفوں کی بنفشہ نے ہر ایک کے کانوں میں غمازی سے یہ شعر پڑھا

۵ اے نازنین ترک! تو دل کو بڑھانے والا اور چاند کی شکل والا ہے۔ تو یار دلربا ہے اور عمدہ معشوق ہے۔ مصنف (۲) تیرے رخسار پر زلف اس طرح ہے جس طرح مشک چنبیلی پر ہو۔ تیرے عمدہ رُخسار پر پسینہ اس طرح ہے جس طرح پھول پر شبنم کے قطرے (۳) پھول حسد کے ہاتھ سے پیراہن چاک کرتا ہے جب اس نے تیرے جسم پر زریں پیشواز کی زینت دیکھی (۴) جب سے تونے سُرخ کلاہ اپنے سُرخ رنگ کے چہرہ کے اوپر (سر پر) رکھی ہے قمر کی کلاہ گر گئی

اُس بہشت آثار بزم کی موافقت میں بارش کے قطروں کے موتی، سیاہ پوشین پوش بادلوں کے ہاروں سے گرتے تھے اور باد شمال کا پیراہن ماہ رُخ حسینوں کی زُلفوں کی طرح

عنبر اور مشک چھڑکتا تھا۔ بارش کے قطروں نے عہدوں کی تجدید کے لئے "اللہ تعالیٰ رحمت کے آثار کو دیکھو کس طرح زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد" کے بستر، ٹیلوں اور وادیوں میں بچھا دئے۔ اور پرندوں نے، مختلف زبانوں میں "جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا" کی نشانیوں سے گواہی دی۔ جہان میں شور و شر کے بعد، خوشی اور مسرت حاصل ہوئی! ورکاموں ہار ٹوٹ جانے کے بعد پھر پرو دئے گئے۔

دینِ محمدی (اسلام) نے دولت احمدی (سلطنت احمد) سے تازگی اور سرسبزی از سرِ نو حاصل کی۔ زمانہ کے سانس، سلطان کی دعا کے پھیل جانے سے خوشبودار ہو گئے۔ اور زمانے کے خیمے اس کی تعریفوں کے طول دینے کی طنابوں سے باندھے گئے۔ منبروں کے تختے (عود) اس کے القاب فاخرہ کے ذکر سے شاخ گلبن کی طرح شگفتہ ہو گئے اور سکّہ کے چہرہ نے اس کے نام کے نقش کی خوشی "چہرہ ہے اپنے رب کی طرف دیکھنے والا" کی صفت حاصل کی۔

جب بادشاہ زادے آداب بجالانے اور شراب پینے سے فارغ ہوئے۔ تو بارش با ہر ایک نے خدمات کے رسومات سے آگے بڑھ کر ملاقات کی۔ سب سے پہلے سخاوت اور احسان کی بارش، دُور اور قریب کی تمنّاؤں کے کھیت پر برسائی۔ اور تمام لوگوں کو انعامات کثیر خلعت ہائے فاخرہ اور عزتیں عنایت کیں اور مخلوق کو کامل احسانات اور اپنی مہربانیوں اور الطاف کے قبالوں میں سے بڑا حصّہ عطا کیا ؎

وہ تخت پر کامیاب اور خوش بیٹھا۔ پُرانے خزانوں کے دروازے کھول دئے۔

ص۲۲۲ حکم دیا کہ نقد، زر، جواہرات، بالش (سکّہ کی قسم ہے) اور نئی پُرانی جڑاؤ اشیاء جو اپنے نیک بزرگوں اور آقا آباقا خان سے باقی رہے تھے اور برسوں قلعہ کے خزانہ اور دیگر اطراف میں مہیّا ہیں۔ ے آئیں اور بھائیوں، اولاد، چچاؤں، بیگمات، بہوؤں، بیٹیوں، بہنوں، دس ہزاری، ہزارہ، صدا اور دس تک کے امرا اور تمام لشکر میں تقسیم کر دیں اور خزانوں سے سوائے اس ذکرِ جمیل اور اپنی دولت کی دعائے خیر کے کوئی ذخیرہ نہ چھوڑا ؎

(۱) تیرا ہاتھ جہان کا نفع ہو گیا، کیونکہ وہ ہاتھ۔ ایک کان ہے اور نہ صرف کان ہے۔ بلکہ کان کو لٹا دینے والا ہے (۲) تیری محبت دُنیا کی مصلحت ہو گئی کیونکہ وہ

Marfat.com

محبت - جان ہے اور نہ صرف جان ہے بلکہ زندگی کو بڑھانے والی ہے -
خاص و عام کا دل انعام کے دانہ سے کامیابی کے جال اور اپنے مقصد کی قید میں لایا۔
اس عطاء سخاوت اور خزانوں اور دفینوں کو حقیر سمجھنے سے اُس کی شاہانہ عنایات کے علامات
اور نقوش زمانے کے دفاتر کے صفحوں پر نقش ہو گئے - اور اطراف ممالک میں احکام روانہ فرمائے
جو سخاوت اور بخشش کے ہاتھ کے فراخ ہونے اور جور و ستم کے روکنے کی بشارت دینے والے تھے
اور ارکان عدل کے بلند ہونے اور مہربانی کی بنیاد کے مضبوط ہونے پر مشتمل ہے -
اور کار مملکت کو شروع کرنے سے پہلے - بغیر کسی کی یاد دہانی کے ایلچی بھیجا اور صاحب
علاؤالدین کو - جو دنوں اور راتوں کے جال میں قید تھا اور بے پرواہ فلک کے تیروں سے
زخمی تھا اور پریشان حال تھا اور اس کا کام کثرت نامرادی سے زمانہ کا مغلوب تھا دشمنوں کے
فریبوں سے آزاد کیا - اور ظاہری اور معنوی قیدوں (حساب توفیرات) سے اُسے باہر نکالا - اس کا
ناراض بخت، صلح کرتا ہوا واپس آیا اور اقبال کا دشمن استقبال کرتے ہوئے کہتا تھا اور غنچہ کی
طرح کھال میں ہنستا تھا۔ ؎

یہی وہ بات ہے امیدیں جس کے انتظار میں تھیں - چاہیئے کہ لوگ پوری کریں اللہ تعالیٰ
کی نذریں جو انہوں نے مانی تھیں۔

ص۲۲۳ کسی وقت طبع نے ان ابیات کے خوب کہنے میں سخاوت کی تھی جو اس موقعہ سے
مناسبت رکھتے ہیں ؎

(۱) میری بے حد تاریک رات پر صبح کے آثار ظاہر ہو گئے - میرے غم کے قفل نے فتح
کے آغاز سے کنجی پائی (۲) امید کی کھیتی لطف کی شبنم سے کھل گئی - مسرت کی شاخ
کی ٹہنی پر ایک دفعہ پھر بادِ صبا چلی (۳) عمر کی کشتی جو بحر فنا میں غرق ہو رہی تھی
بادِ موافق ایسی آئی کہ کنارے کے نزدیک پہنچ گئی (۴) دشمنوں کا جادو اور [illegible]
مثال کے طور پر - ایک ہوا تھی جو کسی نے شیشہ کے پیٹ میں پھونک دی [illegible]
سب کافور ہو گئے (۵) دل نے اگر ظلم کے کانٹے دیکھے تو نداکا [illegible]
گلستانِ امید سے بھی ایک مراد کا پھول چنا (۶) پیالے میں عطر شراب ڈال اور
یاد نہ کر - اگر میری دونوں آنکھوں سے خون کے قطرے ٹپکے (۷) آج میرے [illegible]
غم کو ختم کرنے والے جام کو رکھ - کیا ہوا اگر کل میرے دل [illegible]

ہاتھوں تل چپٹ جکھی (۸) اگر آسمان نے عمداً دو تین دن کوتاہی کی۔ تو میسر
بخت نے آج تلافی مافات کی اور اس سے بدلہ لیا (۹) اپنے عیش سے خوب لطف اٹھا
اور فکر کا مغز نہ جلا۔ کیونکہ زمانے میں مراد مندی کی بو کسی نے نہیں سونگھی۔

"قریب ہے کہ جزا دیگا اللہ ان کو ان کے کاموں کی" کے حکم کے مطابق مجد الملک کو گرفتار کر کے اسی قید میں مقید کر دیا اور صاحب کے مددگاروں کے سپرد کیا۔ زنجیروں کے وقت کینہ سے "اللہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب" کا شور اس کے کانوں میں بغیر کوشش کے ڈالا۔ اور لوہے کی زنجیریں بے وفائی کی وجہ سے نہیں بلکہ عذر کے طور پر اس کے پاؤں میں جو نہایت سزاوار تھی۔ اور دو شاخہ لکڑی نے ازروئے ثقل اور خود بینی کی امید سے نہ کہ دل کی آرزو اور محبت کی راہ سے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں کس کر ڈال دئے اور جس قدر میخ کو سرزنش کرتے (ٹھونکتے تھے) اور وصال زیادہ حاصل کرتی تھی اور کہتی تھی کہ "سر کو اس کے کام کے مطابق اور بار کو اس کے سر پر رکھونگی" آخر عمر تک اس سے (مسمار) دور نہ ہوئی۔ اس کے وجود کے اجزا پر "ایسی زنجیریں جن کی ماپ ستر ہاتھ ہے" کی صورت ظاہر ہوئی۔ اپنے برے افعال اور غیر صاف اعمال کے ہاتھوں چند روز عذاب کی قید میں رہا۔

صفحہ ۲۲۴ صاحب علاؤ الدین نے اپنی ذاتی خوشحالی کے کمال اور فطری عادت کی خوبی سے چاہا کہ اختیار کے زمانہ میں معافی کی خلعت، جو اعلے خصلت اور بلندترین مرتبہ فضیلت میں سے ہے۔ اسے عطا کرے اور پاکی نفس کے نتائج سے قیس بن احنف کے حلم کی کہانی کو منسوخ کر دے۔ تمام مخلصوں، خادموں اور مددگاروں نے ملامت کی زبان دراز کی۔ اور حقیقت درست تھی جو آخر مشاہدہ میں آئی اس دولت آشیان آستانے کی بڑی بڑی بخششوں اور احسانوں کے مقابلہ میں اس کے نفس کے جوہر کی خاصیت نے کس طرح ظہور پایا اور اس حال میں حق اور مخلوق کی بال بھر رعایت نہ کی۔ آج جبکہ بہت سے گڑھا کھودنے والے اس میں گر جاتے ہیں "کے گرد پھرتا ہے" اور اپنے ہاتھ کے لگائے ہوئے درخت سے انتقاموں کا پھل توڑتا ہے۔ عقل سلیم کب روا رکھتی ہے کہ عادی حلم کی اجازت سے اس مظلوم صورت ظالم کو دوبارہ دنیا میں ہے اور پھر ایک دنیا کو اس کے جور اور ظلم کے ہاتھوں میں گرفتار کرتا ہے۔ حکما نے اجازت نہیں دی کہ دشمن کے قتل پر جلدی کریں۔ اور جب تک اس کے فریب سے بچنے کا امکان اور دفع کی طاقت ہو اس طریقہ کو لازم کرنا چاہئے اور چونکہ محقق لوگ جانتے ہیں کہ

Marfat.com

اگر اُسے دسترس اور طاقت ہو تو لا محالہ سوائے قلع قمع کرنے کے راضی نہ ہوگا۔ ضروری ہے کہ موقعہ کو ضائع نہ کرے اور روئے زمین اور دل کے میدان کو اُس کے ناپاک خیال اور بدی کے ارادے سے پاک کرے اور چندروزہ عمر میں وسعت اور اجل میں تاخیر ہو اُسے شادمانی کی صبح سے ملائے اور زندگانی کی کشائشوں کا سرمایہ سمجھے ؎

پانی کا ایک گھونٹ دشمن کے مرنے کے بعد۔ ستّر سال کی زندگی سے زیادہ خوشگوار ہوتا ہے۔

اور اس حالت میں بہت سے لوگ مغلوں اور مسلمانوں میں سے تلوار اور خنجر سے مسلح منتظر کھڑے تھے کہ کس وقت حکم ہوتا ہے (قتل کا) کہ اچانک صاحبی کے مددگار اُسے باہر لائے اور ایسے ہی چشم زدن میں قربانی کے جانوروں کی طرح۔ کہ لوگ اس کے اعضا اور اجزا کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے اور چیتھڑے اور ٹھکڑوں کے کھینچنے کے مشتاق ہو رہے تھے [illegible] اور اس کے خون کو شراب کے خون کی طرح ایک دم پی گئے [illegible] کھینچتے تھے اور [illegible] تھے۔ یقیناً چغلی کا سر انجام اور حسد کا نتیجہ [illegible] صاحب کرم خاندان اور سخاوت کی جڑ کے ساتھ جو صاحبان نعمت ہوئے ہیں اسی طرح ہوا کرتا ہے۔

اس کے بعد اُس کے اعضا میں ہر عضو کو اطراف ممالک میں ہر طرف بھیج دیا۔ چونکہ شر کا سر بغداد میں نکالا تھا اور گالیاں دیتا تھا (اس لئے) اس کے سر کو وہاں (بغداد) بھیج دیا۔

حکایت بیان کی کہ ایک شخص نے سو دینار دئے اور اس کی زبان کو کاٹ لیا اور تبریز لے گیا اگر (مجد الملک) زبان کے سر کی حفاظت کرتا (چپ رہتا) تو انجام کار سر کا نقصان نہ کرتا (یوں نہ مارا جاتا) ؎

(۱) اگر تیری زبان رازدار ہوتی پھر تلوار کو تیرے سر پر کیا کام ہوتا (۲) اگر تیرا دل فضول کی جستجو نہ کرتا۔ تو پھر تیرے سر کی جگہ دار (سُولی) پر کیوں ہوتی۔

اُس کے پاؤں شیراز بھیج دیئے۔ یعنے جو چغلی کا [illegible] زیادتی کی تھی اور بے ادبی کرنے میں ہاتھ کو پاؤں [illegible] جوانمردی سے عراق پہنچا دیئے۔

اسی حال کے متعلق بہاؤالدین جامی کا (شعر) ہے۔ ؎

وہ چاہتا تھا کہ آسمان تک ہاتھ پہنچائے (مرتبہ حاصل کرے) [illegible]

درسائی نہ ہوئی) لیکن اس کا کٹا ہوا ہاتھ پہنچ گیا۔
صاحب علاؤ الدین کو رائے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالٰے کی نعمت اور احسان کو جو تم پر کیا جب ایک قوم نے ارادہ کیا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھائیں تو روک دئے اللہ تعالٰے نے انکے ہاتھ اور خدا سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے" کے فرمان کے مطابق شکریہ کا حق اور حق تعالٰے کا شکریہ فرض ہوگیا اور یہ رباعی کہ صورت حال کو ظاہر کرتی ہے اہل زمانہ میں سے ایک نے بنائی۔ ؎

ص۲۲۶ (۱) تو دو تین دن کے لئے دفتر مکر کا سردفتر ہوگیا ملک مال اور عزت کو ڈھونڈنے والا بنا (۲) تیرے اعضا میں سے ہر ایک کو ایک ولایت نے لیا۔ خلاصہ یہ کہ تو ایک ہفتہ میں جہانگیر ہوگیا۔

افسوس! آدمی زاد جو پانچ روزہ حقیر مال کو حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو اس جہان میں دوزخ کا ایندھن بناتا ہے اور اس جہان (دنیا) میں غیر حاصل چیز کے ورد میں مبتلا ہو بدنامی کا ذخیرہ اور ناکامی کا نتیجہ جمع کرتا ہے۔ ؎ (از مؤلف)

(۱) میں نے مانا کہ تو اس تک پہنچ گیا جس کو تو طلب کرتا ہے۔ میں نے مانا کہ تو اس طرح ہوگیا جیسا کہ ہونا چاہیئے (۲) جس نے کمال حاصل کیا اس کا انجام زوال نہیں ہوتا؟ جو کچھ چرخ مینائی نے دیا کیا پھر واپس نہیں لے لیا۔

(۱) وہ کب اس زمین پر سر نیچا کرتا ہے؟ ہر وہ شخص جو سرداری کا خیال رکھتا ہے (۲) وہ شخص جو سوائے دوست کے کچھ نہیں پہچانتا۔ اور سوائے یار کے کسی چیز کو شمار نہیں کرتا (۳) وہ اپنا نام درمیان سے مٹا دیتا ہے۔ اپنا مطلب زمانہ سے اُٹھا لیتا ہے۔

ص۲۲۷ شاہی حکم سے حکومت بغداد بدستور صاحب علاؤ الدین کے سپرد ہوگئی۔ اور قدیم سے زیادہ سلطان احمد نے اس کو تحائف دئے اور خاص خلعت اور جھنڈا دیا اور زمانہ اپنے کئے سے معافی مانگی۔

ہر چند صاحب کے دل میں گوشہ نشینی کی نیت موجیں مارتی تھی اور نہ چاہتا تھا کہ پھر بڑے کام اور گہرے دریا (حکومت بغداد) میں غوطہ لگائے اور ظالم زمانہ کی جزا اور کمینہ شوم مرتبہ اور مال کی محبت کے بدلہ دینے کے لئے فراغت (گوشہ نشینی) کے زمانہ میں لذتوں کو بر

جاننے اور راحتوں کو باطل سمجھنے میں پیش قدمی کرے۔ مگر وہ بادشاہ جو قریب تر زمانہ میں تخت سلطنت پر متمکن ہُوا ہو۔ بغیر سفارش کے ذرائع اور چاہنے والے کے اس قدر شناہانہ مہربانیاں اور خسروانہ رحمتیں مبذول کرے اور اُسے (علاؤ الدین) دو غرقابیوں طعنوں اور ہلاکت سے رہا کرے اور مخالف خصم اور حاسد دشمن کو اس کی ہر چیز کے ساتھ، جو اس نے اُس سے لُوٹی اور چھینی ہو عرصۂ حکومت میں، حاصل کرکے اُس کے سپرد کرے، کس طرح اُسکی بات کو ردّ اور حکم کو روکنا عقل اور عرف کے مذہب میں رخصت یافتہ اور اجازت دیا ہُوا ہو سکتا ہے؟

ان وجوہات سے عہدہ کو گلے میں ڈالنے اور اُس کے ذمہ وار بننے سے اجتناب نہیں کرسکتا تھا اور خود رسم قدیم پُرانی علّت اور خُو گر عادت ہے کہ آدمی اس خاکدان (دُنیا) میں اور اس محل باد (دنیا) کا حاصل تکلیف کے وقت ایام دولت کو یاد کرکے طبیعت کو جوش دیتے ہیں اور خوشی کے دن غم کی رات کو بھُول جاتے ہیں۔ اور بیشک دُنیا کا کام جب سے دُنیا ہے۔ بے ثبات، بے قرار، جلد گذرنے والا اور ناپائدار رہا ہے۔

مردوں کی طرح کا اور ابراہیم ادہم کی صفت کا آدمی خوش ہے کہ اس بیوفا دُلہن (دُنیا) کو زفاف (پہلی رات جب دولہن اور دولہا اکٹھے ہوتے ہیں) کی پہلی رات میں ہی اطمینان سے نہ کہ منافقت سے تین طلاقیں چادر کے کونہ میں باندھ دیں اور آشیانۂ قناعت، کے کونہ میں جو سکون قلب کا گنج خانہ ہے خوش اور آزاد بیٹھ گیا۔ اب قلم کا قدم عادت کے راستے سے پھر مقصود کے راہ راست پر رکھتے ہیں۔

سلطان (احمد) نے مہمات مُلکی کو درست کرنے اور مصالح سلطنت کو جاری کرنے کی طرف توجہ کی، نیابت کی راہ سونغونجاق نوئین کے سپرد کر دی، (نائب سلطنت بنایا) اور منصب صاحب دیوانی پر بدستور سابق صاحب علاؤ الدین کو مقرر فرمایا ... کے انتظام اور بند و بست کو اُس کی محکم رائے اور مضبوط فکر پر چھوڑ ... اور ملّت کی رونق مقررہ حالت سے بڑھ گئی اور شہر اور لوگ اپنی کوششوں کی خوبی اور تدبیر کی برکت سے پُرامن اور آباد رکھا اور لوگوں کو فریدوں کے عدل کی کہانی بھُول گئی۔ اور دین محمّدی (اسلام) کا باغ - عدل احمدی (سلطان احمد) کی نسیموں سے ... شاداب اور تازہ ہوتا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کے قاعدہ کے مطابق ہر بیغ کو فرمان اور ایلچی کو

رسول کہتے تھے۔

اور ایلخان (سلطان احمد) شراب پینے سے اعراض کرتا تھا اور کبھی کبھی شراب جو کی طرف توجہ کرتا تھا۔

اور شیخ کمال الدین عبدالرحمن الرافعی کو سابقہ واقفیت کی وجہ سے انعامات عطا کئے اور اس نے قربت کا رتبہ پایا۔ اور شیخ الاسلامی اور ممالک کے اوقاف، آب جیحوں سے حدود مصر تک کی تولیت اُس کے نظر اہتمام میں کر دی۔ اور حکم ہُوا کہ اوقاف کے تمام مال وقف کرنے والوں کی شرط کے مطابق نواب شیخ کمال الدین، ائمہ کبار اور علمائے نامدار کی واقفیت اور آگاہی کے لئے استحقاق کی جگہ تک پہنچا دیں اور یہود اور نصاریٰ کے طبیبوں اور منجموں کی تنخواہیں روزینے اور وظیفے جو حکام کے تعصب سے اوقاف کے دفتر کے کاغذات میں ہمیشہ درج ہوتے تھے۔ ساقط کر کے ان کے نام سے انہیں تبدیل کر دیئے۔ اور حاجیوں کے قافلوں کے سامان مہیا کرنے اور بیت اللہ کے راستہ کی ضروریات کو ترتیب دینے میں پوری تاکید کے ساتھ احکام نافذ ہوئے۔ اور اس طرح مقرر ہو گیا کہ عزت والے حرمین (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) اللہ تعالےٰ اُن کے شرف کو زیادہ کرے کے اوقاف کی آمدنی جمع کر کے ہر سال حاجیوں کی روانگی کے وقت بغداد بھیج دیں تاکہ صاحب علاؤالدین اس کو کعبہ کے خادموں اور عزت والے گھر (بیت اللہ شریف) کے خزانچیوں تک پہنچا دے اور بے نام مجہولوں کے مقامات، اور عبادتگاہوں اور نصاریٰ کے گرجوں کو اہل اسلام کی عبادتگاہیں اور مسجدیں بنا دیں۔ اور ان مذہبی مہموں کے لئے حضرت کے مقربوں اور خواص میں سے ہر طرف ایک کو روانہ فرمایا اور اہل علم اور مفتیوں کی خوشامد اور زاہد، متقی، مشائخ ص۲۲۹ صوفیہ اور فقرا کی تعظیم ہزار گنا بڑھ گئی اور شیخ کمال الدین عبدالرحمن رات دن کا ملازم ہو گیا (ہر وقت ساتھ رہنے لگا)

(شمس الدین) صاحب دیوان نے شروع ہونے کے آغاز اور دخل ہونے کی ابتداء میں بادشاہ کے حضور میں عرض کیا کہ ہر سال اسی تومان سونا خواتین اور شہزادوں کے گروہ کی خوراک اور تحفہ لشکر کی مدد کی ضروریات پر خرچ ہوتا ہے اور اگر رقم خواجہ فخرالدین ایداجی کے خاص کاموں پر لگ جاتی ہے اگر حکم ہو تو میں امسال اپنے خاص مال سے اس مہم کو پورا کروں۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور شاہی فرمان نافذ ہو گیا کہ خواجہ فخرالدین ایداجی خوراک کے کام میں دخل نہ دے۔

Marfat.com

صاحبی کی ہمت نے اس سال خوراک کے ضروریات کو ضرورت کے مطابق جاری کیا اور بیان کیا کہ چالیس تومان زر سے زیادہ خرچ نہیں ہوا۔ اس حد تک کہ جو کچھ انہوں نے گڑبڑ کی ہے یا تو تلف ہوا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یا ان کی جاگیر بنی ہے اور صاحب (شمس الدین) کی نفرت کا باعث، خواجہ فخر الدین کے ساتھ، یہ تھا کہ سلطان احمد نے ابتدائے جلوس میں سابقہ خدمات اور قریبی تعلقات کی بنا پر جو بادشاہ کی خدمت میں حاصل تھے حکم فرمایا کہ وہ صاحب دیوان بنے، کمال انصاف سے یہ عذر کیا کہ "میری تدبیر کا حلقہ تمام مصلحتوں پر احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور آفتاب کے ہوتے ہوئے بودے عورتوں کے (ٹمٹماتے ہوئے) چراغ سے روشنی حاصل کرنا دانائی کا تقاضا نہیں ہوگا۔ اگر بادشاہ مہربانی فرمائے تو اسی پرانی عادت اور مالوف شان سے، جس کے ساتھ میں اپنے آقا (آباقا خان) کی خدمت میں موسوم ہا ہوں کام کروں اور اوامر و نواہی کی تعمیل کے لئے کمر باندھوں"۔ سلطان نے اس کے عذر کو ترجیح دیا اور آخر مطبخ شاہی کا کام، جو ہولناک بھنور اور بے کنارہ دریا تھا اس کی کفایت کے کمال کے سپرد کر دیا۔

مندرجہ بالا وجہ سے صاحب کے دل میں اس کے لئے تغیر پیدا ہو گیا اور سوائے اس تدبیر کے جو روح القدس کے رہنما کے لئے مناسب ہے، مطبخ شاہی کی ضروریات کو چلانے کے التزام سے اپنے خاص اموال سے صرف اس کے مقابلہ کے لئے کسی خیال نے منہ ۱۲۳ نہ دکھایا (صرف یہی تدبیر سوجھی)

اور ۶۹۲ھ میں کہ ان سطروں کے لکھنے والے کا اس طرف کے سفر کے ارادہ کا اتفاق ہوا اس فرد یگانہ (فخر الدین) کی خدمت میں سعادت حاصل کی طرح طرح کی مہربانیاں پائیں ایک مصور شخص اور بلند مراتب کے ایک عالم کی صورت میں ہمت کے تخت پر فرمانبردار نفس والا اس کی گفتگو جاری پانی کی طرح روح افزا اور لطف طبع شراب کے جوہر کی طرح خوش ... لا اور نظم فارسی کی کاریگری اور ڈھالنے میں اس کی نظم چشمہ کے پانی ... ور لطافت کی پوشاک میں گل اور نسرین سے زیادہ خوبصورت ہے۔

(۱) ہاتھ کا سخی، دل کا عادل ایسا کہ اس کی قسمت میں بخل اور ظلم سے کوئی حصہ نہیں آیا، مگر (۲) شراب کا پیالہ ساقی خوشی دیتا ہے (یہ اس کا بخل ہے) اور قلم کا سر بغیر خطا کے تلوار سے کاٹ ڈالتا ہے (یہ اس کا ظلم ہے)

جس وقت کہ آنکھیں اس کے چہرہ سے روشن اور سُرمگین ہوئیں بغیر تعلق خدمت اور بغیر وسیلۂ معرفت کے جو بزرگتر مہربانیوں کی جاذب اور اختلاط اور انبساط کا باعث ہوتی ہیں۔ دلجوئی کی امداد پیچھے لگ گئی۔ اور طبیعت کی حرکت سے فضائل کے حاصل کرنے میں استعداد کے مطابق رغبت صادق اور میلان کامل ظاہر کیا اور اس وجہ سے کہ ہرگز مسافرت کی سواری اور وطن اور ہمسنوں کی جُدائی کی تکلیفوں اور دُشوار سفروں کے برداشت کرنے کا اتفاق نہیں ہُوا تھا کبھی کبھی سفر کے ایام کی درازی اور احباب اور وطن کی جُدائی کی تشویش سے اس بیت سے

" کس سے ہم مشغولیت نہ اپنے لوگ ہیں نہ وطن۔ نہ ہمنشین، نہ پیالہ اور نہ بال نہ پیچھے بہانہ جوئی کرتا۔

جب ملاقات حاصل ہوتی تو وہ باوجود مشاغل کی کثرت اور موانع کے ہجوم کے لُطف طبع کی بساط کو فراخ بچھا دیتا اور اس کے ساتھ اچھی گفتگو، تعلق خاطر کے اظہار، شعر خوانی اور ہم صحبتی سے جدائی کی وحشت ؁۲۳ زائل ہو جاتی۔ اور آرزوؤں کے پُورا کرنے اور مہموں کو انجام دینے میں گفتار اور کردار سے مہربانی کرتا اور تکلیف اُٹھاتا اور چونکہ زبان "وہ نہیں بولتا ہے" کا عذر رکھتی تھی اُن اخلاق کی خوشبوؤں لُطف فرمائیوں کے مقابلہ میں میں کہتا

اے شخص، تُو جہان میں "نادر" ہے اور بندہ تیرے شہر کا "مسافر" ہے۔ "غریب" پروری کی۔ رسم تجھ سے عجیب کیونکر ہو سکتی ہے۔

اور جب اس کی دولتمندی کے میدان کی فراخی، جو اس کی بلند ہمت اور سخاوت کے میدان کے لائق، مشاہدہ میں نہ آئی تو دل میں خیال گذرا کہ ایسا اللہ کی تائید یافتہ شخص جو تیس سال کے عرصہ تک گردوں غلام پادشاہوں کی خدمت میں نظر عنایت سے دیکھا جاتا رہا اور اُن کے بڑے بڑے کاموں کا ذمہ وار رہا اگر آفتاب کی طرح سونے اور دینار کے حاصل کرنے پر نظر رکھتا یا شگوفہ کی طرح چاندی کے سامان کی آرزو رکھتا تو جہان کے خزانے اسے حاصل ہوتے۔ مگر افسوس یہ توفیق یافتہ مرد، روشن رُوح عقلمند جس کے فکر کی آنکھ بصیرت کی روشنی کے سُرمہ سے روشن ہو کب اس رنگدار مٹی (زر) سے بچوں کی طرح مانوس بلکہ متوجہ ہوتا ہے اور اس جہان کی جاہ و حشمت اور فانی دنیا کے روپیہ پیسہ وغیرہ سے۔ ذکر باقی کا اکتساب کر دوسری زندگی کی حقیقت جس کے سوا کچھ نہیں کیونکر اختیار نہ کرتا۔

Marfat.com

اور اب بھی حال کی زبان بغیر گفتگو کی تکلیف کے ایک گواہ عادل کی ہے کہ طبعی سخاوت کے مشاہدے اور حقیقی کرم کے نتیجہ کے ذریعے سے مصاحبت کے تھوڑے عرصہ میں بعد اسکے کہ وہ اس آستانۂ غرور (دنیا) سے خوشی کی منزل (بہشت) میں پہنچ گیا اور اس کے ناز، نعمت اور عذاب کا کوئی نشان نہیں رہا۔ صرف کاغذ کے دو تختوں کے صفحوں پر قلم کے چلنے سے سیاہی کے لعاب کے قطروں کی مدد سے کس طرح مطالعہ کرنے والے اس کے ذکر جمیل کو اس عریضہ سے۔ ـــ ۵

ص۲۳۲ یاد کسی جوان کی بعد اس کی موت کے اس کی زندگی ثانی ہے اور ضرورت
اس کو اتنی ہے جو وہ کھا پی لے۔ اس سے زیادہ خوش زندگی کی تمنا محض شغل ہے

لکھتے ہیں اس تمہید کو طول دینے سے مقصد یہ ہے کہ ایک روز اس علاقہ کے اہل فضل اور مشہور لوگوں کی ایک جماعت جو خدمت میں طواف کرنے والے اور محرم راز تھے مجلس انس میں حاضر ہوئے اور ایک لحظہ غیر کی قدرت کو بند رکھا۔ اس گفتگو کے درمیان جو ہو رہا تھا شمس الدین "اللہ اس پر اپنی رحمت کی بارش برسائے" کا ذکر جو اخبار کی پوشاک کا نقش اور کہانیوں کے ہاروں کا بڑا موتی ہے۔ آیا اس (کتاب) کے مصنف نے اس نفرت کے اسباب، جو صاحبی کے روشن دل کو اس (خواجہ فخر الدین) فرد وحید کے ساتھ حاصل تھی۔ اور پہلے اس کے متعلق اشارہ ہو چکا ہے۔ دریافت کئے اور تعجب کیا۔ سخت اور پختہ قسموں سے شک کا پردہ بصیرت کے سامنے سے اُٹھا دیا اور بیان کیا کہ "اس صاحب قران کی خدمت کے ساتھ خصومت کا کوئی داغ اور دشمنی کا کوئی عیب نہ تھا۔ مگر جس قدر میں محبت کے کعبہ کے گرد طواف کرتا تھا اور قبلۂ اخلاص کی طرف توجہ کرتا تھا۔ صاحبی کے دل کو زیادہ متنفر پاتا تھا اور نفرت اور تنگی دل زیادہ مشاہدہ میں آتی تھی۔ اور باوجود اس کے کہ اس کی مہربانی اور اپنے حال کی اصلاح کو معتاد ہو جانے کی گرہ میں پایا۔ اور عنایت، باہمی اُلفت، رعایت اور حلیف ہونے سے نا امید میں اس کی دولت کا بدخواہ اور اس کے مرتبہ کا قصد کرنے والا تھا اور [illegible] مراسم خدمت اور مبالغۂ صفت میں کثرت کرتا تھا۔

اور دلیل اس پر مطلع شاہی کے کام سے اجتناب کے زمانے میں جب مجھے معرض مؤاخذہ میں لایا تھا یہ دو تین بیت جو زیور فارسی میں حقیقۃً خلل سے خالی ہیں اور لطف طبع کے منبع اس کے الفاظ سے جاری ہیں میں نے تصنیف کئے اور اس کی خدمت میں بھیجدئے

(۱) ہمیں ناامید نہ کر کیونکہ ناامید۔ تمام لوگوں کو ذلت کی آنکھ سے دیکھتا ہے
(۲) نہیں ڈرتا اور تمام چیزوں کو سوچتا نہیں۔ سوتا اور بہت خواب دیکھتا ہے
(۳) زیب دیتا ہے اگر مرد عاقل فرصت کے وقت۔ دل کو رد کے اور عمل میں غور کرے۔

ان اشعار نے "صاحب" کے کانوں میں کوئی اثر نہ کیا اور یہ قطعہ (ذیل) عجیب ترکیب اور لطیف تمثیل کے ساتھ رحمت نامۂ آسمانی (قرآن کریم) کی آیت سے، جو مشتمل ہے لطیف دھمکیوں اور جرائم کے اعتراف پر۔ انشا کا ساقی ہوا اور انشاد (شعر پڑھنا) کا مرہون (قطعہ)

(۱) ۵۵ "لو تری" (ہم نے دیکھ لیا) مجرموں نے تیرے سامنے پڑھا۔ تیرے عفو کی ہمت نے اپنی عظمت کی وجہ سے (۲) از راہِ مہربانی آیت ۵۶ "ولکن" کو۔ نہیں پڑھا۔ کیا خوب رحیم اور کریم ہے۔ (۳) تعظیم کے لئے اور اس معنی کے خلاف۔ میں نے ایک نکتہ حاصل کیا جو دُرِّ یتیم کی طرح ہے۔ (۴) تو کریم ہے اور تو نے کریم کام کیا ہے۔ فی الواقعہ سیب دو ٹکڑے کیا گیا ہے (یعنی معاملہ برابر ہو گیا)

ص۴۲۴ اس قدر عذروں کے سابقوں اور مقام استغفار میں قیام کرنے کے باوجود "صاحبی" کی نفرت کی گراہوں سے ایک معمولی سی گرہ بھی سست نہ ہوئی اور طرح سے ایک غلام کی تلافی کے فکر میں نہ ہُوا۔ بلکہ دیگر اسباب کا مرہون ہو گیا۔

جب یہ حکایت ادا ہو چکی تو حاضرین میں سے جو حالات سے واقف تھے اس نے شہادت طلب کی ہر ایک نے ایک داستان موافق اس طریقہ کے اور مناسب اس طرز کے بیان کی۔

افسانہ اور باطل حکایتوں کے لکھنے اور احوال زمانہ کے طرح طرح کے عجائبات بیان کرنے کے بعد پھر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

سلطان احمد قواعد عدل اور انصاف کے بچھانے اور ابواب ظلم اور تنگی کو بند کرنے میں بہت مبالغہ کرنے والا کفائے صاحب دیوان" نے بیان کیا کہ "چونکہ مضبوط اعتقاد والا بادشاہ

---

۵۶ لیکن ازل سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ہم جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دیں لہٰذا جو تم آج کی حضوری کو بھولے ہوئے تھے اس کا مزہ چکھو۔

۵۵ اے رسول اگر مجرموں کو دیکھو گے کہ روز حساب اپنا سر جھکائے اپنے خدا کے سامنے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خدا ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا تو ہم کو دنیا میں واپس کر دے کہ نیک کام کریں اب ہم کو قیامت کا یقین ہے ۱۲

Marfat.com

اسلام کے جھنڈوں کو بلند کرنے اور دین محمدی، "اس کے صاحب پر سلام ہو" کے جاری کرنے کی فشانی کو شہرت دینے میں سچی رغبت اور صاف نیت رکھتا ہے۔ بلاد مصر اور شام کے بادشاہوں کے ساتھ موافقت کا اظہار اور صلح کا اعلان اختیار کرنا چاہئیے تاکہ مخالفت کی تلوار دونوں طرفوں سے غلاف میں چلی جائے اور تاجروں اور مسافروں کے آنے جانے کا راہ بغیر تردّد کے کھل جائے۔ اور تشویشوں کا مادّہ اور جھگڑوں کی جڑیں ایک دم منقطع ہو جائیں اور جڑ سے اُکھڑ جائیں اور اگر کسی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے امداد کی ضرورت پڑے تو دین میں اتّحاد اور مسلک یقین کو پکڑنے کے پُشت پناہی اور مددگاری میں کوشش کے قدم سے کوشاں ہوں۔ اور تابعداری اور اطاعت کی شرائط کی رعایت کریں اور اختلاط کی شہرت کے مشہور ہونے اور ایک دوسرے کے شریک ہونے کے ذکر کے پھیل جانے سے اہل اسلام کے دل مطیع اور نافرمان شہروں اور اطاعت کرنے والے اور سرکش علاقوں میں بادشاہ کی غلامی کی طرف "اللہ تعالےٰ زیادہ کرے اس کو محبّت اور مسرت میں" مائل ہو جائیں۔

چونکہ یہ بات خالص مصلحت پر مشتمل اور مُلک و ملّت کے بڑھنے اور رونق کا موجب تھی لہٰذا حکم نافذ ہوا اور شیخ کمال الدین عبدالرحمٰن کو ایلچی گری اور سفارت پر مقرر کیا جو بشارت دے بادشاہ کے مذہب اسلام میں داخل ہونے اور خطّۂ یقین کے راہ راست کے چلنے پر خوش ہونے کی اور ذکر کرے دو فریقوں کے درمیان ۲۳ اصلاح کرنے اور نفرت اور عیب کے طریقہ سے دوری کی آدمی بھیجے اور خط و کتابت کرنے کے بعد بڑے قاضی قطب الدین شیرازی اور اتابک پہلوان کو ایک خط بھیجا۔ (دیکھو صفحہ ۲ اصل کتاب کا)

جب ایلچیوں کے آنے جانے سے طرفین کے درمیان مطابقت کے راستے کھل گئے تو شاہزادے اور امرا سلطان کی بادشاہان مصر کے ساتھ موافقت اور اشتراک اور اُن کے درمیان دوستی کے شروع ہو جانے سے فکرمند اور پریشان ہوے مسلمانوں اور [illegible] کی قوت کے ظہور سے پیچ و تاب کھانے لگے۔

اور سلطان احمد کے جلوس کے وقت شاہزادہ ارغون نے دوسرے شاہزادوں کے ساتھ بڑے بھائی کے بادشاہ ہونے پر عہد و پیمان کیا تھا۔ اس کے بعد وہ سغور لوق سے چلا گیا امرا کے ایک گروہ کے بھڑکانے سے اُس کے دل میں تغیر کی غبار پیدا ہُوا اور مخالفت کے علامات ظاہر کرتے مقابلہ کے سامان کی تیاری کے فکر اور مخالفت کے ابواب میں مشغولی کے خیال میں بادشاہ [illegible]

Marfat.com

کیا۔ طغاچار کو نقارہ اور علم دیا اور امیر تومان (دس ہزاری) کر دیا اور قراوناس (ترک قبیلہ) کا لشکر جو بن مانس صفت ہیں نہ کہ انسان۔ اور مغلوں کے اندر ان سے زیادہ نڈر کوئی نہیں ہوتا۔ اس کے اہتمام کے شمار میں آ گئے۔

اس کی نیت کے تغیر اور اعتقاد کے تبدیلی کی کہانی بادشاہ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی الیناق، جو لشکر گرج کا سپہ سالار تھا اور شجاعت اور بہادری میں مشہور تھا۔ پیغام رسانی کے لئے مقرر ہوا اور امتحان کے لئے حکم اس (ارغون) کے حاضر کرنے کا نافذ ہوا۔

(الیناق) جب شاہزادہ (ارغون) کی خدمت میں پہنچا۔ شاہنشاہی مہربانی اور الطاف نے اس (الیناق) کے بیوفا اور گم گشتہ دل کو۔ جس سے ثابت رہنے کی امید کبریت احمر اور اکسیر اعظم کی طرح ناپید تھی۔ عزت دینے کے زیورات اور احسانات کے بار گراں سے مقید کر دیا (بے شمار عنایات سے اس کو اپنا ہم خیال بنا لیا) الیناق نے اللہ تعالےٰ کی بخششوں کی جسکے طوق سے مومن اور مشرک کی ہمت کی گردنیں طوق دار ہیں قسم کھائی اور سچے دل اور اخلاص پر شاہزادہ کی موافقت اور غلامی میں مضبوط وعدوں کو حجت بنایا۔

اور جب (الیناق) تخت سلطنت کی خدمت میں واپس آیا۔ تو بادشاہ کے دربار کی طرف ارغون کے توجہ کے بارے میں ایسا عذر ۲۳۶ جو دلبر کی غمزہ سے بھی زیادہ بیمار تھا بیان کیا "صاحب دیوان" کو صلح کے ماجرے کی اطلاع دیدی تھی۔ اس کی تقریر کی پریشانی اور اس کی حرکات کے تزلزل سے موافقت کی نشانی پانی کی طرح صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ اور خود ظاہری شکل اور صورت، باطنی کیفیتوں کی ترجمان ہوتی ہیں۔ اور زبان رازوں کے احوال کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہیں۔

صاحب نے بادشاہ کی خدمت میں مقدمات کی تمہید کے بعد عرض کر کے "سلطان کوچک" نام لڑکی کی شادی کر کے "الیناق" کو بورگ بنایا اور اس کی پرورش اور مہربانی اور اس کے عہدہ اور مرتبہ کو بلند کرنے کے لئے شاہی حکم نافذ ہو گیا۔

اس حُسن تدبیر سے مخالفت کی جڑ کو اس (الیناق) کے سینہ سے اُکھیڑ دیا اور نفرت کا مادہ اس حکیمانہ علاج سے روکا گیا۔

کچھ دنوں بعد شہزادہ ارغون نے "جوشی" کو سلطنت کے سراپردہ میں بھیجا اس بات کی خبر دینے کے لئے کہ "مجد الملک" کی دار بنگی اور حکومت ایلخان (آباقاخان) کے غضب کے

Marfat.com

شعلوں کے بھڑکنے اور بخت کے ستارہ کے واپس ہونے کے وقت "صاحب دیوان" نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ جو کچھ کہ ملکیت میں رکھتا ہے، نقد اور جنس، اراضی اور جاگیر سے سب بادشاہ کا ہے اور اشارے کے ساتھ بغیر تاخیر اور تردد کے سپرد کر دیگا اب بارگاہ سلطنت سے یہ التماس ہے کہ اس کو جوشی کے ہمراہ اس جگہ بھیجے تاکہ وہ بات دریافت کرلی جائے اور وہ مصلحت فیصلہ تک پہنچا دی جائے اور نیز اس (صاحب) نے چند سال تک ہمارے نیک باپ کے ملک میں تصرف کیا اور ہرگز کوئی حساب جو ممالک کے جمع اور خرچ پر مشتمل ہو۔ پیش نہیں کیا۔ اُس کا بھی جواب دے اور حساب پاک کرے۔

ان پیغامات کے بھیجنے کا سبب صرف مال کی طمع نہ تھا کیونکہ جس وقت آباقاخان کا واقعہ (وفات) مشہور ہوا اس طریقہ پر جو بیان کیا جاتا ہے اکثر گروہ گمان غالب کی وجہ سے کہتے تھے کہ صاحب دیوان نے اپنے بھائی (صاحب علاؤالدین) کی رہائی اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مجدالملک جب اس کام سے فارغ ہو گا تو اس (صاحب دیوان) کے حساب کو پاک کرنے میں مشغول ہو گا۔ بادشاہ کے بعض خواص اور مصاحبوں سے صلاح کی یہاں تک کہ بادشاہ (آباقا) کو زہر قاتل پلا دیا ۲۳۷ بادشاہ کے اور اس کے بھائی منگوتیمور کی وفات کو بھی چونکہ اس کے قریب زمانہ ہی میں واقع ہوئی تھی اسی روایت سے سند دار کر دیا۔

یہ غلطی شاہزادہ (ارغون) کے دل میں مضبوط ہو گئی تھی دوسرے اسباب وحشت ساتھ مل گئے۔ سلطان نے معلوم کر لیا کہ مقصود کی حقیقت کیا ہے؟ اور یہ التماس ایک زہر ہے گلاب میں ملا ہوا، خونریز تلوار ہے ریشمی کپڑے میں پوشیدہ، اور ناپسندیدہ صورت ہے دلکش لباسوں اور منقش پوشاکوں میں جلوہ دی ہوئی۔

(سلطان نے) اس کو یہ جواب دیا کہ "تمام ملکی اور مالی مہمات کے اصول صاحب دیوان کے زیر اہتمام اور ذمہ ہیں اگر وہ غیر حاضر ہو جائے تو ضروریات خلل اور ... معرض میں جا پڑیں اور دیوان سلطنت میں ایسا شخص جو اس کے ... ہو سکنا ... امور کو جاری رکھ سکے کوئی نہیں اس کو کس طرح بھیجا جا سکتا ہے؟" قاصد اور پیغام کی طرف توجہ نہ کی اور سوالات اور باتوں پر اعتماد نہ فرمایا۔

جوشی بات ختم کر کے پورے جوش اور پیغام کی رنجیدگی کے ساتھ واپس ہوا یہ قاعدہ دُور کر دینا نفرت کا ضمیمہ ہو گیا، اور دشمنیاں پوشیدگی کی ... ظہور کے مقام تک

پہنچ گئیں۔ ناموافقت کے باجہ پر مخالفت کے نغمہ کا سر بہت بلند ہوگیا بلکہ کام پردہ پوشی سے گذر گیا۔

ان حالات کے درمیان فضائل کا آسمان بلندی سے جُدا ہوگیا (صاحب علاؤالدین مرگیا) اور زمانہ نے اپنی بخشش کی طرف رجوع کیا، جیسا کہ شاعر نے نظم کیا ہے۔

تمام زمانہ کا یکتا، صاحب دیوان، علاؤالدولت والدین زمین اور زمان کا صاحب ۶۸۱ھ ہفتہ کی رات، چوتھی ذی الحجہ کی صبح کے وقت اران میں۔

دُنیا کے اس وحشت آباد سے جنت سرائے عقبےٰ میں چلا گیا، اور بلند مراتب کے ایک جہان کو اپنے ساتھ خاک کے دل میں امانت رکھ دیا۔ ص۲۳۸ ع اے زمین تو کیا جانتی ہے کہ کس چیز کو تُو نے قبول کیا ہے؟

فضل کی آنکھ خالص خون کے آنسو روتی تھی اور زمانہ حسرت کے ناخن سے آرزو کا چہرہ چھیلتا تھا۔

(۱) دل ہجر سے آنکھوں کے خونناب میں غرق ہوگئے ہیں۔ جانیں مرغ بسمل کی طرح خون میں تڑپتی ہیں (۲) تو جانتا ہے سبب کیا ہے؟ اور کیوں فریاد اور آہ کو سبز آسمان کے طاق کی چوٹی پر لے گئے ہیں (۳) آسمانِ وزارت کا چودھویں کا چاند غروب ہوگیا۔ ایک سرو بلند مراتب کے باغ سے کاٹ لیا ہے

صاحب دیوان (شمس الدین) سوگ کی حالت میں بیٹھ گیا اور چہرے کی سرائے کے صحن کو خون آلود آنسوؤں کے سیلاب سے دھویا۔ کھانے کی عادت کے ساتھ نیند سے بیزار ہوگیا اور یہ مناسب تھا اور شمع کی طرح زرد چہرہ پر آنسو گراتا ہوا اور صبح کی مانند سرد آہ کے ساتھ کپڑے پھاڑتا ہوا یہ جان گداز بیت بار بار پڑھتا تھا

"گویا میں اور وہ (علاؤالدین) دونوں دو شمعیں تھے۔ ایک شمع گل ہوگئی اور دوسری جل رہی ہے"

چونکہ جنگ کی ترتیب اور لڑائی کے عزم کا وقت تھا نہ کہ سوگواری اور نوحہ خوانی کا موسم، سلطان نے اس کو خلعت خاص دے کر طرح طرح کے اقسام کے تحائف تسلی خاطر کے لئے مبذول فرمائے پھر امور کی تیاری، جوش مارنے والے مادے کو روکنے، اور ایسے فتنہ کے موج زن سمندر کو تسکین دینے کی تدبیر میں جس نے آسمان کو زمین پر سے اُڑا دیا تھا۔

Marfat.com

ص۲۳۹ مشغول ہو گیا ارغون نے اطراف میں فرمان بھیجا کہ صاحب علاؤ الدین کی جائداد ایلچیوں اور نائبوں کو دے دیں اور اس کے وکیلوں کو بالکل مالیات کے وصول کرنے سے روک دیں۔ اور بہی مصلحت سے بولا قاہوری کو عراق روانہ کیا۔ اور اس وجہ سے کہ (ارغون) بذاتِ خود اس نواح میں تھا اور اہل عراق خوف رکھتے تھے۔ طاقت کے زور سے بعض کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اختلاف کے ذرائع اور دشمنوں کے وسائل نے حالات اور اسباب کے مطابق سلسلہ وار ہاتھ ملایا ہاتھ ملانا کیسا ایک جہان کے کام کو درہم برہم کر دیا۔ کینہ کے پودے نے اپنی جڑ ثریٰ تک اور شاخ ثریا تک پہنچا دی۔ اور کئی دفعہ شاہزادوں کے اجتماع کے وقت حاضر کرنے کے لئے جشن میں ایلچی پے درپے اور جلدی جلدی آتے جاتے تھے وہ مگر سلامتی اور صلح کی راہ سے دوری بڑھتی گئی اور صرف لڑائی اور دشمنی کی راہ ہی پر چلے۔

جب تقدیر کے صراف نے پرکھنے کی دوکان کے بازار میں فصلوں کی صرافی کے لئے "دوست غربی" (سورج) کو میزانِ فلک (برج) پر جانچا اور زمانہ کے ترازو پر۔ ع "اور رات جب بڑھ جاتی ہے تو دن کمی میں بڑھ جاتا ہے" کا پلڑا جھک گیا۔ وکیل روزگار نے مانگے ہوئے سبز کپڑوں کو جو درختوں نے ربیع کے توشہ خانہ سے عاریتاً لئے تھے موسم کے نئے ہونے کے ہاتھ سے واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ خزاں کے درزی نے گرد آلود بسیط خانہ (زمین) میں شاخوں کے پتوں سے سُرخ اور زرد کپڑے (یعنی خزاں میں سُرخ اور زرد ہو جاتے ہیں) عروس چمن کے کندھوں سے گرا دیئے اور قوت نمو کی روح نبات (سبزی) کی لڑکیوں کی تربیت سے عاجز آ گئی۔ پیدا کرنے والی قوت نے رانڈ خانہ کا رستہ لیا۔ ؎

باغ کی ماں بانجھ ہوئی اور جننا چھوڑ دیا۔ وہ کیا کرے؟ قوت نامیہ نامرد ہے اور طبیعت رانڈ ہے۔

اور سعد سلمان کا مبارک شعر وقت اور زمانے کے موافق نکلا۔ ؎

(۱) جب باغ بڈھا ہو گیا اس کا "راز" (گل) چھپ گیا۔ جب وہ جوان (بہار تھی) اس کا راز (گل) ظاہر تھا (۲) ص۲۴۰ ہاں جوان اور بڈھے ... ہوتے ہیں۔ یہ (جوان) اپنے راز کو ظاہر کرتا ہے اور وہ (پیر) چھپاتا ہے (۳) باغ میں گل، لالہ، اور سمن کی بجائے بے انتہا ترنج، نرگس اور نارنگیاں پیدا ہو گئیں (یہ خزاں میں ہوتی ہیں) (۴) اگر گل ارغوان باغ سے چلا گیا تو کچھ

خوف نہیں۔ تو (شراب) ارغوانی طلب کئے جا، گل ارغواں کی یاد میں۔

زمانے کا میزبان چلنے والی ہوا سے انگوروں کے پت جھڑ سے خزاں کے لشکر کے لئے

از سرِ نو ایک باساز سامان مہیا کرتا تھا اور چہچہانے والے بلبل کی بانسری یہ نغمہ ؎

پتّوں کے گرانے والی کو (خزاں) ہر حال میں گرانا چاہئے۔ پیالے میں جو کچھ کہ

اس سے (از قدح) طرب اور خوشی کا ساز و سامان ہے۔

گاتی تھی۔ باغبان صحن چمن میں درخت گل ارغوان اور سمن کے نیچے سے قیام کا سامان

سایہ دار سرو کے قریب لے گیا۔

اور جب سبزہ اور گُل کی تازگی اور یاسمن اور سنبل کی شادابی اور طراوت کے دن

راہ چلتے دوستوں کے عہد اور زنان حسین کے وصال کی مانند بے ثبات نظر آتے تھے ؎

تیرے وصال کی رات عجیب جلدی گذرنے والی تھی، شاید۔ تیری شب وصل

عہد شباب سے کوئی نسبت رکھتی تھی۔

عہد اور وفا کے شکریہ کا ذکر قوّت متخیلہ کے ورق پر لکھ کر قُمریوں اور کبوتروں کے

دلنواز گانے ص۲۴۱ اور بلبلوں کے زمزمہ اور چہچہانے کے عوض دامن کوہ اور باغ کی مجلس

میں کوّے کی آواز اور بیگانے کوّے کی کائیں کائیں رہ گئی۔ اور اہل زمانہ تعجب کی آنکھوں سے

دیکھتے۔ اور زمانہ حال کی زبان طعنہ مارتی ہوئی کہتی تھی۔ کہ اے آسمان! کب تک حالات کی

ان حالت کی تبدیلیوں سے، اور اے روزگار! کب تک اس بیحد گردش تلخ سے۔ ان

دائمی حرکات سے تو کیا چاہتا ہے؟ اور ان تغیرات پر کیا بنیاد رکھتا ہے؟ ؎

(۱) کب تک اے آسمان جہان کے گرد پھرتا رہیگا۔ دن اور رات اِدھر اور اُدھر

پھرتا رہتا ہے (۲) تیرے دور میں مٹی آدم بن گئی اور آدمی مٹی ہو گئے۔ اور تو

اُسی طرح گردش کرتا ہے۔

نہ نوبہار کی نسیم اور باغوں کی نعمتیں، گرما کی زہریلی لُو سے محفوظ رہتی ہیں۔ اور نہ باغ

کے برگ و بار حریف خزاں کے حملہ سے امان پاتے ہیں۔ اور نہ خواں کے خزانہ خانہ کی رنگدار

ریشمی پوستینیں سرما کے صدمہ کی لوٹ اور جھپٹ سے سلامت رہتی ہے۔ تیری جان پر فدا

ہو جاؤں۔ آفرین ہے۔ ؎

برسات پرسوں تھی اور کل گرمی کا دن۔ آج خزاں ہے اور کل سردی ہوگی+

Marfat.com

اس عرصہ میں جلالی[۱] بارہ مہینوں کے مجموعہ اور دہروں کی تاثیرات کی شرح کے لئے لوگوں کو مؤلف کی آتش کی تیزی والی طبع کے فارسی کے پانی (کلام پارسی) سے جو دشمنوں کے لئے آتش پارسی (بیماری) کی طرح جلانے والی ہے اور دوستوں کے لئے نسیم عراقی کی مانند ہے مؤلف کے ان اشعار کے موافق کرتا ہے۔ نظم

ص ۲۴۲ (۱) فروردین سے جو اعتدال کا موسم ہے۔ جہان نئی دلہن کی مانند خوبصورت ہے (۲) اُردی بہشت مہینہ کی تاثیر سے۔ جانوں کو راحت بہشت پہنچتی ہے (۳) ماہ خرداد نے ہمیں شادابی دی۔ نشو عالم کے کمال نے آباد کر دیا ہے (۴) ماہ تیر میں خورشید کا اوج (سخت گرمی) ہوتا ہے۔ جس سے رخسار امید چمک جاتا ہے (۵) مرداد سے بیحد فریاد ہے باخوری[۲]۔ اپنے سایہ میں اچھی طرح حور کے ساتھ مقصد حاصل کر (۶) شہریور میں تجھے سہیل نظر آتا ہے معشوق کی پیشانی کی طرح چمکتا ہوا (۷) ماہ مہر میں خزاں کی نوبت آجاتی ہے۔ چلنے والی ہوا انگور کے پتے دور تک اُڑائے جاتی ہے (۸) جب اچھی طرح ماہ آبان آجائے۔ تو ماہ تاباں جیسا معشوق تلاش کر (۹) آذر میں تجھے زمستاں کا مژدہ ملیگا۔ حجرہ سے خلوت خانہ کی طرف انتقال کر ص ۲۴۳ (۱) جب سرد ہوا اور ماہ دے کا وسط آئے۔ تو بھی شتا کا اُلٹا لفظ (آتش) اور پیالہ برابر طلب کر۔ (۲) جب ماہ بہمن میں زمین چاندی کی طرح ہو جائے تو شراب پیالہ میں اس طرح ہوتی ہے جیسے روح بدن میں (۳) اسفندار کے مہینہ میں پھر آگ پڑتی ہے۔ سردی کے لئے آگ اور شراب کے مثل کوئی بہتر چیز نہیں (۴) جب چوری کیا ہوا پنجہ آجائے تو بغیر جاری کے اپنی عمر سے ایک دن عیش کرنے کے لئے چرائے۔

ارغون نے توجہ بغداد کا ارادہ مصمم فرمایا اور مدینۃ السلام (بغداد) کے نائبوں کو انتقام کا چاشنی چکھائی (انتقام لیا) موجودہ خزانہ لے لیا اور سالہائے گذشتہ کے ... رقم مقرر کر کے بے فکر ہو گیا شیشی بخشی، یولاتامور اور طغاچار نے ضروریات کے مہیا کرنے اور ضروری امور کے حالات میں غور کرنے کے لئے کوشش کی۔ جب مال کے حاصل کرنے سے فارغ

[۱] آذر - دے - بہمن - اسفندار - فروردین - اُردی بہشت - خورداد - تیر - مرداد - شہریور - مہر اور آبان ۔

[۲] ... کے کٹنے سات دن ... برف باری ... تین سو ساٹھ سے اوپر کے پانچ دن ...

ہو گئے تو ۶۸۲ھ میں لشکر کے ساتھ بادِ مشرقی کا ارادہ ہوا۔ اس تدبیر میں کہ کسی طرح موروثی تختگاہ سلطنت کے دشمنوں کے قبضہ سے باہر کرے۔ اور دشمن کے بخت کی آنکھ کو خون سے پُر کرے۔ دن کو رات کے ساتھ ملاتا تھا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ فتح دیگا یا اور کوئی بات اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔"

چونکہ ملک گیری کا خیال بغیر لوگوں کی امداد اور موافقت مال کے محال نظر آتا تھا ان اسباب کے حاصل کرنے میں جو حصول مطلوب کی طرف پہنچا دیتے ہیں ہمت کو مصروف کر دیا۔

ان امور کے اثناء میں امیر علی چنگین اور منشیوں کی ایک جماعت نے بعض امراء کے سکھانے سے شاہزادہ کی خدمت میں بیان کیا کہ "صاحب معظم وجیہ الدین زنگی فریدی" ابن صاحب سعید عزالدین طاہر سے

۲۴۴ طاہر وہ پاک ذات ہے کہ اُس کے متعلق آسمان کہتا ہے "طاہر کا سینہ گوہر ہے اور پاک نسب والا ہے"

بلند مراتب ممالک اور بزرگیوں کے بغچہ کا منہ اور بلند مرتبہ اشخاص۔ بزرگوں اور بادشاہوں کے سر کا تاج تھا۔ اس کی شریف آبرو کی پاکیزگی، آسمان کی ترکیب کی طرح عیب سے محفوظ اور جس کے بلند مرتبہ کی بزرگی، چہرۂ آفتاب کی طرح تکلف کی چھائیوں سے امن میں تھی اعمال خراسان اور اس کے مضافات کی حکومت کے عرصہ میں ہر سال کتنے ہی تومان اپنے خاص کاموں میں خرچ کئے اور طرح طرح کے جھوٹ اور سخت بہتان مکر کے زیور میں تنہائی میں ظاہر کئے۔

شہزادہ نے اس کے گرفتار کرنے اور قید کرنے کا حکم دیا۔ چونکہ پاک نسب الاروشن خاندانی شرافت والا، پاک اصل والا، اور بلند مرتبہ والا ہرگز ذلت اور خست کے لئے راضی نہیں ہوتا اور مصیبتوں کی موجوں کے جوش مارنے اور مصیبت کی فوجوں کے سامنے آجانے کے وقت ذلت اور گھبراہٹ کے علامات اپنی طرف سے ظاہر نہیں کرتا۔ اور جب عیش کی کیچڑ میں منغض ہو گیا اور مصیبت کے راستہ پر مضطرب حال ہو گیا، تو صبر اور برداشت کے مضبوط دستہ پر مضبوطی کا ہاتھ مارتا ہے اور زمانے کی گردشوں کے تیروں کے لئے بچانے والی ثابت قدمی اور استغفار کی ڈھال سامنے کرتا ہے اور حیرانی اور پریشانی کی طرف جو پریشانی کا مادہ اور دوست اور دشمن کے نزدیک ملامت کا باعث ہوتی ہے نہیں چھوڑ دیتا ہے۔

Marfat.com

خواجہ وجیہ الدین نے اس حادثہ کو روکنے میں، جو ناموافق زمانہ کا منصوبہ اور گردش کرنیوالے آسمان کا کھیل تھا، فریاد اور طلب امداد کو دل میں راہ نہ دی اور بیگمات اور اُمرا سے التجا نہ کی ؎

(۱) جب نیاز کا کوتوال تیرے ہاتھ سے گم ہے۔ تو تکین، کا ڈر نہ کر اور طغان، سے پناہ نہ مانگ ص۲۴۵ (۲) دل میں صراحی کی طرح گلے میں پھندا نہ ڈال۔ پیالہ کی طرح جسم پر کمر بند طلب نہ کر (۳) اگر درد دل زیادہ ہوجائے تپ بیقراری بڑھ جائے اِس کے لئے گلقند نہ تلاش کر اس کے لئے انار دانہ نہ مانگ (برائے تپ قلب)

مگر سلطنت کے خیر خواہوں اور دربار کے پروردہ لوگوں نے عدم تواضع، عدم التجا، اور امداد طلبی کی کمی پر اُمرا سے مشفقانہ درخواستیں کیں اور وہ شیوۂ صلح اور ملاپ میں مبالغہ کرتا تھا۔ انکی رعایت خاطر کے لئے "طغان قہستانی"، کو ایک خط لکھا اور اس حسب مطلب قطعہ کو وارد کیا قطعہ

(۱) اے گردش فلک پیری میں کیونکر جوانی از سر نو حاصل کروں۔ میرا مشک (سیاہ بال) کافور (سفید) ہوگیا اور میرا ارغوان (سُرخ چہرہ) زرد بیٹھی ہوگیا (۲) میری آہ بادِ خزاں کی طرح سرد ہے، یہ عجیب نہیں۔ جب کہ ہماری عمر کی بہار کو تاریک ایام (تیر مہینہ کا نام ہے) لے لیں (۳) ماہ مہر اور تیر مجھ پر سخت نامہربان ہوگئے۔ اے مسلمانو! فریاد ہے ماہِ مہر اور تیر کے ظلم سے (۴) میرا تیر کی طرح سیدھا قد چاچی کمان ہوگیا (اس لئے) میرا معشوق تیر کی طرح مجھے اپنے پاس سے دُور پھینک دیتا ہے (۵) آسمان نے مجھے رباب کی طرح حادثات سے گوشمالی دی۔ یقیناً چنگ کی طرح میری رگوں سے فریاد نکلتی ہے (۱) ص۲۴۶ جو کچھ میرے ساتھ آسمان نے کیا وہ اس نے بہت سوں کے ساتھ کیا۔ صبح کے وقت میں امیر تھا اور رات کو قیدی (۲) میں کل صاحب اعظم وجیہ الدین تھا۔ مُلک کا حکمران اور شاہ ممالک کا وزیر تھا (۳) میں نے مصیبت کے دن کو دُور کرنے کے لئے خزانے رکھے تھے وزر میرا [illegible] تھا اور زر میرا مددگار نہ تھا (۴) میری طرح کسی نے آدمیوں کے [illegible] نہیں کیا۔ میرا مال سانپ کی طرح ہوگیا اور میں [illegible] کی طرح (۵) میں عزیز مصر کی طرح تھا اب مٹی کی طرح ذلیل ہوگیا اگر تو عقل رکھتا ہے تو مجھ سے اور گردش فلک سے نصیحت حاصل کر (۶) تُو نے دولت کے ذریعہ سر اونچا کیا اب مہربانی امداد کر۔ تجھے خدا تعالےٰ نے توفیق دی ہے گرے ہوؤں کا ہاتھ پکڑ (۷) [illegible]

Marfat.com

دُنیا ہے جس نے لشکروں والے بادشاہ سے تاج چھینا۔ یہ وہی آسمان ہے جس نے نوشیرواں سے تخت لے لیا۔

اُس (طوغان قہستانی) نے جواب میں یہ بیتیں لکھیں ؎

(۱) سالہا جمشید کا جام تیرے ہاتھ میں رہا۔ جب تُونے نہ پہچانا تو کوئی کیا کرے (۲) تُو جیت گیا ہوتا اور تیرا داؤ آگیا تھا۔ جب تُو بُری طرح ہار گیا تو کوئی کیا کرے

ھٰکذا (۱) تیرے پاس گوہر شب چراغ تھا۔ لیکن جب تُونے خود پھینک دیا تو کوئی کیا کرے (۲) تیرا گھوڑا تیز تھا اور میدان تیرے ہاتھ تھا۔ جب تُونے بُری طرح دوڑایا تو کوئی کیا کرے۔

خلاصہ یہ اس مطالبہ اور عتاب کے جواب میں کہتا تھا" بادشاہ حکم فرمائے۔ کہ اُمراء دربار کی موجودگی میں حساب کی واقفیت رکھنے والے منشی، میرے حسابوں کی جانچ اور تحصیل وصول کی پڑتال کریں۔ اگر کوئی چیز گڑبڑ، رشوت یا غلطی میں ڈالنے والی اور اصول اموال کو معطل کرنے کے طور پر جیسا کہ والیان اطراف کی عادت ہو، میری طرف عائد ہو تو ہر ایک دینار کے عوض ہزار دینار دونگا۔ ورنہ بادشاہ کی رائے پر جو غیب کی صورتوں کے جمال کا آئینہ اور زمانے کے رازوں کے لشکروں کی محافظ ہے۔ ارباب غرض کی فریب کاری اور اصحاب طمع کی مکاری روشن ہو جائیگی اور جس طرح بے مثل شہنشاہی ہمت تقاضا کرے ان کے ناپاک اعمال اور بدافعالیوں کی سزا کا حکم دے۔"

ہر چند دربار کے متعلقین اور شاہزادہ کی سلطنت کے کارکن، علم الیقین سے جانتے تھے کہ اگر دیوان کے عطارد کی رائے والے حساب دان، جو آزمائش کے قانون کے منشی اور امور تجربہ کے ناظر تھے۔ دنوں کی سفیدی (بیاض) اور راتوں کی سیاہی میں اذکار کے روزنامچہ کو نقل کرتے اور حسابات کی تحقیق، سرنامہ لکھنے حساب کو ملانے اور لکھنے میں مشغول رہتے تو ممکن نہ ہوتا کہ اس کے معاملات کے مقابلہ میں مجمل طور پر یا تفصیل وار کوئی حرف (غلطی) ظاہر ہوتا۔ محاسب عقل اس پر "نہیں جاری ہوتا" کا قلم چلائے۔ اور اس کی ضبوطی کے کمال اور ذکاوت کے مجموعہ کے میزان سے کوئی بقایا رقم طلب کرے۔

مگر ارغون، روپیہ چاہتا تھا نہ کہ جواب درست قانون کے مطابق۔ زر کے عوض قیمتی سخن کی قدر نہیں رکھتا تھا۔ اور موتیوں اور نادر یاقوتوں کا طالب۔ یواقیت المواقیت (نام کتاب)

اور دمیتہ القصر (نام کتاب) کی حمائل کے موتیوں کو کیا کرتا۔

قوام الدین بخاری، بولو خان کے ساتھ ۶۴۸ھ شیراز سے بھاگ کر "ارغون" کی خدمت میں پہنچ گئے تھے اور مملکت شیراز کو شاہزادہ کی نظر میں رونق دی یہ برمحل بات ہوئی اِن کو (ارغون نے) تحائف کا حکم دیا اور قوام الدین بخاری کو شاہی عدالت میں محاسبی کا منصب عطا کیا۔ اِن اوقات کے مدارج کے درمیان اُمرا نے اس کو خواجہ وجیہ الدین کے پاس بھیجا۔ آسنے بیان کیا کہ ایلخان (ارغون) نے مال میں طمع مضبوط کرنی ہے اور شفقت اور مہربانی کا مادہ نہیں ہے منشیوں کا تقرر اور پرتال کے لئے ورغلانا ایک بہانہ ہے مراد اور مقصود تک پہنچنے کا۔ اچھی آبرو کی پاکیزگی اور شریف اصل کی حفاظت کے لئے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اس روپیہ پر مصالحت کر لی جائے اور جوانمردی کو طلب کیا جائے اور خوشی کے معاملہ کے لئے "مال پھینک دے اور خوش رہو" پر کاربند ہونا۔ اور صاحب علاؤ الدین کی کہانی۔ کہ یہ مطالبہ نقدی کا ہے جو اُسی سونے پر نقش کیا گیا ہے۔ اور یہ پوشاک ہے جو اُسی تانے اور بانے سے بنی ہوئی۔ ایک گھونٹ ہے اُسی شراب کے مٹکے سے۔ اور ایک قطرہ ہے اُسی سیلاب سے۔ پھر اس آفتاب کے پرتو والے دل کی یاد دلانی چاہئے۔

سفیروں کے اختلاف اور خیر خواہوں کی آمد و رفت کے بعد اس پر فیصلہ ہوا کہ پانچسو تومان خزانہ میں جمع کرے۔ تین سو تومان نقد اور دوسو تومان کے مویشی، غلہ، قیمتی لباس اور سامان۔ صاحب وجیہ الدین کے معتبر نائبوں میں سے ایک نائب نے اسوقت نفس ردیہ کے جوہر کو ظاہر کیا اور سانپ کی طرح چغلی کی زبان کو باہر نکال کر کہا کہ "اس (وجیہ الدین) نے ایک کتاب بہترین ذخیروں اور نفیس جوہروں کے ذکر پر مشتمل تھی اِن چند ایام میں اپنے ایک خاص آدمی کے ہمراہ طوس میں بھیجی کہ بطور امانت کسے فلاں معتمد کے سپرد کر دے۔ فوراً انہوں نے ایلچی کو اس ضروری کام کے لئے روانہ کر دیا۔ مقررہ مقام پر ایلچی کی۔ اس پیغام [illegible] والے اور اُٹھانے والے سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے کتاب (فہرست) [illegible]

جب خزانوں اور نقدی کے دفینوں کی کثرت کی اطلاع حاصل ہوئی تو اس قرارداد اور منظوری کے تقاضا سے کہ وہ دوسو تومان کے مویشی اور جنس دے۔ اعراض اور انکار فرمایا۔ مجبوراً پانچ سو تومان کی ادائیگی کا ۶۴۹ھ ذمہ دار ہو گیا۔ دیکھنے والوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں تقریباً تین ہزار من خالص سونا وزن کیا گیا اور پرکھا گیا اور بنایا گیا۔ جڑاؤ زیورات

Marfat.com

اور کپڑے اقیزدزہ کوہ ہرات مرو کے خزانہ اور دیگر خزانوں سے نکالے اور حوالے کئے! اور جاگیروں کی آمدنی، ضروریات ملکی اور اخراجات میں خرچ ہوگئی۔ بغیر اس کے کہ اُن کے ضائع ہونے پر اُس نے حسرت اور پریشانی کا اظہار کیا۔

آراستہ دُنیا کے بازار میں خوش ہے وہ بزرگ ہمت جس نے سوائے قطع تعلق دُنیا کی پوستین کے کچھ نہ خریدا اور زیادہ طلب کرنے کی نظر سے۔ کہ ع۔ آدمی کے لئے دنیا میں زیادتی، نقصان ہے۔ اُس کے برومندی کے متاع کی طرف نہ دیکھا، اور دل اُس کے فانی مال پر نہ رکھا اور اپنی نازنین جان پر اس کی محنت اور مشقت کے چاروں دروازے نہ کھولے" اور دُنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے" کا دانہ سینہ کی زمین میں نہ بکھیرا اور "سونا لُوٹ لیتا ہے تیرے دین کو" کے تعلق سے خوش ہو کر نہ رہا۔ تاہم اوّل مال کے حاصل کرنے کی دوڑ دھوپ اور فکر سے فارغ ہوگیا اور آخر میں زوال کے افسوس اور پریشانی سے، جو مال کے وجود کے لئے لازمی ہے۔ رہائی پائی۔

"صاحب الدیوان شمس الدین" اس نقصان کے سُننے سے، جو کہ چہرۂ اقبال کے لئے فر کا خال تھا، غمگین ہوا کیونکہ آپس کی رشتہ داری کی نسبت اور سمدھیانہ کا تعلق پختہ ہوگیا تھا۔ اور باہمی مشارکت کے تعلق کے ذرائع گتھ گئے تھے۔ اس حال میں ایلچی بھیجے اور خط اشرف سے ایک تسلی نامہ لکھا اور ظاہر کیا کہ وہ (شمس الدین) اس واقعہ میں اُس (وجیہ الدین) کے ساتھ شرکت رکھتا ہے اور صبح وشام نیز اس جانگداز غم اور پریشان کام میں اس کا شریک ہے۔ ع۔ درد کو وہ شخص جانتا ہے جو درد رکھتا ہے۔

جب شاہزادہ کی غرض اس مال سے حاصل ہوگئی تو اُسے (وجیہ الدین) خلعت دے کے رہا کردیا اور پھر زبردستی اعمال خراسان کی حکومت کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگئی۔

مغلوں کی طبیعت اور طینت میں یہ طریقہ نہایت بُرا ہے اور بے خردی سے موسوم ہے کہ کبھی نواب اور وزیر ص۲۵۰ اُن کے عذاب اور خطاب کے صدمہ سے سلامتی نہیں دیکھیں گے اور پچاس سالہ حقوقِ خدمات کا انجام بدانجامی تک پہنچتا ہے اور اچھی خدمات کسی مفسد کے برانگیختہ کرنے اور کسی حاسد کے سرزنش کرنے سے بالکل فراموش ہوجاتی ہیں۔ ع۔

بسم اللہ ایسا کھیل ہے پھر کون ہے جس کو رغبت ہو؟

آخرکار اللہ بزرگ اور بلند قناعت کے دروازوں کو۔ جو فراغتِ دنیا اور سعادت آخرت کا

Marfat.com

موجب ہیں سب لوگوں کے حال پر کھولے رکھے اور تمام لوگوں کی بصیرت کی آنکھ کو پروردگاری کی درگاہ کے معرفت کے سُرمہ سے سُرمگین بنائے۔ تاکہ ان ناپائدار دنیوی آرائشوں کے سامنے ہمت کے سر کو نیچا نہ کریں اور اس بے نظام حقیر مال سے ہاتھ اُٹھالیں۔ اور اسی سے ہے توفیق اور ہدایت، سیدھی راہ کی طرف"

ذکر حادثہ قنغراتائی اور اس کی چال کی ابتداء سلطان کیساتھ

مختلف اسباب کے مہیا ہونے کی نسبت عالم ملک میں جذب کر لینے والے حادثات اور لازم ہو جانے والے شدائد غم کے ساتھ علام قدیم (خدا) کے علم کو معلوم اور قدیر، حکیم (خدا) کی حکمت کے مقدور ہیں ہو سکتی ہے۔ اور واقعہ کے وقوع اور حادثہ کے ظاہر ہو جانے کے بعد، عقلیں اور نفوس، تجربہ، قیاس، رہبری عقل، اندازہ کے آلہ اور حواس کے مطابق مشکلات کا حل، قضا و قدر کی دشواریوں کا انکشاف اور نفع و نقصان کے موجبات میں تمیز کرنا مقرر اور تصور کرتی ہیں۔

چونکہ سلطان احمد اسلام اور مسلمانوں کی رونق بڑھانے میں مبالغہ کرتا تھا شہزادوں اور امیروں کے عقائد اور رائیں تبدیل ہوتی جاتی تھیں شرع اور اس کے عذاب اور وبال کے خوف سے خفیہ ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کرتے تھے۔ ۱۸۶ھ کے ابتداء میں (سلطان نے) قنغراتائی کو ایک پورے لشکر کے ساتھ روم کی سرحد کو اور اس علاقہ کی نافرمانیوں کو دور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ بداندیش شیطان نے اس کے دماغ کے گھونسلے میں وسواس کا انڈا رکھا۔ اور سلطنت کی دیوانگی نے اختیار اور نگہداشت کی باگ ذکاوت کے ہاتھ سے چھین لی۔ بعض امرا کے ساتھ وہ مخالفت پر متحد ہو گیا اور ایک مکر سوچ لیا کہ ناگہاں سلطان کو اُٹھا دے اور خود سلطنت کی مسند پر بیٹھ جائے۔ اس ارادہ کو پورا کرنے اور اس [illegible] جاری کرنے کے لئے لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور منتظر اور کمربستہ تھا کہ کسی [illegible] کھینچے اور مکر کی گھات کو کھولے۔

غرائب کے پیدا کرنے والے اور مرغوب چیزوں کے عطا کرنے والے نے جس کی نعمتیں بزرگ ہیں" کی توفیق نے نہ چاہا کہ تاریکی نور پر غالب اور کفر ایمان پر حاوی ہو۔ دائرہ اتفاق کے ملازاروں اور دشمنی کی موافقت کے زمرہ میں سے ایک نے وفاداری کی وجہ سے

Marfat.com

مفسدین کے گروہ کے فساد کے رازِ نہفتہ کو بادشاہ کی خدمت میں کھول دیا اور حیلہ گری کی کیفیت، حقیقی بھائی کے قتل اور باہمی جنگ کے وقت کا راز کہہ دیا۔ تہمت زدہ گروہ۔ "ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو بیہودہ سخن مانتا ہے"، جو مبہم عقیدہ کو دولت اور ملت کے امور پر مارنا چاہتے تھے۔ کو گرفتار کرکے حاضر کیا۔ اور ان کو بڑے مواخذہ کے مقام میں سوال اور جواب بلکہ عقوبت اور عذاب کے مقام میں لایا۔ ہر ایک نے دلوں کے پوشیدہ رازوں اور بھیدوں کی پوشیدگیاں آشکارا کرکے کاتب (مصنف) کے کلام سے پڑھا۔ ۵

(۱) تیرا عدل، نفع اور نقصان کی جزا دیتا ہے۔ تیرا عفو، حقیقی ہے نہ کہ مجازی (غیر حقیقی) (۲) اگر سر کاٹ کر قدموں میں گرا دے تو وہ اس کی جگہ ہے اور اگر تُو معاف کر دے تو یہ بندہ نوازی ہوگی۔

انہوں نے اختلاف کے راستوں کی بے راہی اور تنگ کرنے اور گناہ کے اکتساب کا اعتراف کیا (سلطان نے) جب غداری اور خیانت کے دلائل اپنے بھائی کے اوپر۔ جسے سختی اور نرمی کے وقت اور حکومت ۱۴۵ اور دبدبہ کے زمانہ میں پُشت پناہ اور امداد کی گٹھڑی کا منہ جانتا تھا۔ درست پائے تو حکم دیا یہاں تک کہ اس کی کمر کو دلبران پُشت اندام نُہرا کے زلفوں کے منہ کی طرح توڑ دیا اور شادی اقتاچی، اور امرائے بزرگ کی تمام جماعت جنہوں نے اس راہ میں رہبری اور اس کام میں امداد کی تھی۔ وہ انتقام کی تلوار سے خوار ہوئے۔

اس حال کے ظاہر ہونے اور اس فعل بد کے معلوم ہو جانے کے بعد سلطان کا اعتماد کا سواد مغلوں کی طرف سے کُلی طور پر منقطع ہو گیا اور ہلاک کرنے والی چیزوں اور باقی امرائے بچاؤ اور حفاظت ایک سے ہزار گنا ہو گئی۔

اور تعجب ہے کہ یہی حال حقیقت میں امرا، مغول کے غدر اور مکر کے طریقہ کا سبب اور مکر و فریب کی روش کا باعث اور اُن کے زوال اور عقوبت کا موجب ہو گیا۔ اس کے بعد برسوں، بہ ضرب المثل۔ ع۔ "قوم پڑ گئی اونٹ کے مشیمہ میں"، قائم ہو گئی" اور پھیل گیا ان کے درمیان شہرۂ حال کی صورت ہو گئی۔ جیسا کہ تمام خانوں (بادشاہوں) کے جلوس کے دوران اور طاری ہونے والے احوال کے اثبات کے اثناء میں غور کرنے والوں کو معلوم

سلہ نر اونٹ بی مشیمہ (وہ جھلی جس میں وقت پیدائش بچّہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) نہیں ہوتا۔

Marfat.com

ہوتا ہے +

شہزادہ ارغون کی سلطان احمد کیسا اظہار بدی اور جنگ

بے مثل خدا کی تائید کی برکت اور توفیق خداوندی کا ورغلانے والا اور "ارغون" کی گردن فرسا ہمت کا تقاضا کرنے والا اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ (ارغون) ایک لحظہ مقصود تک پہنچ جانے کے راستہ میں طلب اور اجتہاد سے غافل ہوتا۔ بزرگ منش، عالی پرواز باز، جس کا نشیمن بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کے اوپر اور مضبوط پتھروں کے قلعہ کے قبہ پر زیب دیتا ہے۔ وہ کب ویرانہ نشین چغد کے گھر میں ہمت کا سر نیچا کرتا ہے؟۔ اور غضبناک شیر، جن کے شکار کے پس خوردہ کا شیر کے بچوں اور اُن کے امثال کے لئے جائے طمع اور مدنظر بننا مناسب ہو۔ وہ کس طرح بھیڑیوں اور کتوں کے پس خوردہ ۲۵۳ اپنی چاشت (غذائے صبح) کا سامان کریں +

مُلک کی بیگم (یعنی ملک) کی صورت اور خیال اس کے دل کے محاذ سے دور نہ ہوتا تھا اور اسی نامی آرزو میں شام کی سیاہی کو صبح کی سفیدی تک پہنچاتا تھا۔ (رات سے دن کرتا تھا) تہامی کے قول کے مطابق۔ ~

میں خوش ہوتا ہوں معشوقہ کے وصل کی تمنا سے از روئے نشاط و شوق اور
بہت سی آرزوئیں ہوتی ہیں جو زیادہ شیریں ہوتی ہیں کامیابی وصال سے +

جب موروثی سلطنت اور متوقع بادشاہت سے خراسان کو قیمت کی سبیل سے نہ لیا تو بہانہ کے طور پر ایلچی بھیجا اور تومانات عراق اور شیراز جو اکثر خاص جاگیروں سے خصوصیت رکھتا تھا کی التماس اور سوال درمیان میں ڈال دیا اور اس بیت کے کنارے کی انگلی۔ ~

عنقریب لیلے کو معلوم ہو جائیگا کہ کونسا قرض اس نے لیا ہے اور کونسا قرض
خواہ تقاضا کے وقت اس کا قرضخواہ ہے۔ (میں ہی عاشق ہوں)

سے دھوکہ کا سرپوش غرض کے تھال پر سے اُٹھا دیا۔ خلاصہ یہ کہ چونکہ ہمارا باپ کا تخت سلطنت استحقاق اور رائے عامہ کی روسے سلطانی تکیہ گاہ اور مسند کے لئے مناسب ہے تو ضروری ہے ہمیں بھی ایک علاقہ چاہیئے تاکہ لشکر کی رسد۔ جو خیال میں ہے۔ وہاں تیار کی جائے۔ اب التماس کے مقابلہ میں اگر قبولیت کے آثار مشاہدہ میں آئیں۔ اور جو کچھ کہ

سرکاری جاگیروں سے تعلق رکھتا ہے عنایت ہو جائے تو البتہ بڑے اور چھوٹے بھائی کے
ہمراہی اور پیروی کا طریقہ چلتا رہیگا اور دوستی اور موافقت کا گھاٹ جاری رہیگا۔ ورنہ
اگر اس درخواست کے پورا کرنے سے انکار اور غفلت کی جائیگی تو جنگ کے لئے تیاری کر اور
صلح اور نرمی کو ترک کر کیونکہ آج کے بعد تخت ولایت حـ۲۵۴ اور تاج سلطنت کے عوض۔ ے

میرا تخت زین ہو گی اور تاج، خود ہو گا۔ قبا، زرہ اور دل موت کے لئے تیار ہو گا

سلطان نے جب یہ سخت پیغام اور درخواست، جو وحشت کا باعث تھی معلوم کی کہا ے
اور میرے پاس جواب ہے اگر میں چاہوں تو کہہ دوں۔ اور اگر میں کہوں تو صلح
کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔

ایک جواب اسی گول مول طریقے سے اختصار کے طور پر فرمایا کہ "اس کی مقررہ منزل اور
مالوف ملک خراسان کے میدان ہیں اور ہم نے از روئے شفقت اور اہتمام کے اس کے
حال پر مقرر کئے ہیں۔ اور اگر وہ خواہش رکھتا ہے کہ ہم ایک اور علاقہ، اطراف میں سے اس پر
اضافہ کریں تو وہ جشن میں حاضر ہو تاکہ جس طرح روشن رائے ع۔ ایک ذرہ اس کے نور
کی بدولت آفتاب ہے + درست دیکھے، خواہشات کے درخت کو سونگھنے اور آراء کے چقماق
سے آگ نکالنے کے بعد مہربانی اور عنایت سے دریغ نہ کرینگے اور اگر گمراہی کی راہ کو طے
کریگا اور اطاعت کا نقش یک دلی کی تختی سے بالکل دھو ڈالیگا تو ہم حکم دینگے کہ ایک
موج سمندر کی جیسے ایک فوج فتحیاب لشکر ہیں سے جن کے ارادوں کی عنان کش ابدی نصرت
اور اُن کی ہدایت کی بشیر سعادت کلی ہے۔ اُدھر آئیں اور ارغون کو اس لشکر کے ساتھ جنکے
وجود سے وہ غرور میں ہے۔ پکڑتے اور دھکیلتے ہوئے ہمارے کیوان رفعت پایہ تخت میں لے
آئیں اور "میں بڑھاؤنگا تیرے رنج کو اور بھگاؤنگا تیرے غصہ کو" کی مثل کو حـ۲۵۵ ظاہر
کرے اس لطیف جواب اور سخت دھمکی کے ساتھ، ایلچی کو واپس کیا اور صلاح اور اصلاح کی
امید دامن کی مانند محو ہو گئی۔ اور کام کی تلافی آستین کی طرح اختیار سے باہر ہو گئی۔

سلطان نے پہلے ۶۸۰ھ کے آخر میں اُمراء قراؤناس کی باز پرس کا حکم دیا اور بغداد
میں ایلچی بھیجا اور شہزادہ ارغون کے اُمراء اور نوابوں، طغاچار، جانو، طولاداتی، اینی
اباسے پسر سننائے نوئین جوشی اور جنغا تو کو مشکیں کسے ہوئے اور مختلف قسموں کی مصیبتوں
میں محصور کر دیا۔ اور عاشقوں کے دل کی مانند قید میں ڈال دیا۔

اور اس اثناء میں "کبخاتواغول" نے تماجی اقتاجی اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ دغاباز فلک اور حریف زمانۂ بے وفا کے خوف سے اِقامت کے مہروں کو اُٹھا لیا اور بھاگ گئے۔ اور رات دن کے دونوں پانسوں اور قمار باز روزگار کے زخم سے خراسان کی طویل راہ اختیار کی۔ اور حکم شاہی سے چونغر ایلچی کو اتابک یوسف شاہ لُر کے پاس بھیج دیا۔ تاکہ وہ پورے لشکر سے تیار اور آمادہ ہو کر اُن حدود کی حفاظت کرے اور فراہمی لشکر کے وقت اور امداد کے موقعہ پر فتحمند لشکر اپنی جگہ سے حرکت میں آئے۔ اور صاحب دیوان رات دن لشکر کی ضروریات کو دُور اور نزدیک، ترک اور تاجیک سے مہیا کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اور آفتاب صفت، رائے کی درستی سے دُور اور نزدیک والوں کو مطیع اور معتقد بنا کر آلات حرب کی تیاری اور ہتھیار و دیگر اسباب کو ترتیب دیتا تھا۔ پس لشکر کی روانگی کا حکم نافذ ہو گیا۔ ارباب جنگ، جلدی میں تھے ہر ایک شخص نے اپنی جگہ سے لڑائی کے سامان کو تیار کرنے کا انتظام کیا۔ اور مقدمہ میں بلاچو شاہزادہ، باسار اغول اور الیناق، جس کا نام رکھا گیا تھا لشکر منصور کی رہنمائی اور سپہ کوب سے موسوم اور صف شکنی میں مشہور تھا اور جمہور کی بہترین پُشت پناہ تھا۔ ارغسون، تکتا نارین احمد اور اشغان کے ساتھ آہستہ آہستہ خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ جیسا کہ میں نے (مصنف) ان کی تعریف میں کہا ہے۔ ؎

(۱) ص۲۵۶ ترک جو شیر کی طرح لڑائی میں غُراتے ہیں۔ صلح میں نرمی اور تواضع کی کوشش کرتے ہیں (۲) کبھی جنگ کی صف میں خنجر کی طرح زہر ہیں کبھی مجلس کے ہاتھ میں ساغر کی مانند مرتا ہیں۔

اُدھر شہزادہ ارغون جب ایلچی کے واپس ہونے سے سلطان کے دل کے مضمون سے آگاہ ہُوا۔ اور کبخاتو نے پیچھے بھاگ کر، مددگاروں کی پکڑ دھکڑ کی خبر پہنچی۔ جان لیا کہ پانی سر سے جس طرح کہ۔ ع۔ کام لب خشک اور دیدۂ تر سے گذر گیا۔ جنگ وجدال کے سامان کرنے، اور آلات جنگ کے حاصل کرنے، لشکر کی ضروریات مہیا کرنے کی پرورش کرنے سے فارغ ہو گیا تو قراؤناس کے بعض سپہ سالاروں نے عرض کیا کہ اگر ہم مقدمہ لشکر بنائے جائیں تو عہد کرتے ہیں کہ "یہ ایک تومان لشکر دس تومان کا مقابلہ کرینگے۔ چونکہ ان کے تمام لوگ حاضر نہ تھے باقیوں کو مکانوں اور منزلوں سے حاضر کرنے کیلئے ایلچی روانہ کئے کہ بغیر تاخیر اور انکار کے ہر ایک شخص مقام معلوم سے جھنڈوں کے نیچے

اور نُصرت کی طرح جلدی کرے۔ کیونکہ زمانہ توقف اور انتظار کو برداشت نہیں کرتا۔ پس یولاتامور، جورغدای اور پولوغان کو ملازم رکھ کر ایک ہزار خاص فوجیوں کے ساتھ بطریق مقدمہ کے پہلے روانہ کردیا اور خود نجومیوں کے کہنے کے مطابق صفر ۶۸۳ھ کی یکم کو جو مخالف سلطنت کی عمر کا آخری ماہ تھا، اماکاجی، نقای یارغوجی، تاوتای۔ قازون پسر قتلغ بوقا بایتمش قوشچی۔ سرطاق، آلغو، اولادلے، قدغان ملک ۲۵ اغمان امراء اور چار ہزار سوار جنگجوؤں کی مقدار کے ساتھ حرکت کی۔

جب گھوڑوں کے متواتر سفر کرنے سے نواحی دامغان اُن کی آنکھوں کی شعاعوں کی جائے نزول ہوگیا۔ تو خبر لائے کہ "الیناق" ولایت ترے کی طرف چلا گیا اور مکانات، باشندے اور اسباب جلادئے، قتل کرڈالے اور چلاگیا۔ اور "سرائے لار" کو کہ ارغون کی جاگیر تھی ویران کردیا پس تمام مال واسباب کو لوٹ کر آذربیجان بھیج دیا۔ اور وہ (الیناق) اس دلیری سے فارغ دل اور آزاد ہے (اس خبر نے) ارغون کے غصہ کی آگ کو سودا کی نے میں لگادیا (غصہ بڑھ گیا) زخم خوردہ شیر کی طرح اضطراب میں آکر قسم اُٹھائی کہ اس ظلم (نقصان) کے بدلہ میں گھوڑوں کو آرام نہ دُونگا۔ جب تک کہ بغیر رحم کے گزند پہنچانے اور کینہ کش تلوار کے زخم سے سرائے کی (بربادی) کی سزا اس کے زمانے کی بغل میں نہ رکھونگا۔

وہاں سے لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرکے رات کو رات اور دن کو دن نہ سمجھا اور دو منزلوں کو ایک منزل میں طے کرتا تھا یہانتک کہ صحراءِ آق خواجہ میں دونوں لشکروں کی ملاقات اور فریقین کا مقابلہ ہوگیا۔ دونوں طرفیں لڑائی کی طرف متوجہ ہوئیں۔ جس وقت کہ خود (خود) کی گردش سے۔

سُورج نے سنہری تلوار نکالی اور چاند کو نقرئی ڈھال کی طرح چھپا دیا۔
لڑائی کی صف آراستہ ہوگئی۔

ارغوں کی طرف سے یولاتامور اور اماکاجی میمنہ میں تھے، بولوغان میسرہ میں۔ اور تاوتائے قلب میں اس کے مرکز اقبال کی طرح قائم تھا۔ اور سلطان کی طرف سے مولا جو شاہزادہ قلب میں مقیم تھا اور یاسار اغول میسرہ کا محافظ تھا، اور الیناق لشکر کا سپہ سالار اور فتح کا پیرو کار میمنہ میں کھڑا ہُوا تھا۔ کہ ناگاہ بہادروں کے دل جوش میں آئے۔ اور دونو طرف سے سوار جولانی میں آئے۔ مجلس رزم کے لئے جنگ کا نغمہ تیز ہوگیا۔ نیزوں کی مضراب شرائین (رگوں کے)

Marfat.com

تاروں کو پردہ حجازی (نغمہ) میں شور میں لاتی تھی۔ اور خنجروں اور تلواروں کی چپا کا چاک آہستہ ۲۵۷ اور زور سے اصول ضرب (تال کے اصول) دکھاتی تھی۔ اور ڈھول (نقارہ) کی آواز پر عمدہ نسل کے (یالدار) گھوڑے "جو تیز دوڑنے والی گھوڑیاں اور چنگاریاں نکالنے والی ہیں اپنے سُموں سے" کی صفت رکھتے تھے ناچنے لگے۔ قضا کے ساقی، سُرخ پیالوں (کھوپریوں) میں ہلاکت کے ذائقہ والی قاتل شراب کو ناپتے تھے، تلواروں کے پانی کے دانت والے حریف شاہ رگ کے خون سے چہرہ کو سُرخ کرتے تھے۔ اور جیسا کہ فردوسی نے کہا ہے ہر گوشہ سے ایک دلاور اور ہر ایک طرف کمان والا جنگ کے صحراء میں ؎

(۱) ایک کمان کو ظلم سے کھینچتا تھا۔ تو کہیگا کہ خورشید رخصت ہو گیا (۲) کمبخت کی کابک (ترکش) کا مُنہ کھول دیا۔ اس میں جس قدر مرغ (تیر) تھے اُڑ گئے (۳) آسمان تیز پَر زنبوروں (تیر) سے بھر گیا۔ جو نیزے کے جسم والے اور آہنی نشتر والے تھے (۴) پہلوانوں میں سے جو بھی وہاں سے گذرا۔ اسکا خیال اس فراخ دشت میں اس طرح تھا (۵) گدھ اور عقاب دوڑ گئے۔ اور ایک دوسرے کے پروں سے پَر ملا دئے (اُڑ گئے)

جب کمان کے بادل نے تیروں کی بارش کی تو عجب نہیں اگر سبزہ زار سے گُل اور لالہ کے خنجر کھل گئے۔ ؎

تیروں کی فولاد اور عقاب (تیر) کے پروں سے۔ آفتاب نے تیروں کے آگے ڈھال بنائی تھی ارغون، سیاؤش (پسر کیکاؤس) کی شکل والا اور تہمتن (رستم) کے بدن والا اوپر کے ذکر

جس کی چُستی سے آسمان کا خوش خرام گھوڑا عاجزی کی پچھاڑی سے بندھا ہوا تھا۔ ؎ وہ ایسا جہان نورد تھا کہ اگر آج تُو اُسے حرکت میں لائے۔ تو تجھے ایسے جہان میں پہنچا دے جس میں فردا ہے۔

سوار تھا۔ ع گویا کہ اس کی زین پر چاند یا شیر ہے اور میدان کے دور کی باری تھی۔ ہزار آنکھوں والا آسمان اس نیزہ گذاری، میدان داری [illegible] آیت وان یکاد دفع نظر بد کے لئے پڑھتا تھا۔ اور مرد فارکی زبان تیر کی طرح یہ جہا کلام [illegible]

؎ بادشاہ نے فیل تن گھوڑے پر پلنگ کو مغلوب کر لیا۔ شیر فلک اوج اسد [illegible] ہے کہ تُو اُسے پیادہ نہ خیال کرے۔

Marfat.com

جسوقت کہ (ارغون) کمان چاچی کو ابروئے بتاں کی مانند بل دیتا تھا چاند قوس (لزین) کُج ہیں آجاتا تھا۔ اور جب آتش کردار اور بجلی گرانے والی تلوار دشمنوں کے سر پر چلاتا تھا تو زمانہ کہتا تھا۔
ے جب وہ (تلوار) برق سے بازی کرتا ہے۔ اس حال میں جب کہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ میں نے اس کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی۔

ص۲۶ اگرچہ ارغون کا لشکر، سلطانی لشکر کے درمیان گویا کہ ایک قطرہ تھا اور دریائے محیط (سمندر) یا ذرہ بہ نسبت اجرام بسیط کے۔ مگر شہزادہ پانچسو سواروں کی قلیل مقدار کے ساتھ شکاری شیر کی مانند، جوہرنوں کے گلے کو مال غنیمت سمجھتا ہے۔ یا باز جو تیھوؤں کو چونچ اور پنجوں سے شکار کرتا ہے۔ ایک لحظہ قلب پر، ایک گھڑی اطراف پر جان توڑ حملے کرتا تھا قتل کرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا اور ہر حملہ سے سروں کو گیند کی طرح مٹی میں پھینکتا تھا۔

لڑائی کا تنور گرم ہو گیا اور بہادروں کے دماغوں کے خول سودا کے دھوئیں اور غصے کی آگ سے ابھر گئے۔ ے

(۱) اس شور میں ترکوں نے بند کر دئے، ترکی نائے کی آواز سے ترکوں کے گلے۔ (۲) سر بریدہ سرداروں کی موت سے۔ زمین نے گریبان اور آسمان نے دامن پھاڑ ڈالا (۳) جھنڈیوں کے سرخ ریشم کھل گئے اور ایک جنگل آگ میں پڑ گیا۔

ناگہاں "الیناق" نے اپنے میمنہ سے میسرہ پر حملہ کیا۔ پہلے حملہ میں "اور صبر صدمہ کے وقت بہتر ہے" "بولوغان" شکست کھا گیا اور اس کے استقلال کا پشتہ رخنہ دار ہو گیا۔ اس نے وہیں سے اپنے اراقیے اور لشکر گاہ سلطانی کا راستہ اختیار کیا۔ یولا تامور نے بھی اماکاجی کے ساتھ اپنے میمنہ سے مقابل طرف پر حملہ کر دیا۔ یاسار اغول نے سامان اور لشکر کے ساتھ فرار کی باگ موڑ دی یولا تامور قزوین کے قریب تک اس کے تعاقب میں گیا، جب اس کو نہ پایا۔ اس کی بیوی اور بچوں کو پکڑ لیا اور دیہہ "گرگان" کو مانند بھیڑیوں کے گوسفندوں کو تباہ کر دیا۔ طرفین سے سخت قتل اور

ص۲۶۳ برا عذاب عمل میں آیا۔ اور ہر گاؤں اور ولایت، جو ان کی گذرگاہ پر پڑی، عمارت کا نشان اس علاقہ سے مٹا دیا۔ اور ابھی وہ علاقہ سابق حالت پر نہیں پہنچا تھا۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو گئے۔ ع اس گیرودار اور اس پکڑ دھکڑ میں ارغون تھوڑی سی فوج کے ساتھ قلب لشکر سے جدا رہ گیا۔ ع۔ عجیب بات ہے کہ تیرے شہد میں زہر مل گیا ہے، قیام کی طاقت اور ٹھہرنے کا موقعہ نہ دیکھا، فیروز کوہ کے راہ سے روانہ ہو گیا اور تعداد اس لشکر کی جو اس کے

Marfat.com

ہمرکاب تھے۔ مین تنتو تک نہیں پہنچی تھی (۔۔۳ بھی نہ تھی) خیال تھا کہ لشکر قراوناس سے مل جائے اور دوبارہ لڑائی کو از سر نو شروع کرنے اور مقابلہ کی تیاری کے لئے حکم دے اور بقایا لشکر جو شہزادہ کے حال سے بیخبر تھا۔ سب منتشر ہو گئے۔

فریقین نے لڑائی کا فرش لپیٹ دیا اور جنگ سے دست کش ہو گئے۔

جب آفتاب کے سنہری پروں والے سیمرغ نے آشیانہ مغرب کا عزم کیا اور رات کے کوے نے سیاہ بازوؤں کو وادیوں اور پہاڑوں کے اطراف پر پھیلا دیا تو مشہور ہو گیا کہ ارغون موجود نہیں ہے۔ اتفاقاً لشکر قراوناس پہنچ گیا۔ جب انہوں نے شہزادہ کی حالت سے اطلاع پائی تو واپس چلے گئے۔ اور راستہ میں ظلم، جو اُن کی عادت ہے شروع کر کے پردہ دری، خونریزی اور بے انتہا لُوٹ مار کا ہاتھ کھول دیا اور دامغان اور نواح کو لُوٹ مار کی آگ لگا دی، جہان زلزلہ اور چیخ پکار میں پڑ گیا، اور ان دو لشکروں کے ٹکرانے سے دلوں میں ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا

ارغون جلدی سے لشکر کے ساتھ دھوئیں کی مانند جاتا تھا اس طرح کہ ٹھہرنے کا وقت اور کھانے کی فرصت نہ تھی۔ راستہ میں سلطان کی طرف سے ایک ایلچی پہنچا اور پیغام دیا کہ ہم نے الیناق کو نہیں کہا تھا کہ ارغون کے ساتھ عرصۂ جنگ میں حملہ جولانی دکھائے حکم یرلیغ اس طرح تھا کہ ارغون بارگاہ سلطنت میں حاضر ہو تا کہ تھوڑی بہت باتوں کے بعد محبت کی مجلس میں تھوڑی دیر شراب کے پیالہ سے ہم پیالہ ہونے اور دوستی کے طریق پر خوشی حاصل کی جائے چاہئے کہ ارغون بیگانگی اور نفرت کی راہ کو بند اور دوستی اور تقرب کی گرہ کو استوار رکھے اور وہم کے پیش آنے اور خطرات کی آمیزشوں کی طرف توجہ نہ کرے اور صاف اعتقاد اور پورے خلوص کے ساتھ دربار کی طرف توجہ کرے۔

اس طرح کی چند خوشامدانہ اور عقلمندانہ غلطی میں ڈالنے والی باتیں کیں۔ ارغون نے قتلغ تومین اور لکوی گورگان کو سلطان کی خدمت میں بھیجا تا کہ اسی قسم کا ایک بہانہ جو اور عذر کی تمہید کرے۔ لکوی نے صورت حال کی رازگوئی میں گروہوں کے منتشر ہونے لشکر کی قلت اور بیحد خوف کے متعلق وضاحت سے بیان کیا اور کہا کہ اگر ارغون کے قدم کو روک تھام اسوقت مہمل رہی تو جب لشکر قراؤناس اس کے ساتھ مل جائیگا تو اس موقعہ کی صورت پھر آئینہ مثال آسمان میں مشاہدہ نہیں کی جا سکتی۔ جلدی کرکے نازک مہمات، توقف نہیں کرتیں اور ملکی ضروریات تاخیر قبول نہیں کرتیں

Marfat.com

اور عقلمندوں نے کہا ہے کہ زمانہ کی نہ آئی ہوئی بدانجامیوں سے بچنا کم آزاری اور طرح طرح کے حیلوں سے حاصل ہوتا ہے، اور نقد وقت کی تازہ رُوئی اور خُوش خوئی سے ملاقات کرنا سلامتی کے زیادہ نزدیک نظر آتی ہے مگر روزگذشتہ کو واپس نہیں لایا جا سکتا اور شست سے نکلا ہُوا تیر زیادہ قبضۂ امکان میں نہیں آتا۔ غلاموں پر لوازمات خیرخواہی کا ادا کرنا، وصیت کے رسمات کو پُورا کرنا اور اس کا جتلانا جو مخدوم کے دل کی فراغت کا موجب ہو ضروری ہے۔ سے

شہنشاہ کا درست خیال گرم روی میں بادل کی طرح ہوتا ہے۔ ص۲۶۳ وہ حاصل کر کے

معاذ اللہ۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو افسوس ہوگا۔

قُدرت کے فوت ہو جانے کے بعد افسوس اور حسرت فائدہ مند نہیں ہوتی اور فکر کی دوڑ دھوپ حاجت برآر نہیں ہوتی۔ سلطان بارہ تومان لشکر کے ساتھ۔ سے

پہلوان کو گرانے والے، شیر کو پکڑنے والے سوار۔ زرہ، تلوار اور تیر کے ساتھ

جوشں وخروش میں تھے۔

حرکت میں آیا "خیل بزرگ" میں لشکر کو پیش کیا اور کوئی لشکر اس سامان، آراستگی شان وشوکت اور پیراستگی کے ساتھ کسی تاریخ میں مطالعہ نہیں کیا گیا۔ اور جس طرف کہ اُن کا گذر ہوتا تھا ظُلم اور لُوٹ کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور مخلوق کو رنج اور عذاب کے گڑھوں میں ڈالتے تھے خصوصاً دامغان اور اس کے نواحی میں "ہم عنقریب اُن کو دو دفعہ عذاب میں ڈالینگے" کی آیت اُن بیچاروں پر پڑھی۔ اور جو کچھ کہ پہلے حملہ میں باقی چھوڑ گئے تھے لُوٹ لے گئے۔

علاقہ کے رہنے والوں اور کثیر رعایا نے سلطان کے گذرنے کے وقت فریاد، انتقام چاہنا، داد خواہی اور مدد طلب کی "اور تیرا رب شہروں کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا اس حال میں کہ اسکے لوگ اصلاح کرنے والے ہوں" کی فریاد بلند کی۔

سلطان نے اس مصلحت کا رجوع صاحب دیوان کی طرف فرمایا، اس نے عرض کیا کہ لشکر کو ایسے حال میں اس جیسی حرکتوں سے منع نہیں کیا جا سکتا تاکہ دل شکستہ نہ ہو جائیں کیونکہ شکاری پرندے جو اد شکار کے لئے کتے ہی سکھائے ہوئے ہوں اور اس بارے میں مشق حاصل کئے ہوئے ہوں (تکہ) ان کو ابلی (گوشت) دینے کے سوا چارہ نہیں ہوتا" اور یہ خیال صاحب دیوان کا مبارک نہ ہُوا اور جلدی ہی مُلک اور سلطنت کو فنا کا نقصان پہنچا۔

سلطان نے راستہ میں شہزادہ ص۲۶۴ طغا تامور اور بوقا کو بھیجا۔ اور وہ کیخاتو اغول کو منزل "کبود جامہ" میں سلطان کے لشکر میں لے آئے۔ دوسری طرف سے الیناق نے جب معلوم کیا کہ ارغون لشکر سے جدا ہو کر واپس پھر رہا ہے۔ اپنے زرین سوار شیروں کے ایک تومان لشکر کے ساتھ جو آتش برزین (آتشکدہ) کی طرح جوش مارتے تھے۔ پیچھے سے روانہ ہو گیا۔ کیونکہ جدائی کے وقت اس شیطان (الیناق) نے بادشاہ سے شرط کی تھی کہ میں غلام "ارغون" کو سدرہ کی بلندی والے تخت کے سامنے حاضر کرونگا۔

ارغون غوجان تک چلا گیا متفرق لشکر کا کوئی نشان نہ دیکھا اور دائمی گھوڑا دوڑانے اور تیزی کرنے سے اکثر سوار اختیار اور جبر سے پھر گئے تھے۔ پس قلعۂ کلات میں باوجود اس کے کہ کسی قسم کی حفاظت کی اس سے توقع نہیں رکھتا تھا۔ پناہ لی۔ اور وہ ایک قلعہ ہے جو رودخانہ کا سر میں، سرخس، ابیورد اور طوس کے درمیان واقع ہے۔ حفاظت سے دور اور اس کی بہت سی عمارتیں مٹی ہوئی ہیں۔ اور ابو نصر محمد بن عبد الجبار العتبی نے کتاب یمینی میں اس قلعہ کے صفات کے متعلق اس طرح بیان کیا ہے "اور وہ ایسا قلعہ ہے جسکے بلند سبد اذن" ہواؤں کے پاؤں گھس جاتے ہیں اور آنکھیں اسکی چوٹیوں اور گھاٹیوں سے ادھر ہی پھسل جاتی ہیں"

وہ ایک سو آدمی کی تعداد کے ساتھ جو مصاحبوں اور ملازموں میں سے تھے۔ وہاں رہ گیا۔ فکر دل پر غلبہ پائے ہوئے تھا اور صبر اور تاخیر کے ہاتھ پھیر دیئے تھے کہ خود اس بیفائدہ کام کا انجام کس طرح؟ اور کہاں؟ اور کب ہوگا؟ اور آخری دوا داغ دینا ہے" پھر امید کے میدان کی رسیوں کو وسیع کرتا تھا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ ممکن ہے کہ کسی دن۔ ؎

اس کی رحمت سے کام اچھے ہو جائیں۔ اور مطیع ہو جائے میرا زمانہ خوشی سے یا ناخوشی

الیناق تین دن کے بعد وہاں پہنچا۔ اتفاقاً شہزادہ قلعہ کے نیچے آیا ہوا تھا ص۲۶۵ لکڑی کے کام کو معلوم کرنے کے لئے۔ کیونکہ افواہ یہ مشہور کر دیا تھا کہ وہ لکڑی ... ل کر زمانہ کے پار ہو گئے ہیں اور بلغان خاتون کے لشکر کا جو محبوب ...

الیناق شہزادہ کی خدمت میں آیا اور طریقۂ ادب کے التزام کے لئے ایک ... پیشکش کیا اور ایک دوسرے کے ساتھ قلعہ میں چلے گئے اور ہر قسم کی باتیں کیں۔ الیناق نصیحت اور تحریص کے رنگ میں اطاعت کی راہ پر چلنے میں مشغول رہا۔ شاہزادہ نے ... آنے والے مصیبت کے مہمان دیکھے اور امراء اور لشکر کو جب دیگر اسباب خوش دلی کی ...

متفرق پایا تو سوائے تسلیم کے کوئی راہ اور خارج از توکل کوئی پناہ نہ پائی۔ الیاق کے ساتھ قلعہ سے نیچے آیا اور مکار اور فریبی آسمان کی گردش پر راضی ہو کر مقام غوجان میں شاہی کیمپ میں پہنچا۔ اس (ارغون) کو بائیں جانب سے لائے اور اس نے پٹکا میان سے کھولا۔ اور آسمان، مصنف کے طبع زاد سے پڑھتا تھا۔ ے

جب اس نے کمر کھولی خورشید جوزا سے باہر آگیا۔ چاند برج عقرب میں آگیا جب اس نے رخ پر زلفیں باندھیں۔

سلطان (احمد) ایسے مکان میں۔ جس کی گول اور مسطح شکل گردش کرنے والے فلک کے برابر اور خلد بریں کی مانند تھی اور آفتاب سلطنت کی حامل تھی اور عجم کی اصطلاح میں اسے خرگاہ کہتے تھے۔ تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا اور حسن انجام کے پانی سے غموں کے نقش، سینہ کی تختی سے دھوئے ہوئے اپنے دل کو خطرات کے چلے جانے اور خوشیوں اور مسرتوں کے آنے سے مرجہ اور خوش آمدید کہتے ہوئے، انتقام کا غرور اور تکبر کا ناز جو فوقیت کے وقت رذائل نفسانی اور قوت شہوانی کی ردائت کے تقاضے سے ہوتا ہے۔ کام میں آیا۔ حکم دیا کہ داخل ہونے اور اجازت طلب کرنے کی قدرت آرزوؤں کے میدان کی طرح ارغون پر تنگ کردیں اور آس
۲۶۶ دو آفتابوں کے مقابلہ میں روک لیا۔ ایک آسمانی آفتاب جو دوپہروں کی تیزی کی تاثیر سے آسمان سے آتش فشانی کرتا تھا اور دوسرا عتاب کا آفتاب جو زندگی کی نعمت اور عمر اور جوانی سے نفع اٹھانے کو، زوال کے وقت سایہ کی مانند ناچیز کردیا (سلطان) اس سے بے خبر تھا کہ تقدیر کا فراش جو ہر صاحب عزت کو ذلت دینے والا اور ہر ذلیل کو عزت دینے والا ہے دولت کے گھنے سایہ کا شامیانہ ارغون اور اس کے مبارک خاندان کے لئے کھڑا کردیگا اور حوادث روزگار کے ہاتھ سلطنت کی بنیادیں عہد سلطانی میں ڈھیر کردیگا۔ جیسا کہ گلاب کا عرق کھینچنے کے آلہ میں سے تازہ گلاب کا عرق ٹپکتا ہے۔ شاہزادہ کے پھول جیسے رخسار سے پسینہ ٹپکنے لگا۔ اور پیاس سے زبان پر کانٹے پڑ گئے۔ غم کی وجہ سے دل متحیر ہوگیا۔ اور کرہ خاک پر اس کی بہن طغان نہایت شفقت اور ہمدردی سے اٹھی اور اس کے سامنے آئی یہاں تک کہ ایک لحظہ کے لئے اپنے جسم کے سایہ سے سورج کی گرمی کو اس کے چہرے کے سایہ پروردہ تازہ پھول سے چھپا دیا۔

کچھ عرصہ کے بعد بولوغان خاتون (زوجۂ ارغون) کو شاہی خیمہ میں اجازت دی سلطان نے

Marfat.com

اس کی تعظیم کی اور شراب کا جام دیا۔ چونکہ مقصود کے ہُما کو مطلب کے دام میں لا چکی تھی اور آرزوؤں کے شاہین کو مرادوں اور مقاصد کی بابلی پر کامیاب پایا تو خاص شکریے کے اظہار کے اور کھانا کھلانے کے لئے ناز کرتی ہوئی دامن گھسیٹتی ہوئی باہر آئی اس کے روشن تاج کی چوٹی کی چمک رشک سے زحل کی کلاہ کو مٹی میں ڈالتی تھی اور اس کے مروارید گرانے والے قیمتی کپڑے کی قبا سے سُورج اور چاند کی زرتار اطلس پارہ کی طرح بیقرار ہوگئی۔ کیمپ کے حوالی میں ایک لحظہ جانور ڈال دیا۔ جب خیمہ میں واپس آئی تو ارغون کو آواز دی وہ اندر داخل ہوا اور گھٹنے جھکائے اور خدمت کے رسومات، "جیسے اُن کا طریقہ ہے"۔ ادا کئے۔ سلطان نے اس کو بغل میں لے لیا۔ دونوں نے لعل گوں رُخسارے کے صفحوں کو (ایک نے) رحمت اور دوسرے نے شرمندگی کے آنسوؤں کے موتیوں سے مرصّع کیا۔ پس سلطنت کی زبان نے خوشخبری دی کہ خراسان کو آباقاخاں کے عہد کے قاعدہ کے مطابق ارغون کو دیا جائے اور اس کی امیدوں کو پورا کرنے کے قلم سے عنایات کے دفتر پر نقش کر دے۔ اور ۲۶ھ دونوں جانب سے شراکت اور حصّہ داری کے نقش کے سامان تیار کریں اور دشمنی کے شہر اور مخالفت کے منصوبہ کو ترک کرنا اختیار کریں۔

فوراً ایک اکیلا خیمہ مقرر ہُوا۔ ارغون الحاصل شکر کی مدد سے اس روز کہ عنایت خداوندی کی صورت رکھتا تھا مایوس ہوگیا اور آشفتہ صورت دل کے غم سے مایوس ہوگیا تھا۔ خود اور بولوغان خاتون اس وحشت اور دہشت کے مقام میں مقیم ہوگئے۔ بوقا کے بھائی آردوق نے چار ہزار لشکر کے ساتھ، ستاروں کی طرح جو آسمان کے خیمہ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اطراف کو گھیر لیا۔ دوسرے روز جونہی کہ خورشید جمشید کی طرح آسمان سبز تخت پر ظاہر ہُوا سلطان تودی خاتون کی ملاقات کے لئے روانہ ہوگیا۔ کیونکہ اس کا دل اس کی طرف، جوہر کی طرح مرکز اصلی کی طرف، مائل تھا۔ الیناق کو مقرر فرمایا کہ سلطانی جھنڈے کے کوچ کرنے ارغون کی زندگی کے کیمپ کو کوچ دے کر ہلاکت کی منزل میں پہنچا دے۔ وصال کے نورس درخت سے بہت جلد خوشی کا پھل چُننے ۔۔۔ اور عقل کُل کا بُلبل، مصنّف کی طبع زاد سے کہتا تھا۔ ؎

باغبان کی کوشش ہرگز کوئی طراوت نہ دے گی۔ جب کہ تیرے گلستان کی طراوت پردے رہ خزان (یا تودی خاتون) نے قبضہ کر لیا۔

Marfat.com

اور سلطان نے سبز رنگ تلوار کے عوض عقیق جیسا سُرخ ساغر لے لیا۔ اور عورتوں کے وصال کو تیغ چلانے والوں کے حملوں کا نعم البدل جانا۔ کنیزوں کے شکموں کو گھوڑوں کی پُشت پر ترجیح دی اور نازک اندام عورتوں کے دانتوں اور لبوں کے چُوسنے میں اطراف کی عدو کی جنگ سے غافل رہ گیا۔ نشہ دینے والے شہد کو پینے کی خاطر جان کی شراب کو بچھوؤں کے ڈنگوں کے آگے قربان کر دیا اور کنواری اور میانہ سال عورتوں کی ہوس میں مددگاروں کی ناشناسائی کو بھُول گیا۔ گانے بجانے کے آلات اور سازوں نے مشاہیر لشکر پر ترجیح پائی۔ نازک کمر گوری عورتوں کے رخساروں ۲۶۸ کے نظارہ میں باریک اور سفید تلوار دنکی تیزی کا خطرہ ناچیز خیال کیا۔ بہادران جنگ کے نعروں کو نہ سُن کر یغمار (نام شہر) کی گوری رنگت والے دلبروں کی طرف مائل ہُوا، نیزوں اور تلواروں کی چمک کو میدان جنگ میں نہ دیکھ کر گوشواروں کے گراں قیمت موتیوں کی بزم کے ایوان میں توقع کی خلوت سرائے مقصود میں تخت سلطنت کے ایک گوشہ پر۔ ے

سلطنت کی عروس کو وہ شخص مضبوطی سے آغوش میں لیتا ہے، جو آبدار شمشیر کے
ہونٹوں پر بوسہ دے۔

سُبکی اور بے عقلی سے جب (سلطان احمد نے) خوابگاہ کی نرمی میں سونا چاہا عیش کے راستوں پر ایک لحظہ چلنے کے لئے بادشاہوں نے نوکروں اور اس قدر لشکر اور جماعت کو ترک کر دیا کیونکہ مقصد کے جام سے مست، دلآرام کے خیال میں سرکش زمانہ کی گردش سے بے غم اور اس ملامت کے دُکھ دینے سے بے خبر تھا۔ ے

تُو نے جال بچھایا اور دشمن کو جال میں پھنسا لیا۔ اُسے بیباک ہو کر جلدی قتل کر
اور اپنے نام کی آبرو ضائع مت کر۔

ارغون کے لئے سلطنت کی طاقت اور زندگی کی نعمت تقدیر میں تھی۔ سلطان نے تلوار اپنے وقت میں نہ چلائی تھی "وقت خود ایک تلوار ہے" نہ پڑھا تھا اور فرصت کو غنیمت جاننے اور اختیار کے زمانہ کو غنیمت شمار کرنے میں ارادہ کا قدم نہ خرچ کر اپنے کام کو مگر وقت قدرت میں اُس کے راستے میں نہ رکھا تھا آخر کار دشمن گھات سے نکلا اور جس دن کہ بدل جائیگی زمین دوسری زمین سے" ظہور میں آیا۔ بوقا نے اپنے بھائی آروق کی امداد سے جو دربار میں قربت کا مرتبہ اور پورا اعتبار رکھتا تھا۔ ص۲۶۹ اور شہرت خاص پائی تھی اور مقرر مرتبہ

Marfat.com

ترقی کی تھی۔ شاہزادوں اور بعض امراء کے ساتھ مشورہ کیا کہ "احمد چنگیز خان کے خاندان کو ذلیل بلکہ جڑ سے اکھیڑ دیگا اور مسلمانوں کو صاحب دیوان کی تعلیم سے معظم اور مقدم رکھتا تھا اور اس نے مغلوں کی شکست دینے کے لئے لشکر گرج کو الیناق کے اہتمام میں مقرر کیا تھا۔ اس کو مدد اور قوت کی فضیلت اور زیادتی سے تمام امراء اور مصاحبوں سے بڑھا دیا تھا۔ صاحب عقل و خرد جب دشمن کے عقیدہ کی تبدیلی کا نشان حال کی پیشانی میں "نشان ہے اُن کے چہروں میں"۔ کے مطابق آنکھوں سے دیکھے فوراً اپنے کام کے اطراف کو فراہم کرے اور اس کے شر کے دفع کرنے اور وجود کے مٹانے کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو تاریخ سعادت کا روزنامہ اور توفیق اور ہدایت کا وقت شمار کرے کیونکہ اگر غفلت اور سُستی کی طرف مائل ہو اور تذبذب اور حیرانی کے گرد پھرے۔ تو کام ہاتھوں سے تیر کی طرح شست سے۔ اور پانی سر سے نکل جائیگا۔ جونہی کہ موقعہ سامنے سے گذریگا بے شک اس نے اپنے خون میں کوشش کی ہوگی اور اِس جہان اور اُس جہان میں معذور پسندیدہ نہ ہوگا جماعت اور لشکر کی مصلحت یہ ہے کہ "ہولاجو" کو سلطنت پر بٹھادیں۔ اور احمد کو تخت سلطانی سے اُتار دیں اور یہ تجویز ارغون کے چھوڑ دینے سے وابستہ ہے"۔ سب کو یہ خیال صحیح معلوم ہُوا۔ سب نے وعدہ کیا کہ جب زمانہ (دن) گناہگاروں کے دل کی طرح سیاہ (رات) ہو جائے اور دن کا لشکر بغیر سامان اور سپاہ کے (دن ختم) ہو تو یہ ارادہ پورا کریں۔ ہر ایک اپنے مقام سے موعودہ وقت منتظر اور وعدہ کی ساعت کا محافظ ہو گیا۔ ~

جب بلند آسمان نے پوتھ کا تاج پہنا (تاریکی چھا گئی) تو لاجوردی آسمان پر مشک (اندھیرا) پھیل گیا۔

ف۲۷ فلک کے شہسوار نے آفتاب کے ساز والے زرد گھوڑے کو میدان آسمان سے باہر دوڑایا اور شام کے مُشکی گھوڑے کے موتیوں سے مزین لگام ڈال کر زمانہ کے گرد پھرنے لگا اور فرقدان (دو ستارے) نے چوکیدار کی طرح حوادثات ... خوش ہونے والی زہرہ نے ستارہ بلند کی بزم کو ترک کر دیا۔ تیغ زن بہرام (مریخ) نے کوندہ خنجر پکڑ لیا منشئ فلک نے قلم پھینک دیا۔ اور جب مشتری کمان کا طالب ہُوا اور پیر فرتوت زحل کا ڈول زمین کے رہنے والوں کی زندگی کے کنوئیں میں گر پڑا اپنے سے کہتا تھا۔ ع
لیکن تُو اپنا ڈول ڈولوں میں ڈال دے (تحریص سعی مراد ہے) ~

چاند ڈبیا ہے، ثریا گولیوں کی طرح ہے تقدیر ایک چالاک شعبدہ باز (مداری) ہو گئی ہے۔

گویا کہ ستاروں کی لڑکیاں (حسینان) چگلی کے خاندان سے متعلق تھیں جو سُرمئی پردہ (آسمان) کے پیچھے دیدار کے لئے کھڑی تھیں کہ ناگاہ بوقا شاہزادہ (ارغون) کے خیمہ کی طرف آیا اور خیمہ کے دامن کو شرم اور حجاب کے پردہ کی طرح اُٹھا دیا۔

اس عذر سے کہ اُسے شاہی حکم سے کسی مصلحت کے لئے انہوں نے بھیجا ہے۔ ارغون وحشت کی خوابگاہ سے گھبرا کر اُٹھا۔ دلی وسوسوں میں کھلبلی پڑ گئی کہ اسی وقت بیحد درد اور صدمہ سے ایام شباب کے وداع کی تلچھٹ۔ ے (از مؤلف)

آرزوؤں کے جدا ہونے کا کوئی سبب اور باعث ہوتا ہے۔

کے ساغر سے پی لے۔ بوقا ارغون کا ہاتھ پکڑ کر باہر آیا۔ شہزادہ تاخیر کرتا تھا اور نفرت ظاہر کرتا تھا (پس اس بوقا نے) فیصلہ کی صورت، کُن فیکون (تقدیر) کے امر کا معاملہ شیخون مارنے کے ارادہ کو پورا کرنے اور ہولاجو کے سلطنت کے امیدوار بننے کے فریب کو بیان کر (ارغون نے) فرمایا طاتے کہ بولوغان کے ساتھ مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ بوقا مانع ہوا اور کہا کہ عورتوں کی رائے ایسے مقام میں مصلحت بین اور صواب دان نہیں ہوگی۔ ایسا نہ ہو کہ بنے بنائے کام مٹ جائیں۔ اور فرصت کا موقعہ جاتا رہے۔ اکٹھے روانہ ہوئے ایک ٹیلے کے پیچھے زین والے گھوڑے جو ارادے کے دہانہ سے لگام دار اور احتیاط کے تنگ سے کمربستہ تھے۔ باندھ رکھے تھے تلوار کی طرح دشمنوں کے خون کے پیاسے اور اس بیت سے مشابہت کرتے ہوئے۔ ے

یہ گھوڑے، اولاد غراب، وجیہ، لاحق۔ اور اعوج سے ہیں اور افزونی رکھتے ہیں بہ نسبت منسوب الیہ کے

آگ کی مانند، بادپا گھوڑوں پر سوار ہو گئے، اور دشمن کے ناموس کے پانی کو ذلت کی مٹی پر گرا دیا۔ اروق اور ہولاجو خفیہ طور پر یاسار اغول پر جا پڑے۔ اور اس کو چند خواص کے ساتھ مست سویا ہوا پایا اور زندگی کے دفتر سے ان کا نام مٹا دیا۔ ارغون اور بوقا الیناق کی منزل کے عازم ہوئے جو زیادہ سخت دشمن اور نہایت تیز نیش تھا۔ اس (الیناق) سرکشی کے نمرودنے مچھر کے ڈنک کے خوف سے مچھر دانی میں نازک پہلو آرام کے بستر پر لٹکایا تھا۔ تلواروں کے

Marfat.com

ساتھ اندر گھس گئے اور اس کو مچھر دانی کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بعض چوکیداروں نے تیر چلانے شروع کئے، بوقا نے آواز دی کہ "آجتک ہم احمد کے حکم کو چلاتے تھے اور تابعداری کی گردن اطاعت کی رسّی پر رکھتے تھے۔ اب ہولاجو کے حکم سے ہم نے الیناق کو قتل کیا انہوں نے ہتھیار پھینک دئے۔ اور بندگی کے گھٹنے عاجزی کی زمین پر ٹیک دئے۔ روز قیامت کی وہشت اس رات کو مشاہدہ کی اور شور اور زلزلے مکانوں میں آ گئے۔ ؎

تو جتنی دیر میں انگوٹھی کو پھیریگا۔ جہان کی حکومت دگرگوں ہو جائیگی۔

صلہ (اسی رات کو ماما رنام) واقعہ سخت کے درمیان سے تاریکیوں کے دامنوں سے تمسک کر کے فرار کے گھوڑے پر سوار ہو گیا ور احمد کے پیچھے ہوا کی طرح جو گرد اُڑاتی ہے تیز دوڑا احمد اسفرائن سے چار فرسنگ بلکہ تخت اور ملک کے تاج پر واپس آنے کے امکان کی سرحد سے ہزار فرسنگ گذر گیا تھا اور اس کے سر پر قضا نے لکھا تھا کہ۔ ؎

اے غفلت کی رات میں سونے والے! جاگ۔ کہ صبح روشن ہو چکی ہے پردۂ شب کے پیچھے سے۔

ماما جنکی اس حال میں صبر و سکون کو جذب کرنے والی قوت اور زندگی کو روکنے والی طاقت ضبط کے امکان سے باہر نکل چکی تھی پہنچا۔ اپنے بھاگنے کا حادثہ، ارغون کی رہائی، شبخون اور مددگاروں کے قتل کے حالات بیان کئے اور اس دعوے کی گواہی میں حسرت کے آنسوؤں کا سیلاب دونوں آنکھوں سے منہ پر جاری کیا۔ اس وحشتناک خبر اور تشویشناک پیغام سے سلطان کا دل مصیبت کے افسوس میں بغیر جان کے ہو گیا اور روح غم کے اضطراب کی تنگی میں پیچ و تاب کھانے لگی اگرچہ احمد ان نہ بھرنے کے وسائل کے ساتھ۔ سواریوں، لشکروں خزانوں اور ذخیروں سے لا ینصرف (بھاگنے کی ضرورت نہیں) کی صورت کا تھا مگر) مجبوراً انصراف (بھاگنا) قبول کیا اور مخالفوں کی سلطنت کے جھنڈے ا... بلند ہو گئے۔ حلقہ نما آسمان کے فیصلہ اور قہری حکم سے پچھلے پاؤں واپس ... کیا اور قنغر اولنگ واپس آیا۔ خوف اور مایوسی دل پر غالب ہو گئی تھی اور حیرت اور دل تنگی کے لشکر نے صبر کی سامان گاہ کو لوٹ لیا تھا۔ باطنی تردد نے اس کی ظاہری حالت کو پریشان کر دیا تھا اور اس کے دل کے اضطراب نے دل کے بستر پر آگ پھیلا دی تھی۔ وہاں سے اپنی ماں قوتی خاتون کے لشکر کے ارادہ سے سراب کی طرف عنان موڑی اور خود جھوٹی امیدیں جتیل

Marfat.com

میدان کی سراب کی طرح کہ پیاسا سامنے سے اسے پانی سمجھتا ہے اور جب اس کے پاس پہنچ جاتا ہے تو کچھ نہیں پاتا" اس کو دھوکہ دیتی تھیں۔ راستہ میں امیر، لشکر کے سردار اور اطراف کے ملوک، اس کا ساتھ چھوڑتے جاتے تھے اور ہر منزل پر اس سے پیچھے رہ جاتے تھے اور خواہشات اختلاف کی صورت اختیار کرتی جاتی تھیں۔ ص

ہر قدم پر کامیابی سے دُور ہوتا جاتا تھا۔ مایوسی سے لکھی ہوئی آیت (کسراب بقیعہ) پڑھتا تھا

صاحب دیوان بھی واپسی کے وقت خادموں، لشکر، سواروں، چاکروں، سواریوں اور گھوڑوں سے جدا ہو کر ایک کوتل کے سائیس کے ساتھ جاجرم پہنچا۔ بعض خواجگان شیراز نے جو خراسان میں ارغون کی خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے اور لشکر کی شکست اور لڑائی کے بعد جب صورت حال بدل گئی اور موجودہ مصیبتوں نے موافقت کا سلسلہ توڑ دیا احمد کے کیمپ کی طرف آئے۔ اس فتنہ کے جوش اور اس آگ کے بھڑک اُٹھنے سے ذلت کے صحراؤں اور دہشت کے بیابانوں میں تیز دوڑتے ہوئے جاجرم میں آدھمکے۔ صاحب دیوان نے ان سے ایک دو خچر لئے۔ اور حقیقت میں جہان اور اس کا کام کلیتہً تمسخر اور کھیل ہے۔ اور اس کی مجازی تلمیح دار چیزوں کا مغرور ہمیشہ ذلت کے چار میخ (عذاب) میں مبتلا رہتا ہے۔

چونکہ حریف بخت بے سامان تھا اور اس نے مخالف کے قول کے نغمہ کو تیز کر دیا تھا عراق کے پردہ (نغمہ) کی تیاری کرنا نسبتاً زیادہ مناسب نظر آیا۔

اسوقت جب کہ حمائل فلک سے صبح کی تلوار تاریک رات کے سر پر درست کی اصفہان کی طرف چلے گئے۔

لیکن ارغون نے اسی رات کو جو دشمن پر فتح حاصل کرنے کی وجہ سے جنگ بدر کا دن تھا اور وہ ستنوں کی مدد سے شب قدر تھی۔ جب دشمن کا کام تمام کر دیا اور دل کینہ کے مواد سے فارغ ہو گیا۔ تو تمام رات اپنے بخت کی طرح بیدار رہا۔ جب صبح کا چہرہ زُلف شب کے شکن میں سے چمکنے لگا اور کافوری کرنیں عنبر بیز ستاروں کے عوض سبز چرخ کے اطراف پر پڑیں۔ شہزادے اور امراء خدمت میں آئے اور زندگی کی نعمت سلطنت، اور دشمنان سلطنت کے مقہور ہونے کی۔ امید کے قطع ہو جانے کے بعد۔ مبارکباد دی۔ ص

Marfat.com

کس قدر خوش ہوگا جب طویل انتظار کے بعد۔ امیدوار۔ امید کو پہنچے۔

بوقانے اللہ تعالےٰ کے حکم کے بعد جان اور سلطنت کا احسان ارغون پر ثابت کردیا تھا۔ بورلا کو ایسے اونٹ پر ؎

ایک ہولناک شتر، تیز دوڑنے والا، کم کھانے والا، بہت چلنے والا۔ جو ہر نوالے سے
قدم قدم چلنے اور تیز دوڑنے میں سبقت لے گیا۔

سغورلوق کی طرف روانہ کردیا تاکہ لشکر قراؤناس کو اطلاع دے اور احمد کی راہ کا خیال رکھیں اور اللمش قوشچی، کو نوشچیوں کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ راہ میں احمد کے نوکروں سے تلوار سے دریغ نہ کریں اور جہاں کہیں ٹکر ہو جائے علے الاعلان کہدیں کہ ابھی ارغون پچاس ہزار لشکر کے ساتھ پہنچیگا۔

اس مصلحت کو جاری کرنے کے بعد شہزادہ (ارغون) نے خود بھی صید مطلوب کے شکار اور دشمن مغلوب سے قصاص لینے کے ارادہ سے حرکت کی جیسا کہ اس ذکر میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان خبروں کے پھیلنے سے تمام لشکر نے "وہ پراگندہ ہو گئے ہر طرف" کی راہ اختیار کی۔ قیامت کبریٰ دنیا کے گھر میں واقعہ ہوگئی اور اس ہول اور دہشت کی شدت اور اس خوف اور گھبراہٹ کی برائی جہان کے ختم ہونے تک دیہات اور شہروں میں افسانہ ہوگئی۔ سونے چاندی کے سکے، جڑاؤ برتن اور پرنیاں اور ریشمی کپڑوں کی گٹھڑیاں کی گٹھڑیاں ص ۲۷۵
پتھریلی اور تنکوں کی طرح مٹی پر پڑی تھیں، لوگ بیحد رعب اور خوف سے ادھر توجہ نہیں کرتے تھے۔ وہ کنواری عورتیں، جو بہشت بریں کو شرمانے والی اور خوش چشم حوریں تھیں۔ چمکدار موتیوں کو، جو ان کے دانتوں کی لڑیوں کا رشک تھے۔ کانوں اور گردن سے۔ آنسوؤں کے قطروں کی طرح جاری تھے۔ پھینکتی تھیں۔ اور پیادہ پا دائیں اور بائیں دوڑتی تھیں اور پستیوں اور نشیبوں میں گھستی تھیں اور موت کے خوف سے " وہ دن کہ نہ نفع دیگا مال نہ اولاد " بوڑھے اور جوان کے حسب حال ہوگیا۔ ؎

جب سے جہان نے لوٹ مار کی رسم رکھی ہے۔ ایسی لوٹ مار یاد نہیں رکھتا۔

سوغونجاق نے شاہی سامان، خزانہ اور اونٹوں کے ساتھ مسلمی کی راہ لی اور سنگریزوں اور مٹی کے اجزا سے سنتا تھا۔ ع۔ کہ تیری طرف ہدایت کا راستہ غیر مسلم ہے۔ ارادہ رکھتا تھا کہ نیچے سے دریا کے راستہ جائے (یا سراب نام مقام کے راستہ سے نکل جائے) راستہ میں ناگہاں

Marfat.com

طایجو قوشجی اور کتبوغا ایک فوج کے ساتھ مسلمی پہنچ گئے اور سامان پر ٹوٹ پڑے طرفین جنگ میں مشغول ہو گئے۔ ناگاہ بشست قضا سے ایک تیر آلغو قوشجی کے بھائی مُقبل کے لگا اور وُہیں ٹھنڈا ہو گیا اور سوغونجاق کی سواری کو بھی تیر مارے۔ خزانہ کو واپس کر دیا اور مسلمی، میں اس کی حفاظت کے لئے انہوں نے قیام کرنا تھا۔

سلطان جب ماں کے لشکر میں پہنچا کام کے عجیب ہونے اور زمانہ کے حادثہ سے جو ناگہاں ایسا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے اور اچانک اس طرح کی رنگ آمیزی کرتا ہے، خبر دی قوتی خاتون نے کہا اس جگہ رہنا اور اُمراء کو جو ملازم ہیں اپنے ساتھ مطابق اور موافق کرنا۔ اور اس بوقلموں زمانے کے انتظار میں رہنا مصلحت ہوگی ص۲۷۶ ۔ ع ۔ تاکہ آسمان خود پردہ سے کیا ظاہر کرتا ہے۔

اور اس حال میں واقعہ کی کیفیت ہر شخص پر مشتبہ تھی اور گمانوں کے غلبہ اور عقائد کے اختلاف کے بموجب ظاہرہ اور پوشیدہ ہر شخص ایک بات کہتا تھا۔

دوسرے روز جب صبح صادق کی سفیدی کے چشمہ نے خورشید کے چشمہ سے پھوٹ بہنے کے آثار دکھائے اور چہرہ جہاں کو چینی آئینہ انوار کے مصقلہ (وہ لوہے کا ٹکڑہ جس سے زنگ چھڑاتے ہیں سے رگڑ ڈالا تو قرانقای اور شیکتور حسب دستور بادشاہ کی خدمت میں گئے اور انہوں نے بادشاہ کے تعجیل کے بازو پر پہنچنے (اس قدر جلدی پہنچنے) لشکر بے ترتیبی اور اسباب سلطنت کی زینت کے متعلق سوال کیا۔ سلطان نے کہا کہ ارغون کو گرفتار کر کے ہم نے سپرد کر دیا ہے۔ ہم آئے ہیں کہ لشکر کے لئے رسد اور سامان مقرر کریں۔ افسوس ؎

زیادہ کاٹنے والی قینچی نے اس قدر نہیں کاٹا کہ عقل کی چلنے والی سُوئی اُسے سی سکے۔

نابیان خیمہ کے باہر بیٹھا تھا اور ان مشوروں کو چھپ کر سُن رہا تھا۔ آواز دی کہ معاملہ اس طرح نہیں۔ چھ لڑکوں اور ساٹھ امیروں نے ارغون کے ساتھ امداد کی گرہ باندھی ہے اور احمد کی اطاعت کے چہرہ کو غدر اور انکار کے خدشہ سے زخمی کر دیا ہے اور وہ (احمد) بھاگ کر آیا ہے۔ اگر ملک کی بقا، دولت کی ترقی، امور کا انتظام اور لشکر کے حال کی استقامت منظور ہے تو اس کو نظر بند کرنا چاہئے۔ کس قدر عجیب ہیں عالم خاکی کے تیز رفتار اور زمانۂ ظالم صُورت پرست جو ہر لحظہ بید کی شاخ کی طرح کانپتے ہیں اور ہر گھڑی شمع کی طرح خود

پگھلتے رہتے ہیں۔
جب دھوکہ کا پردہ ظاہری اور باطنی بینائی سے اُٹھ گیا اور ظاہری حالتیں لشکر کے متفرق ہونے، دلوں کے مضطرب اور ظاہری پریشانی سے صفحہ ۲۷۷ خصوصاً ان مطالب کی خبر پائی تو وہ رقرانقائی اور شیکتور خیمہ سے باہر آئے اور سلطان کے مکان کے کنارونکی حفاظت کرلی خود بہت جلدی قراوناس، بورہ کی اطلاع سے حرکت میں آیا اور ہر ایک جگہ کو غارت اور برباد کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ پہنچتے ہی لشکر پر حملہ کردیا۔ درندوں اور بجوؤں کی طرح جو ناگہاں ہرنوں اور سفید شکم ہرنیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ وہ حیوان سیرت نہنگ کی مانند خیمہ کے آہوؤں اور جوذر کی آنکھوں والی خیموں میں بند عورتوں پر ٹوٹ پڑے اور لباس اور پوشاک اُتار کر لوٹ لیا اور تمام فرش، بچھونے، سونا، چاندی، کپڑے اور منقش لباس جو کچھ لشکر میں تھا اُٹھا لیا قوتی بیگم کے زیورات کانوں اور گردن سے علیحدہ کرلئے اور جوتی پاؤں سے اُتار لی۔ اور جو کچھ ناپاکی اور بیباکی سے ممکن تھا پورا کیا۔
مغلوں کے قانون کا دستور یہ ہے کہ تنگی اور تکلیف میں جو عورتیں اور لڑکیاں ہوتی ہیں انہیں تعرض اور مطالبہ کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں اور ان کو کوئی دکھ نہیں پہنچاتے۔ مگر اس حال میں مغلوں کے شیطان غبطہ کے شیشہ سے ایسے باہر آئے کہ کسی لاحول کے کہنے سے آزردہ خاطر نہ ہوتے تھے! اور فتنہ کا غبار ایسا زمین اور زمان سے اوپر چڑھا کہ اس کو۔ ع۔ دو سو سال کی بارش نیچے نہ بٹھا سکی۔
آخر کار سلطان کو گرفتار کرکے اور کپڑے اُتار کر خیمہ میں اس کی حفاظت کرتے تھے لیکن ارغون نے جب سلطان کا کام تمام کرنے کیلئے چڑھائی کا ارادہ کیا تو لشکر کے پاس خچریں نہ تھیں اور گلے اطراف میں گئے ہوئے تھے اور اسباب اور سواریوں کے حاصل کرنیکا انتظار اور اسمیں تاخیر ہونا مطلوب کے کھوئے جانیکا موجب نظر آتا تھا۔ تین سو سواروں کے ساتھ چونکہ وہ یقین رکھتا تھا فتح کے دلیروں کی یاری اور مدد پر اور فتح اور تائید کے وعدوں کے پورا آسمان کی تیز باگ صفحہ ۲۷۸
کو حرکت دی۔ اتابک یوسف شاہ لر اور سید عماد الدین ابو العلی سلطان کی خدمت سے اسکی شکست کے آغاز رخصت ہو گئے تھے اور (ارغون سے) شرف باریابی حاصل کرکے اب آسمان کو گھنے والی رکاب کے ملازم ہو گئے تھے۔ ہر ایک ایک سائیس کے ساتھ (تھا)
اور بوغا سید عماد الدین کا مربی ہو گیا اور اس کی تربیت کی بدولت پسندیدہ مرتبہ حاصل

Marfat.com

گیا اور اس کا ذکر اپنی جگہ لکھا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

جب ارغون مسلمی کے نزدیک پہنچا۔ ~

اس کے پاس ہر طرف سے فوج جمع ہو گئی۔ وہ ایک بہادر جنگجو لشکر تھا۔

قرانقائے اور شیکتور سنکہ قرائو ناس کے ساتھ سلطان کو قید کر کے لے جاتے تھے۔ وہ اس کا پیش رو بندہ ہو گیا مغلوں کا دستور ہے کہ گھڑ دوڑ کے درمیان اور شرطا ور تیر اندازی کے اثناء میں جب وہ غالب اور فتحیاب ہوتے ہیں، رقص کرتے ہیں اور لفظ مریو بلند آواز سے کہتے ہیں جونہی ارغون کی نظر دشمن پر پڑی اور اس کو اس حال میں دیکھا۔ امراء کے ساتھ طنزاً اور دشمنی سے مریو کہا۔ وہیں شراب پی اور بدکار غالب کی قید سے جس کی شر کی چنگاری کلیتہً اس کی اسیری کی طرف عائد ہوئی اور ایک لحظہ میں مالک، غلام۔ خوش باش، قیدی اور اطاعت کرنے والا سردار ہو گیا ہے۔ (چھوٹنے کی ایک دوسرے کو) مبارکباد دی۔ ثابت ہو گیا کہ زمانوں کے بدلنے اور روزگار کی تبدیلی سے یہ حال بغیر کسی ملمع سازی کے معتبر نمونہ ہے۔ شاید عقلمند اس کو پسندیدگی کے تجربوں کا دستور اور احوال کی آزمائش کا معیار بنائیں۔ کیونکہ متقدمین کی تاریخوں اور سلف کی تصنیفات میں جو نظم اور نثر میں ترتیب اور تصنیف ہوئی ہیں ایسا حادثہ جو دیکھا گیا ظہور کے مکان میں ۶۷۹ھ نہیں آیا۔ اور اسی طریق پر کوئی داستان آحاد اور تواتر سے (ایک آدمی کی روایت آحاد اور بہت آدمیوں کی روایت تواتر کہلاتی ہے) روایت نہیں کی ہے نہیں سُنی اس کی مثال پچھلے لوگوں نے اور نہیں دیکھی پہلے لوگوں نے۔ ~

ایسے ملکی عجائبات سالہا سال سے نہ زمانے کے کانوں نے سُنے نہ دُنیا کی آنکھوں نے دیکھے۔

ارغون چونکہ "مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا" کے تادیب خانہ سے ادب پائے ہوئے تھا اور آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ سلطان کی غفلتیں کس طرح اس کی ناکامی کا پھل دینے والی ہوئیں۔ اس کو تاخیر اور مہلت دینے میں کیونکر عقل سے اجازت پاتا۔ قنغراتائے کے بیٹوں اور ایلدر کو حکم دیا کہ دل کو کانوں کی بیماری اور باپ کے پرانے کینے سے فارغ کر دیں اور اس سے تسلی حاصل کریں۔ ع۔ جہاں سے تو زخمی ہوا ہے وہیں سے دوا طلب کر۔ انہوں نے باپ کے قصاص میں سلطان کی پیٹھ توڑ دی جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا: "برائی کی جزا اس جیسی

بُرائی ہے۔"

علمائے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ ان مختصر کلمات میں دوسرے لفظ سَیِّئَۃٌ بدی کے نہیں کیونکہ یہ جزا کے موقع پر آیا ہے اس لئے مذموم معنے نہ ہونگے۔ احمد کو قرا قیچغائے میں۔ اور وہ ایک موضع ہے۔ دفن کر دیا" اور زمانہ کے لئے فساد اور عتاب ہے" ؎

اس دُنیا (عارضی سرائے) کی یہی رسم ہے۔ کہ ایک کو تباہ کرتی ہے اور دوسرے کو اس کی بجائے لاتی ہے۔

اچھا انجام اس شخص کا ہو سکتا ہے جو جہان ناپائدار کے فریب کو ایک جو کے بدلے نہ خریدے اور اس خود آراء بُڑھیا کا منترا ور مکر جس کی پنکھڑیاں بالفور کانٹوں کی ہمتا ہیں۔ اور اس کی امید پر شراب کی تلچھٹ یقیناً غم ہے اور در دسرا ور خمار اس کا انجام ہے نہ کھائے۔ اپنے اوپر صبر اور قرار کا پردہ نہ پھاڑے اور اس کی ظاہرہ خوبصورتی اور جُھوٹی صُورت کی طرف۔ کہ جس سے رنگین سانپ مراد ہے۔ نہ دیکھے۔ اور یقین جانے کہ اس جہان کی سلطنت، دولت، مال ومنال، لذات اور آسائش بے ریش لڑکے کے حسن، زنانِ حسین کی وفا، نازک اندام عورتوں کے وعدوں، موسم گرما کے بادل اور سرما کے سُورج کی طرح سراسر فریب، دھوکہ، محال اور جھُوٹ ہے۔ اور دانا ہوشمند اور کامل سعادتمند اس چیز کے حصول کے لئے جس کا وجود، عدم سے کم ہو۔ خوشی اور مسرت نہیں کرتا۔ اور اس کے چلے جانے اور زوال پانے سے۔ جو اس کے حال کے لئے لازم ہو سکتا ہے۔ ندامت اور دل تنگی نہیں بڑھاتا۔ اس کی دوستی اور دشمنی اور سختی اور شدت کو برابر سمجھتا ہے اور رحمانی نصیحت نامہ (قرآن) کا اتباع ان دونوں حالتوں میں ہدایت کی باگ کا رہنما اور اپنی سعادت کے اسباب کا نتیجہ دینے والا جانتا ہے جہاں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تاکہ نہ غمگین ہو تم جب تم سے کوئی چیز جاتی رہے اور نہ اتراؤ جب کوئی چیز تم کو ملے" کیونکہ عقول اور نظر مستقیم کی راہ سے رونے کے قابل نہیں۔ اور یہ زہر آمیز حلوا ایسی آہوں کے لائق نہیں اور یہ قطعہ جو میں نے کہا ہے۔ اس بیان کی بجلی کی ایک چمک ہے۔ ؎

(۱) زمانہ سے اگر تُو اپنا مطلب حاصل کرتا ہے اور سُورج پر اگر تُو اپنا نام لکھتا ہے

(۲) اگر تو ساسانیوں اور کیانیوں کی بادشاہت تک پہنچتا ہے اور اگر ساسانیوں کے خزانے اپنے قبضہ میں لاتا ہے ص ۲۸۱ (۱) اور اگر جہان سکندر کی طرح تیرا تابع ہو جائے

اور اگر تُو جبّاری سے آسمان تک اپنا علم بلند کردے (۲) کیا فائدہ؟ آخر کار
تُو مر جائیگا اور دوسروں کے سپرد کر جائیگا افسوس! اس کا انجام یہ ہوگا کہ
مر جائیگا اور چھوڑ جائیگا۔

جلوس ارغون خان بادشاہت کی مسند پر

جب سلطنت کے دشمن (احمد) کا کام تمام کرچکا اور دل کو وسوسوں اور شغلوں سے ہلکا اور سبک کرلیا بادشاہانہ ارادوں کے جاری کرنے کیلئے کیا اقبالمند یار دولت کے تمام اور عقلمند بخت والوں کے فضائل اسکے سوا نہیں ہوتے۔ خائیت کے پختہ کرنے میں جلدی کی اس سے قبل کہ فاسد خیالات اور حیلہ جوئی کے مادے ہمسروں اور ہم عقلوں کے دماغ کے پردوں اور دل کے نقطہ کے اندر جگہ حاصل کریں۔ اور بے شرمی اور دلیری کی قوت پیروی اور اطاعت کے ہاتھ کو پھیرے اور اگرچہ بعض شاہزادوں کی غیر حاضری کی وجہ سے مطابقت اور اتفاق، جس سے اجماع کلی صحت مند ہوتا ہے۔ حاصل نہیں ہوتا تھا مگر اولجتائے، تفقتنی خاتون اور امرا بوقا شیکتور اور طغا جار نے اتفاق کرکے ارغون کو دلی محبت کی وجہ سے حسد کرنے والوں اور نافرمانوں کے برخلاف معاہدہ کیا اور جمادی الاوّل ۶۸۳ھ کے ساتویں روز مقام قاسیون میں۔ جو موضع ہشت الرود اور قربان شیرا کے درمیان واقعہ ہے۔ جو اُن کی گرم موسم میں رہنے کی مشہور منزلوں میں سے ہے۔ روزافزوں دولت کے تخت پر۔ بے مثل خدا کے ارادہ کے سبب سے قائم ہُوا اور سرکش خو آسمان اُس کے احکام اور نواہی کا پابند اور اقرار کرنے والا بنا۔ فرخندگی اور بخت کا تاج سر پہ رکھ کر زمانہ کہتا تھا (از مؤلف) ع۔ ص ۲۸۲ میں ایک بال برابر اسکے تاج میں چاند سے فرق نہیں کرتا

۵ آسمان اسکے پایہ تخت کے مقابلے میں زمین کو قائم نہیں کہتا ہے زمین اس کے
تاج کے گوشہ کے مقابل آسمان کو بلند نہیں کہتی۔

شہزادوں اور خواتین نے یاقوت رنگ شراب کو کہربا (زرد) کے پیالوں میں ڈال کر بلوریں صفت ہتھیلیوں پر رکھا اور ساز بجانے والے، جو عالم رُوح کے دلنواز ہیں۔ وہ نغمے کہ "نغمہ ایک روحانی سخن ہے" کا نقش اس پر صادق آتا تھا۔ گانا بجانا لوگوں میں اُنس پیدا کرتا ہے"۔ . . . . کی نسبت موافق حال ہوتی تھی اہل مجلس کو سرود سناتے تھے۔ اور جہان بھی فلک شکوہ بارگاہ کی طرح خوش و خرم تھا۔ اور روئے زمین ارم کے سبزہ زار اور چراگاہ کی غیرت بنی تھی۔

اعتدال ہوا کی تاثیر سے خوشی کا جمرہ (تین بخار جن سے زمین میں نشو و نما کی قوت پیدا ہوتی ہے)
گرا پڑا اٹھا۔ اور سرمست نرگس نے سروِ آزاد کے پاؤں پر سر رکھا تھا اور پوری شوخ چشمی کے
ساتھ ایک گوشہ باغ سے حور وشوں (گل) پر آنکھ لگائی تھی۔ اور باغ کے ایک طرف میخوار
بیٹھے ہوئے تھے اور زبان کو اس نصیحت سے پانی کی طرح رواں کیا تھا۔ ؎

صحنِ باغ میں سوائے سرو کے کسی کے پیچھے نہ بیٹھ۔ اپنے سامنے بجز سرو قد
یار کے کسی کو نہ بٹھا۔

قوتِ نامیہ کی مشاطہ نے شاخساروں کو نئی دلہنوں کی طرح بنایا سنوارا اور بیدِ مشک
نسیم کے چلنے سے حوروں کے گریبان کی طرح مہک اٹھا۔ ندی کے کنارے سبزہ خط (گھاس)
ظاہر ہوا اور شگوفہ نے تعجب میں۔ ؎

پھر یہ دنیا میں کیسی جوانی اور حسن ہے اور زمین اور آسمان کے لئے یہ حال کیونکر
از سر نو آ گیا ہے۔

شاخ کی انگلی دانتوں میں لی۔ بلبل فاختہ کے رشک سے شور مچانے لگی جس طرح صراحی
ساغر کے سامنے قلقل کرتی ہے۔ درختوں نے فراخیٔ عیش کا پانی پیا اور زمین نے سیرابی کی
شراب چکھی گویا کہ ربیع کے نقاش نے جاری آبِ شیریں کی سطح پر جادوگری کے قلم سے کاتب
(مصنف) کی دلاویز پیاری غزل کو نقش کر دیا۔ ؎

ص۲۸۳ (۱) یہ لو بادِ بہاری چلنے لگی شراب سے بھرے ہوئے پیالے اٹھا (۲)
باغ کی طرف سے صبح کے وقت سن۔ بلبلوں کی خوش الحانی اور قمریوں کا گانا (۳)
چمکدار شعروں اور جام شراب سے۔ اے مغنی تو کیا گاتا ہے اور اے ساقی تو کیا رکھتا
ہے؟ (۴) اے زمین کے صحن تو خوبی کی جان ہے۔ یا تو باغ بہشت ہے یا چہرۂ
محبوب (۵) بادِ صبا سے باغ حسینوں کے گریبان کی طرح ہو گیا یا عنبر تر یا مشک ناب
بھر گیا (۶) اس کے رخسارے اور زلفوں سے ہمیں حاصل ہے
اور خوشبوؤں کا سونگھنا"

صبح کے وقت قمری، دورِ قمر کے غمزدوں کو اس تجنیس دار رباعی سے مانوس کرتی تھی۔ ؎

(۱) اے دل تو کیوں ملامت کے سامنے سپر ہے۔ کب تک اندیشہ کی راہ کو باطل کیساتھ
طے کریگا (۲) کب تک عقل اور احساس کے بازو ور ... سے ... شراب پیجئے جا کر

Marfat.com

جوانی ختم ہوتی جاتی ہے۔

ص۲۸۵ برساتی بادلوں نے گذرا ہے کے خیمہ پر سائبان رکھا۔ اور اطراف دنیا کے لئے لطف اور خوشی سے کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ ایسے موسم میں چند دن خوشی جمع کرتے اور عیش حاصل کرتے ہے اور سرور اور خوشی ہیں۔ سے

(۱) کبھی بربط کبھی طنبور بجاتے۔ کبھی مست کبھی مخمور ہوتے (۲) کبھی ساغر چڑھاتے کبھی چوگاں۔ کبھی تالیاں بجاتے کبھی نغمہ گاتے (۳) کبھی پہاڑوں سے ہرن بھگاتے۔ کبھی دل سے غم کو خاصی نیتہ تھے (۴) صبح اور شام جہان بے غم نہیں ہوتا۔ اس ولایت میں ایک مہینہ تک غم نہیں ہوتا۔

اس صفت پر اس زمانے میں حسینوں کے رخ اور زلفوں کی طرح خوش، رات کو دن کے ساتھ ملاتے تھے اور سرودوں اور حسینوں کے ساتھ ارغوانی شراب پیتے تھے۔

پس ایلخان نے مہمات کو درست کرنے، بکھری چیزوں کو منظم کرنے، اطراف کو مائل کرنے اور اپنوں بیگانوں کو نرم کرنے کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے ان مہربانیوں کے مقابلہ میں۔ جو قوم (اللہ تعالیٰ) کے خیموں سے کلی مایوسی، پوری سختی، مددگاروں کی عدم موجودگی۔ لشکر اور سامان کی قلت مدت کی کمی اور مدد کے کم ہونے کے بعد نازل ہوئیں۔ فاتح عالم نے حکم۔ دریائے جیحون کے کنارے سے بلاد مصر کی حدود تک۔ ایلچیوں کے ہمراہ بھیجا۔ جو مہربانی کے بازو کھول دینے پر متضمن، خوف کے مادہ کو قطع کرنے پر شامل۔ عدل کے نیک نشانوں کے پھیلانے سے آگاہ کرنے والا اور ص۲۸۵ انصاف اور رحمت کے بیابانوں کے گیرائی کا خبر دینے والا تھا۔

اور وہ طائفہ جو لشکر کے جدا ہونے کے وقت حکم مطیع اور بجالانیوالا تھا اور آسمان دوران کا کا ملازم تھا اور مردانگی کے مسلک میں چلتے ہیں اور صبر کا قدم مضبوط رکھا اور وفا اور شرم کی پیشانی کو حسن عہد کے چہرہ اور غلامی کی فراخ پیشانی کے ساتھ اقبال کے ماتھے کی طرح سر کو آستانۂ خدمت پر رکھ۔ اور بادشاہ ولی نعمت کے حقوق کا سلسلہ ہاتھ سے نہ چھوڑا ہر ایک کو بلند مرتبہ اچھے مثل درجہ عطا کیا اور آرزو کی انتہا اور رفعت کے بلند مراتب تک پہنچا دیا۔ بہت سے گدڑیئے تاجدار اور بادشاہ بن گئے۔ اور بہت سے گداگر قیدی۔ امیر اور فرمانروا ہو گئے۔ بیشک مخلص خدمتگار دنکے وعدوں کی حفاظت اور شفیق مددگاروں کے احوال کی دیکھ بھال مصیبتوں کے بوجھ اور زمانے کے مکر کی تکلیف کو برداشت کرنے کے بعد۔ واجب ہے ہر وجہ سے۔ ع شریف لوگ جب آسائی میں پہنچے

Marfat.com

ہیں تو یاد کرتے ہیں۔

اس مصرع کو چسپاں کرتے وقت دوستوں میں سے ایک حاضر تھا۔ نظم عربی اور نثر فارسی کو ملاکر کی خوبی پر موقع تضمین کے لطف اور مثال کے مرتبہ کی بلندی کے ساتھ مبالغہ اور خوبی کے شیوہ سے تعریف کرتا تھا۔ یہ بیت دوسرا سابق مطلب کے مطابق تضمین اور شمول مطلب کے طریقہ میں بر نظر مصرع کے نصف سے التزام (تصنیف) کیا۔ ؎

اے وہ شخص کہ تجھ پر ہر طرح سے طرح طرح کا خدا کا لطف وکرم ہے۔ فکر کی تنگی سے

مصرع مذکور پڑھ۔

اور چونکہ ابھی سلطنت کے کام نے پوری طرح انتظام نہ پایا تھا جشن کو ملتوی کر دیا اور نیز پہلی دفعہ ہی خمار ایلچی کو صاحب دیوان کے طلب کرنے کے لئے۔ ئل اور حاضر کرنے کے حکم کے ساتھ بھیجا اور اس مصلحت سے اتابک یوسف شاہ لر اور ملک امام الدین قزوینی کو پیچھے سے روانہ فرمایا اور اسکی شرح اس ذکر کے آخر میں بیان کی جائیگی۔ ط۲۸۶ اگر اللہ نے چاہا مبارک جلوس کے وقت شاہزادوں میں سے ہولاجو، جوشکب، کنشو، بایدو اغول اور کیخاتو ابھی نہ پہنچے تھے اور بعض جو شاہزادہ عقل سے دور اور حریف سعادت سے جدا تھے۔ دل میں رکھتے تھے کہ ابتدائی مشورہ کے وعدہ کے مطابق ہولاجو بادشاہ ہو جائے اس وجہ سے خواہشات کا اختلاف ظاہر ہوا اور یہ ذکر زبانوں پر جاری ہو گیا۔

جب سلطنت کے تخت نے ارغون کی بادشاہت کے دبدبہ اور بلندی کے پایہ سے زینت حاصل کی۔ بڑے اور چھوٹے کے پاس ایلچی بھیجا اور لطف آمیز پیغام نئے یہاں تک کہ انکو مائل کر لیا اور ہولاجو کی طرف ایک چتر جو سایہ ہما کا دبدبہ اور خورشید عالم آرا کا نور رکھتا تھا طرح طرح کی معذرت کے ساتھ روانہ کیا۔ اور کمال دل نمودگی اس عبارت کی لڑی میں درج کی۔

"کہ جب ہم یہاں پہنچے خواتین بزرگ اور امراء انہیں چونکہ قاآن شاہی [illegible] کو جانتے تھے مجبور کیا کہ اپنی [illegible] کی حفاظت کریں [illegible] اور لشکر [illegible] ملک مصیبت [illegible] اس وجہ سے اس کو [illegible] تھا چاہئے کہ ہولاجو آقا دل کی [illegible] ان بد خطرات اور [illegible] وسوسوں آزاد رکھے کیونکہ [illegible] سلطنت اشتراک کا حکم رکھتی ہیں [illegible] اتفاق اور [illegible] دشمنی [illegible] مملکت کو [illegible] لشکر کو زیادہ کریں اور [illegible] قانون کے احکام کی [illegible]

Marfat.com

اور پوری کوشش کرنی چاہئے"۔

جب ایلچی ہولاجو خاں کی خدمت میں پہنچا تو اس (ہولاجو) نے جواب میں کہا کہ ارغون کے ساتھ مضائقہ کب ہوسکتا ہے؟ پس قربان شیرا کا عزم کیا ارغسون اور جوشکب کے گھر کی جانب ہمدان کی طرف باہر گیا (تین دفعہ انکے جلدی کرنے اور درخواست کے ساتھ، آسمان پایہ دولت کے سریر کی خدمت میں (آنے کیلئے) ایلچی آتے جاتے رہے اور تابعداری جلدی کرنیسے پیچھے رہ گئے اور خیال انگیز اندیشوں ص۲۱۷ سے دُور رہے۔ ارغون کامیاب بادشاہ تھا۔ اور اسکے نفس میں کمال سیاست اور ہیبت فطری طور پر تھی۔ اس کنارہ کشی پر چشم پوشی کرنا سلطنت اور اقتدار کے مذہب میں ممنوع سمجھا۔ ایک جرار لشکر کو ان پر مقرر فرمایا۔

جب انہوں نے لشکر کے روانہ ہونے اور اسکے غصہ کی آندھی کی حرکتوں کی خبر سُنی۔ عاقبت کی بدی اور مخالفت کی نحوست پر غور کیا۔ اور ہر ایک نے اپنے کیمپ سے دربار کی طرف جلدی کی اور باریابی کا شرف اور انواع لطف سے خصوصیّت اور انعامات حاصل کئے۔

ارغون نے انکی دل کی تسکین اور خوشی کے حصول کے لئے اس ذات کی۔ جو

چاند رحل اور سورج نکالنے والی ہے۔ دبدبہ تاج اور تخت اور قوت کا نقش کرنے والی ہے

قسم کھائی۔ کہ ان کی جانب کو (ان کو) بزرگی کی راہ سے ہمیشہ مہربانیوں سے مشمول اور احسانات سے حمایت میں رکھیگا۔ ہر ایک کو گلاہ اور پٹکا دیا۔ انہوں نے بھی اطاعت اور فرمانبرداری کی راہ کو لازم جان کر اس کی بادشاہی کی دلیل دی اور دونکے انتشار کے اسباب منقطع ہوگئے جیسا کہ لشکر کے سوار ہونے سے نجات اور تلوار کے کھینچنے سے خلاصی۔

ایلخان منکو تمور سے پھر صاحبقران آیا۔ اور اللہ ہی حامی اور محافظ ہے" اُمرا سے جو لوگ انکے ساتھ سربرا طاعت کیلئے مشہور تھے مثلاً بوکا، تیناي، ابکان پسر شیرامون اور ہولاجو، کو توال تبریز سے الگ الگ ریاست میں سوال کیا کرتے تھے اور اُن پر حجت پکڑتے تھے اور قانون کا شرف (قتل ہو) حاصل کرتے تھے۔

موضع ذکر درحین تفرقہ لشکر احمد

جب سرزارا در امر مصلحت بینی کیلئے خود کو مصیبت کے مگرمچھ کے مُنہ اور حلق سے خلاصی دیتے تھے اور زبان سے اور ... ٹھوڑی نیچے بل سجدہ میں گر پڑے" کی ندا الذباب ہوش کے کان ...

پہنچتی تھی م۲۸ اور عناد کی پیشانی کا حادثہ سخت پیچیدہ ہوتا جاتا تھا۔ جیسا کہ مقدمہ میں لکھا گیا ہے تمام مخلوق نے دائیں اور بائیں سے فرار کے پاؤں اٹھائے اور ناخن برابر بھی ٹھہرنے کی طاقت نہ تھی صاحب دیوان نے عراق کا عزم کیا۔ اصفہان کے باشندے ماجرا کی صورت حال اور حیلہ گزرانے کے واقعہ کی کیفیت سے بیخبر تھے۔ ملوک۔ امراء، اکابر، قاضی اور تمام گروہ استقبال کی خدمت کیلئے باہر گئے اور لائق خدمات سے، جو ایسے سلطان نشان صاحب اور صاحب بیان سلطان کی خدمت میں بجا لانا دستور ہوتا ہے، بندگی مراسم سے مہمانی میں اور تحفوں اور نذرانے کے لوازمات سے۔ ملاقات کی (صاحب نے) وہ تین دن قیام کیا اور مخبروں کو ادھر اُدھر بھیجا اور ارادہ تھا کہ شیراز آئے اور سمندر کی راہ سے باہر نکل جائے اور اپنے آپ کو بلاد ہندوستان میں پہنچا دے۔ پھر مغلوں کے قہر کے دبدبہ کا خیال کیا اور دل میں کہا: اپنے آپ کو اس گہرے سمندر سے نجات کے کنارے پر ڈالنا اور بیوی بچوں، متعلقین، ماتحتوں، گماشتوں اور لوگوں اور اُنکے پیروکاروں کو غصے کے غوطہ لگانے کی جگہ اور عذاب کے بھنور میں چھوڑ دینا۔ پسندیدہ عقل اور نظر درست کا اختیار کیا ہوا نہ ہوگا۔ نیز میں نے تیس سال مرتبہ کے کمال، طاقت کی بلندی اور کامیابی کے کمال میں گذارے ہیں اور اب بڑھاپے کی صبح صادق کے نمودار ہونے جوانی کی رات کی سیاہی کو شکست دیدی ہے اور عمر کے تیر نے ساٹھ سال کی گرہ اختیار کر لی ہے۔ اگر سست عہد آسمان بے وفائی جو اس کی عادت ہے شروع کریگا تو تدبیر کی درستی اور روشنی کرنیوالی رائے کی روشنی کب نفع دے گی۔ مصلحت یہ ہے کہ توکل کے دامن میں ہاتھ مضبوطی سے ڈال کر اور مضبوط رسی کو پکڑ کر متوجہ بندگی ہو جاؤں (ارغون کے پاس جاؤں) اگر تیس سال سے زائد کی خدمات اور اتنی مدت تک آباء اور ابنا کی خدمت میں اجراء کا حقوق کے تقاضے پر بادشاہانہ عنایات کے بدلے حرکت میں آجاتے ہیں اور کامل مہربانی سے [illegible] گناہوں معافی کے مقابل کر دیتا ہے تو ف۲۸۹ [illegible]

ورنہ الحی عمل میں اس قدر مخلوق کو عذاب کی [illegible]

لوگ عذاب سے بچ جائینگے)

اس میت سے حیرانگی جو مختلف دلائل کے تقابل سے پیدا ہوتی [illegible] کی آگ بجھ گئی ہے۔ میں سپرد کرتا ہوں اپنا کام اللہ کے بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھنے والا ہے کی آیت زبان پر گذاری اور آسمان مثال کیمپ کی خدمت کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں امیر [illegible] فرمان شاہی کے ساتھ جو نفرت کی ادائیگی [illegible] اور لغزشوں کے [illegible] مہربانی کی بنیاد کو پہچانے اور مہربانی [illegible]

Marfat.com

پہنچا۔ اور حکم سنوا دیا۔ فوراً فراغ حالی نے رُخ دکھایا اور اپنی تصنیف سے ایک بشارت نامہ حکام عراق کے پاس بھیجا اور سرعت اور شتابی کے بازوؤں پر روانہ ہوگیا۔ جب باریابی کے شرف سے عزت حاصل کی نزدیکی سے نوازا اور عزت پائی اور (ارغون نے) وعدہ فرمایا کہ صاحب دیوانی کا منصب بدستور عنایت فرماتا ہے تاکہ بوقا سے مل کر مہمات ملکی اور ہونیوالے واقعات کو چلانے کیلئے انتظام کرے۔ صاحب نے بارگاہ کی زمین کو بوسہ کے نقشوں سے منقش کر دیا اور زبان کو جان بخت سزاوار تاج و تخت بادشاہ کی سلطنت اور عمر کی ہمیشگی سے کھول کر اپنی عزت کے خیمہ گاہ میں واپس آیا۔ لوگوں نے اسکی زندگی کی نعمت کیلئے شکر گذاری کے رسومات اور لوازمات ادا کئے اور نذریں اور صدقے پورے کئے۔

ایک ہفتہ کے بعد بوقا نے جب دیکھا کہ پھر صاحب دیوان بدستور منصب مقررہ کا کرنے والا ہوگا بادشاہ کو اس کے باقی رکھنے پر ملامتیں کیں اور تاکید کی کہ جب تک اس کے مکر کو ظاہر اور قہر کی جانب کو چھوڑ دینے سے انکار کریگا۔ پھر کہا اس شخص سے جو ایلخان (ارغون) کے نیک باپ کے ساتھ اس قدر پرورش اور تربیت کے سابقوں کے باوجود بداندیشی کرتا ہے۔ اس سے نیک بندگی کی توقع کس طرح رکھی جاسکتی ہے۔ بادشاہ کی سلطنت کی پائداری اور صاحب دیوان کا فنا ہونا لازم و ملزوم ہیں۔ ایلخان ابھی منہ ۲۹ اختلاف عقائد و خیالات سے متردد رائے تھا۔ باوجود اسکے کہ بارہا ظاہر اور پوشیدہ طور پر یہ بات عام افواہ کے طور پر کانوں تک پہنچی تھی اور سلطان (احمد) کے زمانہ میں صاحبی کی کوششیں لشکر کے اسباب کی ترتیب میں ان بدمزگیوں کی دُم بن جاتی تھی اور اسکے علاوہ تغیر ہوتے تھے۔ چونکہ اس حال میں موافق صلاحکار اور مشفق مخلص سے ایسا مبالغہ ہُوا حکم شاہی نافذ ہُوا کہ اُمراء سیاست قدآغای و اوکتائی دریافت کریں اور غور سے حقیقت کو پہنچیں۔ صاحب کو سیاست کے مقام میں پیش کیا اور اُن کے آئین کے مطابق جب جلادوں نے اسکے ہاتھوں کو باندھا۔ ترک اور تاجیک (عام اور خاص) کے طائفوں سے فریاد نکلی کہ کیوں مخلوق کے رزق کا دروازہ بند کر رہے ہیں۔ (صاحب نے) بہتانوں کے کھڑا کرنے اور باطل باتوں کے ظاہر کرنے کے جواب میں کہا: کہ مجھ بندہ کی تقصیرات اور برائیوں کے بارے میں جو کچھ غرض مند لوگوں نے بادشاہ کے کانوں تک پہنچایا ہے بادشاہ کے عفو کی امید پر ایک کی بجائے میں سو کا اقرار کرتا ہوں لیکن اس خیانت اور ولی نعمت کے قتل کی تہمت کی نسبت سے مجھے خبر نہیں ؎

نہ میں نے زبان پر گذارا نہ دل میں۔ نہ مجھ بندہ کے عقیدہ میں یہ ہرگز تھا۔

کام دل کی ہوشیاری اور زبان کی فصاحت پر منحصر نہ تھا۔ ع قضا کے حکم کے مقابلہ میں

Marfat.com

ھا کا دم کیا کرتا ہے + حکم ہوا کہ فضائل اور بزرگیوں کی بنیاد کو ویران اور سخاوت اور عنایتوں کے چشمہ کو نابود کر دیں۔ موضع مونیہ میں اہر کے پاس قہر کا جلاّد افعی کے زہر والی تلوار کے ساتھ جب کو سیاست گاہ میں لایا اختر کی آنکھ سے شفق کا خون برستا تھا۔ عطارد کی زبان فریاد کرتی تھی ۲۹۱ اور زہرہ بال نوچتی ہوئی گاتی تھی۔ ؎

اس کے جسم پر نیلوفری تلوار آخر کیا کرے گی۔ جس کو نیلوفر کی خوشبو بھی باعث

تکلیف ہوتی تھی۔

اس نے معلوم کیا کہ خلاصی کی راہ نہیں ہے اور جب تک اس کی جان، جو فضیلت کا بقیہ اور بادشاہ کا مطلوب ہے تلف نہیں ہوتی۔ بہانہ باقی ہے، فریاد کی یہاں تک کہ ایک لحظہ اُسے مہلت دی اور وہیں اس نے غُسل اور وضو کیا۔ اور قرآن کریم سے جو اس کے پاس تھا۔ فال لی اور وصیت نامہ فرزندوں کو اور یہ رُقعہ تبریز کے فاضلوں کو لکھا۔ کہ جب بیٹے قرآن سے فال لی تو یہ ملا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے! ور اس پر مستقیم ہوگئے اُن پر فرشتے نازل ہونگے اور کہینگے کہ نہ خوف کرو نہ غمگین ہو اور خوشیاں مناؤ اس بہشت پر جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا" باری تعالیٰ کے رازوں کی تقدیریں اسکے علم کے علیئین میں ظاہر ہیں اور ہر ایک کی عمر کی انتہا اسکی لوح محفوظ میں مقرر ہے جب اس نے اپنے بندہ کو اس فانی جہان میں تمام انواع سعادت سے بہتر رکھا اور کوئی مطلب مراد اس سے دریغ نہیں کی۔ چاہا کہ اسی جہان میں جہان باقی کی بشارت بھی اُسے پہنچائے اور جب یہی حال تھا تو مولانا محی الدین، مولانا افضل الدین، مولانا شمس الدین، مولانا ہمام الدین اور بعض مشائخ کو۔ کہ ہر ایک کا ذکر طوالت چاہتا ہے اور موقع برداشت نہیں کرتا۔ بشارت پہنچانا ضروری نظر آیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ہم تعلقات قطع کر کے روانہ ہوگئے وہ نیز دعائے خیر سے مدد کریں۔ جب تحریر سے فارغ ہو گیا۔ مقام تسلیم میں زبان پر لایا۔ ؎

اے جاناں جو کچھ تجھ سے میرے دل پر آئے وہ اچھا ہے خواہ نشفا ہو خواہ دُکھ۔

نماز عصر کے وقت بروز پیر چار شعبان ۶۸۳ھ کو جیسا کران بیتوں میں [illegible]

ذکر تاریخ کی لڑی میں اس طریقہ سے بیان کیا ہے۔ ؎

۲۹۲ (۱) مُلک کا سُورج، مشرق اور مغرب کا صاحب دیوان۔ وہ شخص جس کا زمانہ ادنیٰ نوکر اور آسمان مرید ہو گیا (۲) سال تاریخ میں جب ج ف [illegible] کے بعد کہ اس کی عمر کی مدت کا دامانہ لمبا ہو گیا (۳) نماز عصر کے وقت [illegible]

Marfat.com

دن شعبان کی چوتھی کو شہید ہو گیا۔

خیال فاسد کے سودا میں اس کی روشن پیشانی کو جو صبح سعادت کا چمکدار سورج تھا۔ تلوار کے چشمہ سے گرد آلود زمین کی سطح پر شفق کے سرخ چہرہ کی مانند کر دیا۔ اور ایسے صاحب کو جس کی نظیر اظہار سے زمانہ کی ماں کے رحم ہمیشہ تک بانجھ رہے۔ تلوار کی گواہی سے شہید کر دیا۔ ے

(۱) وہ ایک گوہر تھا جس کو گردوں نے نادانی سے توڑ ڈالا۔ جوہری کہاں ہے؟ کہ اس گوہر شکن آسمان پر رو دیتا (۲) آگ اور پانی اگر جانتے کہ دنیا سے کیا چلا گیا۔ تو آگ غم سے خون ہو جاتی اور پانی غم سے رو دیتا۔

اور یہ رباعی کہ فضلائے عصر میں سے ایک کی طبع زاد ہے صورۃً و معنیً مراعاۃ نظیر کی صنعت اس کے حق میں بے نظیر ہے۔ ے

(۱) شمس کے جانے سے شفق سے خون ٹپکا۔ چاند نے منہ نوچ دیا اور زہرہ نے زلفیں کاٹ ڈالیں۔ (۲) رات نے اس ماتم میں سیاہ لباس پہن لیا اور صبح نے ٹھنڈا سانس لیا اور گریبان پھاڑ ڈالا۔

اس ہولناک واقعہ اور مشکل مصیبت کی خبر اطراف ممالک میں جس طرف پہنچی خاص و عام ... اور بے چارے گریاں اور نالاں ہوئے اور بڑوں اور چھوٹوں نے آنکھ کی پتلی کی رگ کھول دی۔ شہر باوجودیکہ ہرگز صاحبی کی تشریف آوری کی برکت سے مشرف نہ ہوا تھا، کے باشندے اسکی جو ... خیرات کے ذریعہ جو نیک و بد اور امیر و فقیر کو پہنچتی تھی شکست پرا اور پریشان حال ہو گئے اور نالا اور افسوس کے شریک ہو گئے۔ ے

(۱) فریاد ہے اے کمینہ آسمان! عالی فطرت صاحب کہاں ہے۔ جو خون دل سے فطرت کی آنکھ کو قربان کرتا ہے (۲) وہ آفاق کا مالک، دین اور دولت کا شمس تھا دولت کا منہ اس کی روشن رائے کے نور سے با فروغ تھا (۳) اسکے بعد مسند اگر اسکے تکیہ کے بغیر سر بلند کرے، اسکا مطلب بے معنی ہوگا اسے بیچ میں سے نکال ڈال (۴) اور اگر قلم اس کے ہاتھ کے بغیر چاہے کہ در فشاں ہو۔ تو مناسب ہے کہ قاطع تلوار کے ہاتھ سے اسکے سر اڑا دے

... کے واقعہ (شہادت) کے بعد اسکی تمام املاک کو خالصہ جاگیر میں لے آئے اور ... کی بنیاد کو منہدم اور اس کی نیکیوں کے نشانات کو کالعدم کر دیا۔ ... اور وہ کونسی نعمت ہے ... نہ کرتا۔

Marfat.com

۲۹۴ھ اسکی اولاد یحییٰ فرج اللہ مسعود اور اتابک کو جو بزرگی کے آسمان کے ستارے اور بہادری اور
[ز]ندگی کے باغ کے نورستہ پودے تھے۔ باپ کے پیچھے بھیج دیا (قتل کر دیا) اور ان بیگناہ بچوں پر رحم نہ کیا۔
اور اس حال پر جب ایک مدت گذر گئی آروق نے خواجہ ہارون کو قتل کر دیا۔ کیونکہ مجدالدین اثیر
اکابرین زمانہ میں سے نعمت اور ثروت میں موصوف اور معروف اور دلیری اور بزرگی میں مذکور اور مشہور تھا
آروق کی چغلی کی کمان کو زہ کیا تھا کہ بغداد کے علاقے سے مال کی آمدنی خاص ضروریات پر خرچ
...ہے آروق اس خیال پر کہ خواجہ ہارون اس کے ساتھ اس بدگوئی میں ہمراز ہے اور خود اُنکی مخالفت
...دشمنی کی باتیں اور لاحق ہونیوالے عناد اور کھلی دشمنی درمیان میں بھی ہوئی تھی۔ بغیر حکم شاہی کے
...وں کو تلوار پر سے گذار دیا ہے۔ بیٹے کٹے ہوئے سر سے آواز نہیں آتی۔
اور صاحب اور اسکی اولاد کی قبریں چرانداب تبریز میں ہیں ۶۹۲ھ کے مہینوں میں ان خبروں کا
[نق]ل کرنے والا (مصنف) وہاں پہنچا۔ زیارت کیلئے ایک ساعت اس بروج انجم مقام اور سعادت بخش
...ع میں راحت حاصل کی۔ دونوں بھائی (شمس الدین اور علاؤالدین) سات بیٹوں کے ساتھ بعض نے
شہادت کے درجہ کو دُنیاوی سعادت کے ساتھ جمع کیا اور بعض نے لاکھوں افسوس کے ساتھ مصاحبت
...سے۔ جوان کا ادنے چاکر تھا۔ ابد کے اُنس اور حورانِ فردوس کی مجاورت کی طرف مائل ہو گئے
...کے القاب اور نام۔ بعد اسکے کہ فرمانوں کے صفحوں پر منقش ہوتے مقبرہ کی تختیوں پر نقش کئے
[گئے] تھے۔ اور آیات قرآنی میں سے ہر ایک قبر کی تختی کے دیباچہ پر ایک آیت اُن کے مراتب کے مناسب
لکھی تھی اُن زیارت گاہوں اور قبروں کے مشاہدہ سے میری آرزوؤں کا قد ٹیڑھا ہو گیا اور چہرہ پر
آنکھوں سے چشمہ جاری ہو گیا۔ اور ان قبروں کی ہیبت اور نشان عبرت حاصل کرنے والی آنکھ کو صدر اور
مسند کے مرتبہ کا پتہ دیتی تھی اور اسکا سبب یہ تھا کہ اُنکے زندگی کے زمانہ میں ۹۵ھ خدمت کے
حاصل کرنے کی سعادت سے (مصنف) محجوب۔ ع۔ جس چیز کی تمنا کرے انسان وہ حاصل ہو جائے
محروم رہا تھا اور ناکامی کے داغ سے مشہور رہا۔ دل جو حسرت کی آگ سے جوش میں تھا۔ زمانہ ...
تعجب کرتا تھا۔ چونکہ محکمۂ ازل کے قاضی نے لازوال حکم سے اندازہ کیا تھا کہ تھوڑ...
کی بساط تمام سرداروں اور رئیسوں سے خالی ہو جائیگی۔ نیز اس اثناء میں مزاج ایلخانی ارکان
دربار کے برانگیختہ کرنے سے خواجہ وجیہ الدین سے متغیر ہو گیا اور اس کو ماخوذ کر لیا۔ یہ دو بیت موافق
[ح]ال کہے گئے۔ بیت

(۱) ہم نے خود اس گنبد کے آسمان سے کیا دیکھا ہے یا تکلیف میں ڈالے رکھا یا بیگناہ

قتل کر دیا (۲) دو رنگ والے (منافق یا رات دن والے) جہان کا انجام فنا ہے وہ خود ہی بُرا اور بھلا ہو گا اور خود ہی نرم یا سخت ہو گا۔

اس (خواجہ وجیہ الدین) نے معلوم کر لیا کہ اس دفعہ رہائی ناممکن ہے۔ ہر چند اُمراء و ارکان دربار کی خدمت میں منتیں لکھیں کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ اس خط کے ابتدا میں جو طوغان قہت کے پاس بھیجا تھا اور تواضع اور سفارش چاہنے میں مبالغہ کیا تھا اور اپنے نام کو ضعیف، وجیہ عاصی لکھا تھا۔ یہ فارسی بیت درج کیا۔ ۔؎

اے جان تیرا غم ہجر ہر بار سخت تھا۔ مجھ دل خستہ پر رحم کر کہ ایک دفعہ کام تمام ہے۔

بالآخر اس کی جان کو تلوار سے آشیانۂ سفلی (دنیا) سے بلندی کی اُنس گاہ (بہشت) تک پہنچا دیا ۲۹۶ھ اعمال دیوانی کا عادی ہونا اور اس جہان کے شغلوں سے ملا رہنا بد انجامی پہنچانیوالا ہے اور دولت پنجروزہ کو منتقل ہونے اور چلے جانے کی جلدی لازمی ہے۔ ۔؎

(۱) حرصِ دُنیا کا مال سانپ ہے اُس کے پیچھے نہ لگ۔ تُو جانتا ہے کہ سپیرے کی عاقبت کیا ہوتی ہے (۲) اگر تُو چاہتا ہے کام مُراد پر ہو اور عیش خوب ہو تو نیستی کے ساتھ موافقت کر اور دُنیا ترک کر (۳) زمانہ جیسا کوئی ناصح نہیں۔ اگر تُو چاہتا ہے کہ نصیحت حاصل کرے تو زمانے سے حاصل کر۔

تمّت بالخیر

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج تاریخ وصاف کا ترجمہ ختم ہُوا۔ اس مشکل ترین کام کو ختم کر۔ جو جو دقتیں پیش آئیں اُن کو دل ہی جانتا ہے دس مہینوں کی شب و روز کی محنت ایک صفحہ پر گھنٹوں کی عرق ریزی۔ اور اس کے ساتھ زندگی کی پریشانیاں۔ پھر اپنے نیک دل اُستادوں سے دُور یہی کہونگا کہ انکی تعلیم ہی کی برکت تھی جو ہر وقت شامل حال رہی اور میری ہمّت کو نہ ٹوٹنے [دیا]۔ خدا کرے طلبا اس سے پورا فائدہ اٹھائیں اور ناچیز مترجم کو دُعائے خیر سے یاد کریں۔ فقط

محمد باقر ۱۰ / جون ۱۹۳۴ء } آزاد منزل۔ کشمیری دروازہ۔ دہلی

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر نے چھپا کر شائع کیا۔

Marfat.com